حسبنا کتاب اللہ

واقعہ قرطاس

پر امامیہ کے اعتراضات کا تحقیقی جائزہ

ابو حذیفہ حیدری حفظہ اللہ

حسبنا کتاب الله

واقعہ قرطاس

پر امامیہ کے اعتراضات کا تحقیقی محاسبہ

أبو حذيفة حيدري حَفِظَهُ الله

موضوعات

حدیث قرطاس کی توضیح اور اعتراضات پر مدلل جواب۔ رسول الله ﷺ کی آخری وصیت کیا تھی؟ سیدنا علی علیہ السلام وصی نہیں ہیں۔ شیعہ مصادر میں روایات قرطاس۔ کتاب سلیم پر تحقیق۔ قرطاس پر امامی نظریہ ایمان کی نفی ہے۔ تیجانی کی المیہ جمعرات کا جواب۔ نجفی کی تنزیہہ امامیہ کا جواب۔ خمینی کی کشف اسرار کا جواب۔ امام غزالی رحمہ اللہ پر اعتراض کا جواب۔ کیا نبی کریم ﷺ کا ہر ایک قول وحی ہے؟ رسول الله ﷺ سیدنا عمر علیہ السلام سے راضی تھے۔

انتساب

میں اس کتاب کا انتساب اپنی نانی اماں محترمہ چنن بیگم مرحومہ کے نام کرتا ہوں جن کی نیک وصالح طرز پر کی گئی پرورش کے ذریعے سے مجھے دینی خدمات کا موقع اللہ تعالی نے دیا۔

فہرست موضوعات

❖	**مقدمۃ الکتاب**	14
۱	• عوام الناس حدیث قرطاس سے ناواقف ہوتے ہیں۔	15
۲	• حدیث قرطاس کا پس منظر۔	16
۳	• رسول رحمت ﷺ امت کی فکر میں۔	17
۴	• امام عمر رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ کو تسلی۔	18
۵	• حاضرین میں ایک گروہ کا تحریر لکھے جانے پر اصرار۔	19
۶	• بہادر نبی ﷺ کے بہادر بلال رضی اللہ عنہ۔	20
۷	• نبی کریم ﷺ امام عمر رضی اللہ عنہ کی موافقت فرماتے ہیں۔	20
۸	• شیعہ چغل خور بچہ یا شکایتی عورت؟	21
۹	• رزیۃ الخمیس کی توضیح۔	21
۱۰	• قضیہ قرطاس میں اہل بیت کہاں کھڑے تھے؟	22
۱۱	• قرطاس کا آخری سبق۔	23
۱۲	• شیعوں سے گذارش۔	24
۱۳	• کتاب اور اس کے اسلوب کے بارے چند باتیں۔	24
۱۴	**مصنف کی دیگر کتابیں**	27

۱۵	عرض مؤلف۔	28
❖	**باب اول**	
۱۶	حدیث قرطاس کا مطالعہ۔	31
۱۷	پہلا اعتراض: رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی؟	34
۱۸	• مشورہ اور رائے دینا نافرمانی نہیں	34
۱۹	▪ پہلا ثبوت: قرآن مجید سے۔	35
۲۰	▪ دوسرا ثبوت: قرآن مجید سے۔	35
۲۱	▪ تیسرا ثبوت: سیدنا علی علیہ السلام سے۔	36
۲۲	• اہلبیت کے بظاہر شریعت کی مخالفت میں روایات۔	38
۲۳	▪ پہلا واقعہ: قلم دوات نہیں دیا۔	40
۲۴	▪ دوسرا واقعہ: رسول اللہ ﷺ کے حکم کے باوجود نا اٹھے۔	40
۲۵	▪ تیسرا واقعہ: کفار قریش کی موجودگی حکم ماننے سے انکار کیا۔	41
۲۶	▪ چوتھا واقعہ: قتل کے حکم پر نافرمانی کی۔	42
۲۷	▪ پانچواں واقعہ: مال میں ناجائز تصرف کیا۔	42
۲۸	• "تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ" کیا یہ ترجمہ درست ہے؟	44
۲۹	▪ ضال کا معنی ہر مقام پر گمراہی نہیں ہوتا۔	44
۳۰	▪ پہلا ثبوت: قرآن مجید سے۔	44
۳۱	▪ دوسرا ثبوت: قرآن مجید سے۔	45
۳۲	▪ تیسرا ثبوت: امام راغب اصفہانی کی مفردات القرآن سے۔	45
۳۳	▪ چوتھا ثبوت: شیعہ معصوم کے قول سے۔	45

۳۴	▪ پانچواں ثبوت: تفسیر قمی سے۔	46
۳۵	▪ ضال کا مفہوم حدیث قرطاس میں گمراہی نہیں ہے۔	46
۳۶	▪ پہلا شاہد: شریعت کامل ہو چکی تھی۔	46
۳۷	▪ دوسرا شاہد: گمراہی سے بچنے کیلئے قرآن و سنت کے اتباع کی تلقین۔	46
۳۸	▪ تیسرا شاہد: اختلافات میں سنت رسول ﷺ اور سنت خلفائے راشدین کی طرف رجوع۔	47
۳۹	▪ چوتھا شاہد: رسول اللہ ﷺ نے امت کو روشن راہ پر چھوڑا شیعہ کتاب سے ثبوت۔	47
۴۰	▪ پانچواں شاہد: رسول اللہ ﷺ نے گمراہی کا کوئی راستہ باقی نہیں چھوڑا شیعہ کتاب سے ثبوت۔	47
۴۱	• **کیا جناب رسول اللہ ﷺ کی ہر ایک بات وحی ہے؟**	49
۴۲	▪ پہلی نفی: قرآن مجید سے ثبوت۔	49
۴۳	▪ دوسری نفی: شیعہ شریف مرتضی کے قول سے۔	50
۴۴	▪ تیسری نفی قرآن مجید سے۔	50
۴۵	▪ چوتھی نفی: شیعہ شریف مرتضی کے قول سے۔	50
۴۶	▪ پانچویں نفی رسول اللہ ﷺ کے مبارک فرمان سے۔	51
۴۷	▪ چھٹی نفی: ابن حجر رحمہ اللہ کی تعلیق۔	51
۴۸	▪ ساتویں نفی: شیعہ شریف مرتضی کے قول سے۔	52
۴۹	**دوسرا اعتراض: قرآن مجید کو کافی کہنا انکار حدیث ہے؟**	53
۵۰	• **فاروق اعظم علیہ السلام قرآن و سنت کو حجت سمجھتے تھے۔**	53

۵۱	▪ پہلا ثبوت: فاروق اعظم علیہ السلام کتاب اللہ سے قرآن و سنت مراد لیتے ہیں۔	53
۵۲	▪ دوسرا ثبوت: فاروق اعظم علیہ السلام نے کتاب و سنت پر فیصلے کیے۔	54
۵۳	▪ تیسرا ثبوت: طواف پر فیصلہ۔	54
۵۴	▪ چوتھا ثبوت: کعبہ مشرفہ کے خزانے کا فیصلہ۔	55
۵۵	▪ پانچواں ثبوت: کتاب اللہ کا اطلاق رسول اللہ ﷺ نے بھی قرآن و سنت پر کیا۔	55
۵۶	• شیعہ نظریہ پر انکار حدیث کے ملزموں کی تلاش۔	56
۵۷	▪ پہلا الزام: اللہ تعالیٰ (نعوذ باللہ)	56
۵۸	▪ دوسرا الزام: جناب رسول اللہ ﷺ (نعوذ باللہ)	56
۵۹	▪ تیسرا الزام: سیدنا علی کرم اللہ وجہہ (نعوذ باللہ)	56
۶۰	▪ چوتھا الزام: سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا (نعوذ باللہ)	57
۶۱	▪ پانچواں الزام: شیعہ معصوم جناب رضا رحمہ اللہ۔	57
۶۲	▪ چھٹا الزام: شیعہ معصوم جناب جعفر رحمہ اللہ۔	58
۶۳	تیسرا اعتراض: رسول اللہ ﷺ کے پاس آوازیں بلند کیں؟	59
۶۴	• پہلا جواب: آیت سیدنا عمر فاروق علیہ السلام پر منطبق نہیں ہوتی۔	60
۶۵	▪ پہلی توضیح: آیت لا ترفعوا کی تشریح۔	60
۶۶	▪ دوسری توضیح: شیعہ مفسر فتح اللہ کاشانی سے تائید۔	60
۶۷	▪ تیسری توضیح: آیت کا شان نزول تفسیر قمی سے۔	60
۶۸	▪ چوتھی توضیح: سیدنا عمر فاروق اعظم علیہ السلام کا طرز عمل۔	62

۶۹	▪ پانچویں توضیح: اختلاف اہل بیت میں ہوا تھا۔	63
۷۰	• **دوسرا جواب: مذکورہ آیت شیعہ آئمہ کے بقول صحابہ کرام مخاطب ہی نہیں۔**	63
۷۱	▪ پہلا شاہد: مراد علی المرتضی کرم اللہ وجہہ ہیں رسول اللہ ﷺ کا فرمان۔	63
۷۲	▪ دوسرا شاہد: شیعہ معصوم جناب جعفر رحمہ اللہ کا قول۔	63
۷۳	▪ تیسرا شاہد: شیعہ معصوم جناب رضا رحمہ اللہ کا قول۔	63
۷۴	• **ممکنہ شبہ اور اس کا جواب کہ اہل بیت سے مراد گھر میں موجود صحابہ ہیں۔**	64
۷۵	▪ پہلا جواب: اہل بیت صحابی کی تعریف میں شامل ہیں۔	64
۷۶	▪ دوسرا جواب: اہل بیت کی موجودگی کا ثبوت شیعہ کتاب سے۔	65
۷۷	▪ تیسرا جواب: موجودگی کے باوجود قلم و قرطاس اہل بیت نے نہیں دیا۔	65
۷۸	• **شیخین علیہما السلام کا بارگاہ رسالت ﷺ میں ادب اور اللہ تعالیٰ کی بشارت۔**	65
۷۹	▪ پہلی شہادت: سیدنا صدیق اکبر علیہ السلام کا ادب رسالت ﷺ۔	65
۸۰	▪ دوسری شہادت: سیدنا فاروق اعظم علیہ السلام کا ادب رسالت ﷺ۔	66
۸۱	▪ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت عظمیٰ۔	66
۸۲	▪ تیسری شہادت: جناب عبد اللہ بن عباس علیہ السلام کی تائید۔	67
۸۳	• **شیعہ معصوم جناب باقر رحمہ اللہ کے سامنے ان کے صحابی زرارہ نے آواز بلند کی۔**	67
۸۴	**چوتھا اعتراض: شان رسالت ﷺ میں ہذیان کی نسبت۔**	70
۸۵	• **ہذیان کی نسبت فاروق اعظم علیہ السلام سے جھوٹی ہے**	70
۸۶	• **پہلی صورت: یہاں استفہام انکاری ہے۔**	71
۸۷	▪ ہمزہ محذوف کے ساتھ استفہام شیعوں کو بھی قبول ہے۔	71

۸۸	• دوسری صورت: ہجر کا صحیح مفہوم۔	73
۸۹	▪ پہلا ثبوت: قرآن مجید سے۔	73
۹۰	▪ دوسرا ثبوت: قرآن مجید سے۔	73
۹۱	▪ تیسرا ثبوت: ابن حجر رحمہ اللہ کی فتح الباری سے۔	74
۹۲	• بالفرض محال ہذیان کے معنیٰ کو لیا جائے تو اس کا رد بلیغ۔	75
۹۳	▪ ہذیان کی دو قسمیں ہیں۔	75
۹۴	▪ شیعوں کی انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف سہو و نسیان کی نسبت۔	76
۹۵	▪ شیعوں کی انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف کفر کی نسبت۔	76
۹۶	▪ شیعوں کی شیعہ معصوم جناب زین العابدین رحمہ اللہ کی طرف ہذیان کی نسبت۔	77
۹۷	پانچواں اعتراض: وصیت خلافت میں رکاوٹ بنے؟	79
۹۸	• شیعہ مصنف کی کذب بیانی۔	82
۹۹	• "لن تضلوا" اور حضرت ابو بکر صدیق علیہ السلام کی خلافت بلا فصل۔	83
۱۰۰	▪ پہلا ثبوت: قلم دوات لاؤ رسول اللہ ﷺ کا فرمان۔	84
۱۰۱	▪ دوسرا ثبوت: اللہ اور مومنین انکار کرتے ہیں۔	85
۱۰۲	• جناب علی علیہ السلام کے لیے بالخصوص کوئی وصیت نہیں کی گئی۔	86
۱۰۳	▪ پہلی روایت: سیدنا علی علیہ السلام کی گواہی۔	86
۱۰۴	▪ دوسری روایت: مومنین کی ماں سیدہ عائشہ صدیقہ عفیفہ سلام اللہ علیہا کی روایت۔	86
۱۰۵	▪ تیسری روایت: سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفی علیہ السلام کی گواہی۔	87

۱۰۶	▪ چوتھی روایت: سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفی علیہ السلام کی مفصل گواہی۔	88
۱۰۷	▪ پانچویں روایت: سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا شہادتی بیان۔	89
۱۰۸	باب اول کے حوالہ جات کا عکس۔	90
❖	باب دوم	
۱۰۹	شیعہ مصادر میں واقعہ قرطاس اور اس کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ۔	137
۱۱۰	• شیعہ پیشوا کا بیان: شیعہ مصادر قرطاس پر خاموش ہیں۔	137
۱۱۱	• کتاب سلیم بن قیس میں روایت قرطاس کا جائزہ،	139
۱۱۲	▪ سلیم بن قیس مجہول ہے الغضائری کی شہادت۔	139
۱۱۳	▪ کتاب سلیم پر شیعوں میں ہی اتفاق نہیں۔	140
۱۱۴	▪ کتاب سلیم سنداً ثابت نہیں۔	141
۱۱۵	▪ کتاب سلیم کو سوائے ابان بن ابی عیاش کے کسی نے روایت نہیں کیا۔	141
۱۱۶	• رجال کشی کی سند۔	141
۱۱۷	▪ الحسن بن علی بن کیسان کے حوالہ سے خوئی کا بیان۔	142
۱۱۸	▪ جواہری کا بیان۔	142
۱۱۹	▪ البراثی مجہول ہے۔	142
۱۲۰	▪ طوسی اور نجاشی کی اسناد کا آپریشن۔	142
۱۲۱	▪ محمد بن علی الصیرفی۔	143
۱۲۲	▪ خوئی کا بیان۔	143
۱۲۳	▪ نجاشی کا بیان۔	143
۱۲۴	▪ دوسری سند۔	143

۱۲۵	▪ خوئی کا اعتراف۔	144
۱۲۶	• **شیخ نعمانی کی اسناد۔**	144
۱۲۷	▪ نعمانی کی اسناد کا حال حسین علی مصطفی امامی کی زبانی۔	144
۱۲۸	▪ نعمانی کی پہلی سند کا حال۔	144
۱۲۹	▪ نعمانی کی دوسری مکذوبہ سند کا حال۔	145
۱۳۰	• **ابان بن ابی عیاش: کتاب سلیم کے مرکزی راوی کا حال۔**	147
۱۳۱	▪ طوسی کا بیان۔	147
۱۳۲	▪ حلی کا بیان۔	147
۱۳۳	▪ شیخ مفید کا بیان۔	147
۱۳۴	▪ تقی الدین حلی کا بیان۔	147
۱۳۵	▪ تفرشی کا بیان۔	147
۱۳۶	▪ الغضائری کا بیان۔	147
۱۳۷	• **کتاب سلیم تک کوئی طریق ثابت نہیں خوئی کا اعتراف۔**	148
۱۳۸	▪ سیستانی کا اعتراف۔	148
۱۳۹	• **اصلی کتاب سلیم تھی بھی تو اب مفقود ہے۔**	149
۱۴۰	▪ میرزا جواد تبریزی کا بیان۔	149
۱۴۱	▪ شیخ آصف محسنی کا بیان۔	149
۱۴۲	▪ شیخ حیدر حب اللہ کا بیان۔	150
۱۴۳	• **کتاب سلیم کے راوی عبد اللہ بن عباس علیہما السلام شیعوں کی نظر میں۔**	150
۱۴۴	• **کتاب الارشاد شیخ مفید کی روایت کی اسنادی حیثیت۔**	152

۱۴۵	▪ رسول اللہ ﷺ نے دوات قلم بچوں کے ناموں کے متعلق وصیت کیلئے منگوایا تھا۔	153
۱۴۶	• قرطاس کا شیعی تصور نبوت پر حملہ ہے۔	154
۱۴۷	▪ پہلی آیت	155
۱۴۸	▪ دوسری آیت	155
۱۴۹	باب دوم کے حوالہ جات کا عکس۔	157
❖	**باب سوم**	
۱۵۰	تیجانی سماوی کی کتاب "المیہ جمعرات" کے مندرجات کا جواب۔	171
۱۵۱	• رسول اللہ ﷺ علی المرتضی علیہ السلام کا نام خلافت کیلئے لکھوانے کا ارادہ کر چکے تھے۔	172
۱۵۲	▪ تیجانی نے خود ہی اپنی نفی کر دی۔	172
۱۵۳	▪ صحیح البخاری کے حوالے سے جھوٹ۔	173
۱۵۴	▪ صحیح البخاری کی اصل روایت۔	173
۱۵۵	کتاب تنزیہ امامیہ جدید کے مندرجات کا جواب۔	176
۱۵۶	• سر العالمین کے حوالے سے امام غزالی پر الزام۔	176
۱۵۷	• سر العالمین امام غزالی رحمہ اللہ کی کتاب نہیں۔	176
۱۵۸	▪ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کا بیان۔	177
۱۵۹	▪ شیعہ پیشوا الجزائری کا بیان۔	177
۱۶۰	▪ امام غزالی رحمہ اللہ کا اعتقاد۔	177
۱۶۱	• علامہ خفاجی رحمہ اللہ کے حوالے سے نجفی کا استدلال۔	180

۱۶۲	▪ علامہ خفاجی رحمہ اللہ رفض کا پول کھولتے ہیں۔	181
۱۶۳	• **مسند احمد کے حوالے کی حقیقت۔**	181
۱۶۴	▪ شیعہ نے ترجمہ غلط کیا ہے۔	182
۱۶۵	• **طبقات ابن سعد کی روایت کی حقیقت۔**	183
۱۶۶	• **محمد بن عمر واقدی پر جرح۔**	183
۱۶۷	▪ امام نسائی رحمہ اللہ کا بیان۔	183
۱۶۸	▪ امام ابن القیسرانی رحمہ اللہ کا بیان۔	183
۱۶۹	▪ امام ذہبی رحمہ اللہ کا بیان۔	183
۱۷۰	▪ امام اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ کا بیان۔	184
۱۷۱	▪ امام شافعی رحمہ اللہ کا بیان۔	184
۱۷۲	▪ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بیان۔	184
۱۷۳	▪ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا بیان۔	184
۱۷۴	▪ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ کا بیان۔	184
۱۷۵	▪ امام بخاری رحمہ اللہ کا بیان۔	184
۱۷۶	▪ امام مسلم رحمہ اللہ کا بیان۔	184
۱۷۷	▪ امام محمد بن بشار رحمہ اللہ کا بیان۔	184
۱۷۸	▪ امام ابن حبان رحمہ اللہ کا بیان۔	185
۱۷۹	▪ امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا بیان۔	185
۱۸۰	▪ ہشام بن سعد ابو عباد المدنی پر جرح۔	185
۱۸۱	▪ امام نسائی رحمہ اللہ کا بیان۔	185

۱۸۲	▪ امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا بیان۔	185
۱۸۳	▪ امام ذہبی رحمہ اللہ کا بیان۔	185
۱۸۴	▪ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بیان۔	185
۱۸۵	▪ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا بیان۔	185
۱۸۶	▪ امام ابن عدی رحمہ اللہ کا بیان۔	185
۱۸۷	**خمینی کی کتاب کشف الاسرار میں مذکور اعتراض کا جواب۔**	187
۱۸۸	• **خمینی کا باطل استدلال۔**	187
۱۸۹	• **کیا حضور ﷺ کا ہر قول وحی ہے؟**	188
۱۹۰	▪ امام رازی رحمہ اللہ کی تفسیر۔	188
۱۹۱	▪ شیعہ مفسر طبرسی کا بیان۔	189
۱۹۲	**نبی ﷺ جناب عمر فاروق اعظم علیہ السلام سے راضی گئے۔**	190
۱۹۳	**باب دوم کے حوالہ جات کا عکس۔**	193
۱۹۴	**کتابیات**	212
۱۹۵	**مصنف کی دیگر کتابیں**	216

مقدمۃ الکتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والحمد للہ رب العالمین، والعاقبۃ للمتقین، والصلوۃ والسلام علی عبدہ ورسولہ وأمینہ علی وحیہ وخلیلہ وصفوتہ من عبادہ نبینا وإمامنا وسیدنا محمد بن عبد اللہ خاتم المعصومین ، وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین، ومن سلک سبیلہ من المؤمنین، واھتدی بھداہ الی یوم الدین.

حدیث قرطاس وہ عنوان ہے جس پر عرصہ دراز سے فریقین شیعہ واہل سنت میں معرکہ آرائی ہوتی آرہی ہے کیونکہ شیعہ کی اصل دشمنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ہے لہذا یہ ہمیشہ اس تاک میں رہتے ہیں کہ تلاش کر کر کے ایسی روایات لائیں جن کی من مانی تشریحات کر کے اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کر سکیں۔ بہر حال صاحب کتاب نے اپنی اس کتاب میں جملہ اعتراضات پر کافی شرح وبسط کے ساتھ کلام فرمایا ہے کہ کسی معترض کیلئے اعتراض کی گنجائش نہیں چھوڑی ہے ہاں ضد کا کوئی علاج نا تو کسی پیمبر کے پاس تھا نا ہی کسی طبیب کے پاس ہے۔ اور بندہ انشاء اللہ پورے ثبات اور یقین سے کہتا ہے کہ جو قاری اس تصنیف کا مطالعہ کھلے ذہن اور روشن دل کے

ساتھ کرے گا وہ جان لے گا کہ حدیث قرطاس پر جملہ مطاعن پر کاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔

چونکہ جیسا کہ بندہ نے عرض کی کہ صاحب کتاب نے اس کتاب میں کوئی گنجائش اور کمی نہیں چھوڑی کہ جس کو پورا کرنے کیلئے مقدمہ میں کچھ معروضات پیش کی جائیں۔ تو جب حکم ہوا کہ آپ نے مقدمہ لکھنا ہے تو سچی بات یہی ہے کہ کافی وقت بندہ اسی سوچ میں رہا کہ کیا لکھوں؟ اور کیسے حکم کی تعمیل کروں۔ چونکہ طبیعت یہی ہے کہ عموماً اسی نکتہ پر کلام کرتا ہوں کہ جس پر دل میں گمان ہو کہ شاید یہاں اس نکتہ کی کمی تھی۔ لیکن کتاب کا کمال یہی ہے کہ اختصار کے باوجود اس قدر جامعیت کے ساتھ لکھی گئی ہے کہ کوئی کمی قاری کو نظر نہیں آتی۔

عوام الناس حدیث قرطاس سے ناواقف ہوتے ہیں:

چلیے اور تو کچھ گنجائش نہیں تو حدیث قرطاس کا ایک تعارف ہی سہی؟ اہل علم حضرات اور علمی حلقوں میں بیٹھنے والے اور بالخصوص وہ حضرات جو شیعہ و اہل سنت کے باہمی اختلافات میں دلچسپی رکھتے ہیں وہ تو بخوبی واقف ہیں کہ حدیث قرطاس کیا ہے۔ البتہ جو عام لوگ ہیں وہ یا تو سرے سے واقف ہی نہیں ہوتے یا شیعہ دوستوں اور مجالس کے زیر اثر بس اس قدر واقفیت رکھتے ہیں کہ جی رسول اللہ ﷺ نے اپنے آخری وقت میں کتابت کا سامان طلب فرمایا تھا کہ اپنے بلا فصل خلیفہ کی وصیت فرمادیں مگر امام عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو سامان کتابت نہیں دیا۔

اس اعتراض کو ذاکرین اور عوام الناس مختصراً یوں دہراتے نظر آتے ہیں کہ جی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قلم دوات نہیں دیا۔ اس اعتراض کو سنتے ہی بندہ کے ذہن میں جو پہلا تاثر آتا ہے وہ یہی ہوتا ہے کہ یہ صاحب حدیث قرطاس سے بے خبر ہیں اور محض ایک سنی سنائی کو لے بیٹھے ہیں۔ ہاں البتہ شیعہ ذاکروں کی بات دوسری ہے۔ یہ عام طور پر حدیث قرطاس سے واقفیت رکھتے ہیں مگر ظاہر ہے اگر کائیاں پن نہیں دکھائیں گے اور اصحاب محمد علیہم السلام پر دشنام نا کہیں گے اور تبرا سے مجلس نا گرمائیں گے تو کہاں سے کھائیں گے۔ بہرحال آئیے کچھ حدیث

قرطاس کے بارے میں جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

حدیث قرطاس کا پس منظر:

یہ وفات رسول اللہ ﷺ سے چار دن پہلے جمعرات ۱۱ ہجری کا دن تھا رسول اللہ ﷺ کی طبیعت مبارک مرض الموت سے بے پناہ متاثر تھی اور آپ ﷺ شدید تکلیف میں تھے۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک دن اپنے شاگردوں میں بیٹھے تھے کہ اچانک فرمانے لگے: **یوم الخمیس وما یوم الخمیس**۔ (جمعرات کا دن ہائے تم کیا جانو کہ کیا ہے جمعرات کا دن؟)

سعید بن جبیر کہتے ہیں: **ثم بکی حتی خضب دمعه الحصباء، فقال: اشتد برسول الله صلی الله علیه وسلم وجعه یوم الخمیس**۔ (پھر اتنا روئے کہ سامنے پڑے کنکر بھی آنسوؤں سے تر ہو گئے۔ اور فرمانے لگے اس جمعرات کے دن ہی رسول اللہ ﷺ پر مرض الموت شدید ہو گیا تھا)

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ دن جناب آقا نبی کریم ﷺ پر کس قدر شدید تھا کہ سالوں بعد بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ جو اس دن بچے تھے، اس بیماری اور اس بیماری کی شدت اور حضرت نبی کریم ﷺ کی حالت کو یاد کر کے اس قدر رنجیدہ اور غمگین ہوئے اور اس قدر روئے۔ اب ذرا دیکھتے چلیں کہ اس سخت دن میں کیا واقعہ رونما ہوا تھا؟

عبید اللہ بن عبد اللہ رحمہ اللہ جناب سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے واقعہ قرطاس کو اپنے والد سے نقل فرماتے ہوئے کہتے ہیں: **قال: لما اشتد بالنبی صلی الله علیه وسلم**

وجعہ۔(ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ پر اس دن مرض الموت کی شدت طاری ہوئی)

تو رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے: ائتونی بکتاب اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدہ۔(ذرا میرے پاس کتابت کا سامان لاؤ کہ میں تمہیں کچھ لکھوادوں کہ تم میرے بعد گمراہ نا ہو جاؤ)

رسول رحمت ﷺ امت کی فکر میں:

اس سے پتا چلتا ہے کہ اس دن اس سخت تکلیف کے عالم میں بھی رسول اللہ ﷺ امت کی فکر میں بے چین تھے۔ اور اسی بے چینی کے عالم میں سامان کتابت کا مطالبہ فرمانے لگے کہ کچھ لکھوادیں۔ گویا اس فرمان کے پس منظر میں تین چیزیں ہیں پہلی چیز یہ مرض دراصل مرض الموت تھا جس کی رسول اللہ ﷺ کو پوری خبر تھی۔ امکان تو نہیں کہ شیعہ اس میں ہم سے اختلاف کریں مگر پھر بھی کسی ضدی کو ضد ہو تو جا کر کلینی کی کافی پڑھے جس میں واضح لکھاہے کہ ان الائمۃ یعلمون متی یموتون۔ دوسری چیز یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر تکلیف بہت شدت سے طاری تھی کہ جس کو سوچ کر ہی قرطاس کے واحد راوی جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رو پڑتے۔ یاد رکھیے رسول اللہ کی وفات تو سوموار کے دن ہوئی ہے۔ ابن عباس وفات کو یاد کر کے نہیں روتے بلکہ چار دن پہلے ہونے والی تکلیف کی شدت کو یاد کر کے روتے ہیں تو سوچیے کچھ تو غیر معمولی تھا جبکہ ہم جانتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی قوت عام انسانوں سے کہیں زیادہ تھی۔ تیسری چیز امت کی فکر اور جماعت کا غم تھا جو اس عالم میں بھی رسول اللہ ﷺ کو بے چین کیے ہوئے تھا۔ یہ ساری تصویر سمجھیے تو بات سمجھ آئے گی کہ نبی کریم ﷺ کس پوزیشن میں تھے ۔ پھر اس حال میں بھی فکر امت سے نڈھال تھے ایسے میں ایک دردمند ساتھی کو کیا کرنا چاہیے تھا؟ کیا تسلی دینی چاہیے تھی؟ یا رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں مزید پریشان کرنا چاہیے تھا؟

امام عمر رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ کو تسلی:

اب اس مقام پر امام عمر رضی اللہ عنہ سامنے آتے ہیں۔ اور وہ اپنے خداداد فہم و فراست کی بنا پر یہ جان لیتے ہیں کہ رسول اللہ کو اس تکلیف میں بھی جو چیز پریشان کیے ہوئے ہے وہ درد امت ہے۔ ورنہ اللہ پاک کا دین تو **الیوم أکملت** پر کامل ہو چکا ہے اور گمراہوں پر حجت تمام ہو چکی ہے۔ تو جس کو قرآن اور نبی کریم ﷺ کی سنت سے راستہ نا ملا وہ کسی اور وثیقہ کی کیا پرواہ کرے گا؟ شیعوں کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ کے سنگ غار میں جانا معلوم ہے اللہ پاک کا **ثانی اثنین** فرمانا معلوم ہے تو اس وثیقہ کے باوجود کون سا شیعہ ہے جو کچھ بھی پرواہ کرتا ہو اور ذرا بھی پاس ادب رکھتا ہو؟

بہر حال سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس موقع پر اور رسول اللہ ﷺ کی کیفیت کو دیکھ کر امام عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **إن النبی صلی اللہ علیہ وسلم غلبہ الوجع**۔ (کہ نبی کریم ﷺ پر درد کی شدت ہے۔) کیا کوئی شیعہ اس کا انکار کر سکتا ہے کہ یہ کیفیت جو امام عمر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی یہ واقعتاً ایسے نہیں تھی۔؟

اب امام عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی کیفیت اور فکر کو دیکھتے ہوئے بطور تسلی آپ ﷺ سے عرض کیا کہ: **وعندنا کتاب اللہ حسبنا**۔ (اور ہمارے پاس تو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جو ہمیں کافی ہے۔) حاصل کلام یہ ہے کہ امام عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی طبیعت کے پیش نظر انہیں ڈھارس بندھائی کہ حضور ﷺ بے فکر رہیے ہمارے پاس قرآن مجید جیسا الٰہی وثیقہ تو موجود ہے نا؟ پھر کیوں فکر کرتے ہیں جبکہ **حبل اللہ** کو ہمارے ہاتھوں میں مضبوطی سے پکڑائے جاتے ہیں؟ اس سے بڑھ کر بھی کوئی کتاب ہدایت ہے یا اس سے بڑھ کر بھی کوئی روشن دلیل ہے؟

حاضرین میں ایک گروہ کا تحریر لکھے جانے پر اصرار:

جناب سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جمعرات کے دن کا حال بیان فرماتے ہوئے ہیں کہتے ہیں کہ سیدنا امام عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ کے بعد کہ رسول اللہ ﷺ پر ایک درد کی کیفیت طاری ہے اور ہم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کافی ہے۔ وہاں ایک اختلاف کا ماحول پیدا ہو گیا۔ اور دو گروہ ہو گئے جن میں ایک گروہ تو امام عمر رضی اللہ عنہ کی تسلی پر مطمئن ہو گیا جبکہ دوسرے گروہ نے خیال کیا کہ نہیں ضرور آپ ﷺ سے لکھوالیا جائے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ اس دوسرے گروہ کے الفاظ کو یوں بیان فرماتے ہیں: **فَقَالُوا: مَا شَأْنُه، أَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوهُ؟ فَذَهَبُوا يَرُدُّونَ عَلَيْهِ۔** (کہنے لگے رسول اللہ ﷺ کو کیا ہوا؟ کیا وہ جدا ہو رہے ہیں؟ ذرا آپ ﷺ سے پوچھو تو؟ پھر وہ آپ ﷺ سے بار بار اصرار کرنے لگے۔) یعنی اس دوسرے گروہ کو لگا کہ رسول اللہ ﷺ ایسی باتیں کر رہے ہیں جیسے آپ ہم سے جدا ہونے والے ہیں اور اس لیے وہ بار بار مطالبہ بھی کرنے لگے کہ جی ہمیں تحریر لکھ دیں۔

یہاں شیعوں کا رد ہو جاتا ہے کہ کسی کی دھونس یا دھمکی یا مخالفت کی وجہ سے تحریر نا لکھی گئی جبکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ ایسا معاملہ نہیں تھا بلکہ وہاں ایک گروہ ایسا موجود تھا جس کی براہ راست نبی کریم ﷺ تک نا صرف رسائی تھی بلکہ یہ گروہ واضح طور پر تحریر لکھ دینے کا مطالبہ بھی کرتا رہا اور ضرور یہ افراد سامان کتابت بھی لے آنے پر بھی قادر تھے ورنہ اس شدت سے اصرار کا کیا معنی ہوا؟ یا شیعہ سمجھتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں سٹیشنری کی مارکیٹ سیدنا امام عمر رضی اللہ عنہ کے قبضہ میں تھی؟ معذرت کے ساتھ بات وہی ہے کہ اصحاب محمد علیہم السلام کے دشمن میں حیا نہیں ہے۔

بہادر نبی ﷺ کے بہادر بلال رضی اللہ عنہ:

ظاہر ہے نا تو رسول اللہ ﷺ کمزور تھے نا ہی ان کا الٰہی منصب ایسا تھا کہ ان سے کسی بھی قسم کی کمزوری کا اظہار ہوتا۔ یہ وہی نبی مکرم ﷺ ہیں جو تن تنہا تیروں کی بارش میں **انا النبی لا کذب – انا ابن عبد المطلب** کا نعرہ حق فدا بلند کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ اور نبی ﷺ ہی کیا ان کے غلام اور ہمارے سردار سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا ہی حوصلہ دیکھیے کہ شدید گرم دوپہر میں تپتی جھلستی ریت پر ننگے بدن، اور ننگے بدن پر بھاری پتھر کہ ہل نا سکیں اس حال میں ان سے **احد احد** کی پکار کوئی نہیں چھڑا سکتا تھا تو بھلا ایسے بہادروں کے بہادر آقا ﷺ کسی سے دب جائیں گے کون مانے گا؟

نبی کریم ﷺ امام عمر رضی اللہ عنہ کی موافقت فرماتے ہیں:

لہٰذا ہوا یوں کہ ایک طرف تحریر کے حامی گروہ کا اصرار بڑھا کہ نبی کریم ﷺ لازمی ان کیلئے کچھ لکھ دیں جس کا آپ ﷺ ارادہ فرما چکے تھے مگر دوسری طرف اب رسول مکرم ﷺ سیدنا امام عمر رضی اللہ عنہ کی بات سن کر تسلی پا چکے تھے اور آپ ﷺ نے پہلے جو بے چینی کی حالت میں ارادہ ظاہر فرمایا تھا اب اس کو ترک فرما چکے تھے۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تحریر کا حامی گروہ بار بار تحریر کے لکھے جانے پر مصر ہوا تو جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **دَعُونِي، فَالَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي إِلَيْهِ**۔ (مجھے چھوڑ دو، کہ میں جس حال میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس طرف تم مجھے بلاتے ہو۔) یعنی رسول اللہ ﷺ نے قدرت کے باوجود اور تحریر کے حامی گروہ کی موجودگی کے باوجود اور ان کے اصرار کے باوجود کچھ بھی لکھنے سے انکار فرما دیا اور امام عمر رضی اللہ عنہ کی عملاً تائید فرما دی۔ اور یوں قصہ ہی تمام ہوا اس سارے قضیہ کا جو شیعوں نے پھیلا رکھا ہے کہ فلاں نے قلم نا دیا اور فلاں نے دوات نا دی فلاں تختی نہیں لے آیا اور فلاں کے پاس

کاغذ نہیں ہے۔

شیعہ چغل خور بچہ یا شکایتی عورت؟

دراصل شیعہ کی مثال کلاس روم کے اس چغل خور بچے جیسی ہے جو خود تو پڑھتا نہیں ہے نا علم حاصل کرتا ہے نا ادب سیکھتا ہے الٹا موقع بے موقع استاذ سے چغلیاں کرتا ہے۔ **استاد جی! فلانے نے مینوں کٹیا اے** (استاذ! فلاں نے مجھے مارا ہے) **استاد جی! فلانا مینوں چڑاندا پیا اے** (استاذ! فلاں میرا منہ چڑا رہا ہے) **استاد جی! اللہ دی قسم فلانے میری کاپی پاڑ دتی اے** (استاذ! فلاں نے میری کاپی پھاڑ دی ہے)۔

یا پھر شیعہ کی مثال اس شکایتی عورت جیسی ہے جس کا کام صبح سویرے ناشتہ کے بعد محلے کے گھر گھر جا کر لگائی بجھائی کرنے کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ یہ عورت عام طور پر صرف ناشتے کا خرچہ گھر میں اٹھاتی ہے باقی لنچ اور ڈنر ہمیشہ دوسروں کے خرچے پہ کرتی ہے۔ نی تینوں کی دساں فلانی دا پتا لگیا ہئی؟ (او تجھے کیا بتاؤں فلانی کا پتا ہے تجھے)۔۔۔۔۔بس اکثر ایسی خاتون کی وفات بھی کسی دوسرے گھر میں ہوتی ہے اور پیغام آتا ہے کہ اماں لڑھک گئی آکے سنبھال لو۔

شیعہ بھی پیدائش سے اسی کار شر میں مبتلا رہتا ہے کہ کسی طرح بنا بنا کے جھوٹی سچی کہانیاں تراش لائے اور ڈھونڈ ڈھونڈ کے پیغمبر ﷺ کے یاروں کے عیب تلاش کر لائے۔ اور چغل خور بچے کی طرح ہر آتے جاتے کو پکڑ پکڑ کے سنائے۔ اور انہیں وارداتوں سے مجلسیں گرمائے۔ پھر اسی تگ و دو میں گزارتے گزارتے ایک دن شکایتی عورت کی موت مر جاتا ہے۔

رزیۃ الخمیس کی توضیح:

شیعہ حدیث قرطاس پر اپنی شر انگیزی کو تقویت دینے کیلئے کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بعد میں

بھی اس تحریر کے نا لکھے جانے پر افسوس کرتے اور خلیفہ ثانی کو کھلم کھلا مصیبت قرار دیا کرتے تھے۔ اس روایت میں کچھ یوں الفاظ ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے: إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ كِتَابِهِ۔ (مصیبت، بڑی سخت مصیبت تھی جو اس دن رسول اللہ ﷺ اور آپ کے تحریر لکھوانے میں حائل ہو گئی۔) اس پر شیعہ کہتے ہیں کہ یہ مصیبت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو قرار دیا ہے۔

حالانکہ یہاں بھی شیعوں کا گمان باطل ہے اور دل کا شر ہے جو انہیں اس فاسد قول کے کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں ہوتا۔ ورنہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ایسا کچھ نہیں فرمارہے نا ہی ان کا اشارہ ہی کسی شخصیت کی طرف ہے بلکہ اس سے بس اس قدر واضح ہوتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی اسی گروہ کے ہمخیال تھے جو اس تحریر کے لکھے جانے پر مصر تھے اور سمجھتے تھے کہ شاید اختلاف نا ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کچھ لکھ دیتے۔ اختلاف کے بعد اور دو رائے سامنے آنے کے بعد نبی کریم ﷺ نے ارادہ بدل دیا اور دوسری رائے پر مطمئن ہو گئے۔

قضیہ قرطاس میں اہل بیت کہاں کھڑے تھے؟

اتنی بحث کے بعد ضروری ہے کہ اس چیز کو بھی دیکھا جانا چاہیے کہ اس وقت جب یہ سب معاملات رسول اللہ کے گھر میں اور جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے متصل مکان میں وقوع پذیر ہو رہے تھے تب اہل بیت اور اہل بیت بھی صرف وہ جو شیعوں کے ہاں مزعومہ ہیں یعنی امام علی رضی اللہ عنہ اور ان کے گھر والے کہاں تھے؟ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس موقع پر یہ امام عمر رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرتے اور آپ کو دبا لیتے اور امام عمر رضی اللہ عنہ کے زیر قبضہ سٹیشنری مارکیٹ سے نا سہی اپنے گھر سے ہی سامان کتابت اٹھا لاتے کہ آخر امام علی رضی اللہ عنہ کتاب وحی میں سے تھے سامان تو ہو گا۔ تو لازماً اس تحریر کو لکھواتے اور اس کی مخالفت کرنے والے ہر مخالف کے

مقابل نبی کریم ﷺ کے انصار بنتے ؟

اب دو صورتیں ہی ممکن ہو سکتی ہیں پہلی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اہل بیت بھی امام عمر رضی اللہ عنہ کے حامی تھے کہ تحریر نہیں لکھی جانی چاہیے۔ پھر شیعوں کو تو اس بات پر امام عمر رضی اللہ عنہ کا مشکور ہونا چاہیے کہ اہل بیت کے مددگار ہوئے۔ دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اہل بیت ہی امام عمر رضی اللہ عنہ کے مخالف تھے۔ اور انہیں کی جانب سے اختلاف ہوا۔ مگر یہاں سوال یہ ہے کہ پھر کتابت کا سامان اہل بیت نے ہی کیوں مہیا نا کر دیا؟ اور رسول اللہ ﷺ نے غیروں سے مطالبہ کرنے کی بجائے اہل بیت کو ہی کیوں نا کہہ دیا کہ جا کر کتابت کا سامان لاؤ کہ اہل سنت مانیں نا مانیں میں تمہارے شیعوں کیلئے تو کچھ ایسا لکھ دوں جس کے بعد شیعہ سبائی امامی نصیری اسماعیلی وغیرہ وغیرہ وغیرہ فرقوں میں بٹ کر گمراہ نا ہو جائیں؟

قرطاس کا آخری سبق:

حدیث قرطاس پر یہ جو کچھ معروضات جس قدر اللہ پاک کو منظور تھیں بندہ نے عرض کیں ہیں۔ اور کوشش کی ہے کہ سادہ سے انداز میں اس قضیہ کو عوام الناس کے سامنے واضح کر سکوں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ قرطاس کا کل معاملہ اس قدر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الموت کی شدت میں امت کی فکر کرتے ہوئے ارادہ کیا کہ کچھ ایسا لکھوا دیں جسے یہ امت بھولے نہیں۔ تاہم امام عمر رضی اللہ عنہ نے اس وقت آپ ﷺ کی حالت زار کے پیش نظر اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ دیکھتے نہیں نبی کریم ﷺ کی حالت کیا ہے؟ انہیں کیوں تکلیف دیتے ہو؟ اور پھر آپ ﷺ کی تسلی کیلئے عرض کیا کہ ہمارے پاس اللہ کی کتاب ہے جو ہمیں کافی ہے۔ اس بات سے نبی کریم ﷺ کو تسلی ہوئی اور آپ ﷺ نے لکھنے لکھوانے کا ارادہ ملتوی فرما دیا ورنہ دوسری کوئی وجہ نا تھی کہ پچاس سے زائد سرکاری کاتبین بشمول سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے کوئی نبی کریم ﷺ کو سامان کتابت فراہم نا کرتا۔ اور امت گمراہی میں رہ جاتی۔

شیعوں سے گذارش:

لہٰذا شیعوں سے دست بستہ گذارش ہے کہ ہمیشہ ذاکروں پر ہی نا رہا کریں بلکہ کبھی کبھی عقل بھی استعمال کر لیا کریں تو یہ مسائل کوئی اتنے پیچیدہ نہیں ہیں کہ ان کی گتھی سلجھائی نہیں جاسکتی۔ مگر ذاکرین کی کاریگری کو داد دیجیے بھولے بھالے شیعوں کی جیبیں تو خالی کرتے ہی ہیں ساتھ میں دماغ بھی خالی کر جاتے ہیں اور شیعوں کو پتا ہی نہیں چلتا کہ کب کس واردات کے شکار ہو چکے ہیں۔ شیعہ ایک طرف تو آئمہ کے ساتھ ایسی دیومالائی کہانیاں منسوب کرتے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ دوسری طرف وہیں انہیں اتنا مجبور اور بیچارہ بنا دیتے ہیں کہ ایک تحریر تک اپنی مرضی کی نہیں لکھوا سکتے۔؟

یہ چند باتیں تھیں جو عرض کر دیں زیادہ دیر آپ کے اور کتاب کے بیچ حائل نہیں رہنا چاہتا۔ بس اللہ پاک سے دعا کے ساتھ اس کلام کا اختتام کرتا ہوں کہ وہ پاک ذات اس کتاب کو بھٹکے ہوؤں کیلئے ذریعہ ہدایت بنائے۔ اور اس کے لکھنے والے میرے عزیز بھائی ابو حذیفہ حیدری سلمہ اللہ، اور اس میں تعاون کرنے والوں کو دونوں جہانوں میں مبارک کرے۔ **آمین**

کتاب اور اس کے اسلوب کے بارے چند باتیں

زیر نظر کتاب میں محترم مصنف نے کمال محنت سے واقعہ قرطاس کی جزئیات پر مختلف پہلوؤں سے کلام فرمایا ہے۔ اور اس میں اپنی طرف سے پوری محنت کی ہے کہ شیعوں کے تمام اعتراضات کو جمع کر کے اس کا جواب

دیا جائے۔ بندہ کا ذاتی خیال ہے کہ اس میں کسی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا گیا ہے۔ کتاب کی افادیت اور قیمت کو جو چیز مزید بڑھا دیتی ہے وہ اس میں اصل کتب کے عکس ہیں۔

کتاب کو ابواب کے لحاظ سے تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا باب روایت قرطاس کی توضیح و تشریح اور اس روایت کے باعث امام عمر رضی اللہ عنہ پر اٹھائے جانے والے اعتراضات کے جواب پر مشتمل ہے۔ اس سلسلہ میں کل پانچ اعتراضات کو شامل کیا گیا ہے جو کہ تمام قدیم و جدید شیعہ کتب میں مطاعن قرطاس کا خلاصہ ہیں۔ اور دلچسپ امر یہ ہے کہ محترم مصنف نے ہر ایک طعن کی تردید میں دو طرح کے انداز اختیار کیے ہیں۔

پہلے نمبر پر تحقیقی جواب ہے جس میں اس طعن کا محققانہ انداز پر نہایت شرح و بسط کے ساتھ رد کیا گیا ہے اگرچہ تردید کیلئے اتنا ہی کافی تھا مگر مصنف نے خود کو صرف تردید تک نہیں رکھا۔ بلکہ الزام کو فرضی طور پر تسلیم کر کے بھی اس کی خوبصورت توجیہات کی ہیں اور پھر الزامی جواب بھی شامل کیا ہے۔ مزید چونکہ کتاب کی ترتیب و تزئین بندہ نے خود کی ہے تو اس لئے تمام اہم عنوانات کو الگ الگ کر دیا گیا ہے۔ جس سے ایک تو خوبصورتی بڑھ گئی ہے دوسرا اس طرح قاری کو کتاب کے پڑھنے میں آسانی رہے گی انشاء اللہ۔

کتاب کا دوسرا باب شیعہ مصادر میں روایات قرطاس کے جائزہ اور ان پر نقد پر مشتمل ہے۔ اس سلسلہ میں مصنف محترم کی محنت قابل داد ہے کہ انہوں نے شیعوں کو کی کتب سے کھنگال کے چند ٹوٹے پھوٹے حوالے نکالے ہیں پھر ان کا بڑی لیاقت سے رد کیا ہے۔ حیران کن بات ہے کہ قرطاس پہ قلم دوات قلم دوات کا واویلا کر کر ملنگوں کو رلانے والے شیعوں کے اپنے مصادر روایات قرطاس سے خالی ہیں؟ گویا شیعوں کے پاس بندوق ہے مگر گولی کی جگہ منہ سے ٹھا ٹھا کر کے کام چلا رہے ہیں۔ یا پھر یوں کہیے کہ توپ سے مٹی بلکہ ریت کے گولے داغ کے اہل سنت کے قلعے تسخیر کرنا چاہ رہے ہیں۔

کتاب کے تیسرے باب میں چند شیعہ کتب کے ان حصوں کا جواب دیا گیا ہے جہاں مطاعن قرطاس

ذکر کیے گئے ہیں۔ اور ان کتب کے مصنفین کے جھوٹ بھی بے نقاب کیے ہیں۔ اس طرح ایک ہی کتاب میں ایک ہی عنوان پر تین مختلف انداز میں کام کر کے محترم مصنف نے ایک بہترین کارنامہ سرانجام دیا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ کتاب میں شامل تینوں ابواب کے آخر میں ہر باب میں شامل اہم حوالہ جات کا عکس اصل کتاب سے بھی فراہم کر دیا ہے۔ جس سے کتاب کی قدر قاری کی نظر میں اور زیادہ ہو جاتی ہے۔ بہرحال ہم کہہ سکتے ہیں کہ زیر نظر کتاب اپنے انداز میں ایک نہایت بہترین اضافہ ہے۔ جس سے انشاء اللہ عام قاری تو ایک طرف علماء و مناظرین بھی استفادہ کر سکیں گے۔

آخر میں اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ پاک محترم مصنف کی اس نیک کاوش کو اپنی بارگاہ میں مقبول فرمائے اور اس کے طفیل محترم مصنف کو دنیا و آخرت کی آسانیوں سے نوازے۔ اور مزید اس طرح کی نیک کاوشوں کی توفیق عنایت فرماتا رہے۔ **آمین**

تمت بالخير وبعون الله تعالى وحسن توفيقه

على يد أفقر العباد إلى الله

أبو عبد الله الجواد

٢٧ رجب المرجب ١٤٤٥ هجرى

مصنف کی دیگر کتب کی فہرست

- **فتح المبین واتمام الیقین فی المیراث سید المرسلین ﷺ:** جس میں شیعہ کی آٹھ کتب جو فدک پر لکھی گئی ہیں ان کا جواب دیا گیا ہے۔
- **ضرب حیدریہ علی تلبیسات قادریہ:** ارشد القادری صاحب کی کتاب زیروزبر کتاب کا مسکت جواب۔
- **مقالات حیدری:** پلمبریوں اور نیم رافضیوں کے رد میں تفصیلی مقالات۔
- **مولا علی علیہ السلام کا قاتل کون؟ شیعہ یا صحابہ:** عبد الرحمن ابن ملجم کی نظریاتی وابستگی پر مفصل کلام۔
- **پلمبریوں اور سبائیوں کا بڑا آپریشن:** پلمبری فرقہ اور جملہ سبائیوں کے مطاعن پر سیر حاصل گفتگو۔
- **اتمام حجت:** عبد الکریم مشتاق کی کتاب ہزار تمہاری دس ہماری کا مسکت جواب۔
- **رسول اللہ ﷺ کی حجت قرآن وسنت:** محمد حسین ڈھکو کی کتاب تحقیقات الفریقین کا جواب۔
- **الارتداد والردۃ فی النظرۃ الائمۃ والشیعۃ:** امامیہ مصادر کی روایات ارتداد پر امامیہ تاویلات کا پوسٹ مارٹم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

...عرض مؤلف...

واقعہ قرطاس کے حوالے سے جس طرح شیعہ علماء کے متقدمین و متاخرین علماء اعتراض کرتے آرہے ہیں اسی طرح ساتھ ساتھ مذہب حقہ اہل سنت والجماعت کے متقدمین و متاخرین علماء بھی ان اعتراضات کے جواب میں لکھتے آرہے ہیں۔ شیخ الاسلام شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ اثناء عشریہ میں، علامہ شیخ محمد نافع صاحب نے فوائد نافع جلد اول میں علامہ مہر محمد میانوالوی صاحب نے تحفہ امامیہ بحث حد قرطاس میں اور ان تمام علماء اہل سنت جنہوں نے شیعیت پر رد کیا انہوں نے اپنی کتب میں حدیث قرطاس کی بنیاد پر جناب عمر فاروق اعظم علیہ السلام پر اعتراضات کے جوابات دئیے ہیں۔ علامہ وحید حنفی کی "حدیث قرطاس"، علامہ جلال الدین امجدی صاحب کی "باغ فدک مع حدیث قرطاس" علامہ فیض احمد اویسی صاحب کی "حدیث قرطاس کے جوابات"، علامہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ ظاہری سندھی صاحب کی "حدیث قرطاس اور اس کی صحیح توجیہ" کے نام سے باقاعدہ کتب اس حدیث کے حوالے سے جناب فاروق اعظم علیہ السلام کے دفاع میں لکھی گئی ہیں۔ حال ہی میں ایک علامہ شیخ افضال احمد نقشبندی صاحب کی "شرح حدیث قرطاس" جو اسلاف کی کتب کے سکین کی صورت میں تیار کی گئی ہے وہ بھی عوام و خواص کے لیے بہترین تحقیق ہے۔

لیکن اہل سنت کی طرف سے کسی ایسی کتاب کی پھر بھی حدیث قرطاس کے حوالے سے ضرورت تھی جس میں اس حوالے سے شیعہ کی طرف سے پیش کردہ تمام روایات اور تمام اعتراضات کے جوابات دئیے جائیں۔ ناچیز کا ارادہ اس لحاظ سے کافی عرصہ سے تھا لیکن دیگر علمی کتب پر کام میں مصروف ہونے کے باعث اس پر کام نہ ہو سکا

۔ لیکن اب اللہ نے وقت میں برکت ڈال کر اس کام کی توفیق عطا فرمائی جس کا نتیجہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

شیعہ امامیہ کی طرف سے بہت ساری مناظرانہ کتب میں جو اعتراضات کئے گئے تھے ان سب کو ناچیز کی کتاب میں لا کر ان کا رد کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں تحقیقی جواب کے ساتھ الزامی جوابات بھی دیئے گئے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ بہت سے علمی جوابات کے اضافات کے ساتھ ساتھ ہر باب کے آخر میں شیعہ سنی قارئین کی علمی تسلی کے لیے تمام ضروری سکین بھی لگا دیئے گئے ہیں۔ شیعہ کی طرف سے ناچیز کے علم کے مطابق اس موضوع پر باقاعدہ صرف ایک کتاب ہمارے سامنے آئی جو تیجانی سماوی نے "المیہ جمعرات" کے نام سے نقل کی ہے۔ اس کے مندرجات کا جواب بھی اسی کتاب میں موجود ہے۔ علاوہ ازیں صادق نجمی کی "صحیحین کا ایک مطالعہ" محمد حسین نجفی کی سعادت الدارین میں موجود حدیث قرطاس کی بحث اور جملہ جتنی کتب شیعہ میں اس واقعہ کے لحاظ سے جو بھی اعتراضات کئے گئے تھے ان سب کا رد ناچیز کی اس کتاب میں کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ناچیز کی دفاع رسالت ﷺ و صحابہ کرام میں یہ دفاعی و الزامی کاوش قبول فرمائے۔ **آمین**

طالب دعا

ابو حذیفہ حیدری

۱

باب اول

حدیث قرطاس کا مطالعہ

واقعہ قرطاس پر صحیح بخاری کی حدیث کا جائزہ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَوْمُ الْخَمِيسِ، وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ، فَقَالَ: ائْتُونِي أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا، فَتَنَازَعُوا وَلَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ، فَقَالُوا: مَا شَأْنُهُ أَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوهُ، فَذَهَبُوا يَرُدُّونَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: دَعُونِي، فَالَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي إِلَيْهِ وَأَوْصَاهُمْ بِثَلَاثٍ، قَالَ: أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَأَجِيزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيزُهُمْ، وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ، أَوْ قَالَ: فَنَسِيتُهَا.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جمعرات کے دن کا ذکر کیا اور فرمایا، معلوم بھی ہے جمعرات

کے دن کیا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے مرض میں تیزی پیدا ہوئی تھی۔ اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا کہ لاؤ، میں تمہارے لیے وصیت نامہ لکھ دوں کہ تم اس پر چلو گے تو اس کے بعد پھر تم کبھی صحیح راستے کو نہ چھوڑو گے لیکن یہ سن کر وہاں اختلاف پیدا ہو گیا، حالانکہ نبی ﷺ کے سامنے نزاع نہ ہونا چاہیے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ کیا آپ ﷺ شدت مرض کی وجہ سے بے معنی کلام فرما رہے ہیں؟ (جو آپ کی شان اقدس سے بعید ہے) پھر آپ سے بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ پس آپ سے صحابہ پوچھنے لگے۔ آپ نے فرمایا جاؤ (یہاں شور و غل نہ کرو) میں جس کام میں مشغول ہوں، وہ اس سے بہتر ہے جس کے لیے تم کہہ رہے ہو۔ اس کے بعد آپ نے صحابہ کو تین چیزوں کی وصیت کی، فرمایا کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دو۔ ایلچی (جو قبائل کے تمہارے پاس آئیں) ان کی اس طرح خاطر کیا کرنا جس طرح میں کرتا آیا ہوں اور تیسری بات ابن عباس نے یا سعید نے بیان نہیں کی یا سعید بن جبیر نے یا سلیمان نے کہا میں تیسری بات بھول گیا۔ [صحیح بخاری رقم حدیث 4431]

شیعہ امامیہ کی طرف سے زیر بحث واقعہ قرطاس کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کے مرض الموت کے دنوں میں دوات قلم مانگنے اور اس پر حجرہ میں موجود اہل بیت و صحابہ کے اختلاف رائے کو سامنے رکھتے ہوئے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم علیہ السلام پر جو اعتراضات کیے جاتے ہیں وہ بنیادی طور پر یہ ہیں:

1. جناب عمر فاروق اعظم علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرتے ہوئے ایسی وحی لکھنے نہ دی جو اگر لکھ دی جاتی تو امت گمراہی سے بچ جاتی۔
2. حجت سنت و حدیث کا انکار کی وجہ سے پہلے منکر حدیث فاروق اعظم علیہ السلام ہیں
3. رسول اللہ ﷺ سے آواز بلند کرنا جب کہ قرآن مجید میں ممانعت وارد ہے۔
4. خلافت علی علیہ السلام کو لکھنے میں رکاوٹ۔
5. نبوت کی طرف ہذیان کی نسبت۔

ان سب کو غور سے دیکھ لیں کہ واقعہ قرطاس کے حوالے سے جب بھی کسی شیعہ سے گفتگو ہو تو پہلا سوال یہ ہو گا کہ کیا شیعہ کا فاروق اعظم علیہ السلام کے حوالے سے اہل سنت پر الزامی جواب کے طور پر دعویٰ ہے ؟یا شیعہ امامیہ کا اعتقاد ہے ؟اگر اعتقاد ہے اور یقیناً اعتقاد ہے تو اس اعتقاد کو ثابت کرنے کے لیے شیعہ مصادر سے اس واقعہ قرطاس پر چند باسند صحیح روایات ہونا ضروری ہیں۔ جن میں یہ چیزیں جناب فاروق اعظم علیہ السلام کے لیے ثابت ہوں؟ جو شیعہ کے پاس نہیں ہیں۔

- ✓ جب اعتقاد کی بنیاد ہی اہل سنت کی جھوٹی (بقول شیعہ) کتب پر ہے تو وہ اعتقاد ہی جھوٹا ہے۔
- ✓ دنیائے شیعیت فاروق اعظم علیہ السلام پر الزام لگانے میں عزیب ترین صورتحال سے دوچار ہے
- ✓ ناچیز نے ایک مباحثہ میں شیعہ کے مناظر کو اس پوائنٹ پر شکست دی ہے۔ الحمد اللہ۔

پہلے اعتراض کا جواب

کیا فاروق اعظم علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کی نافرمانی کی؟

اب ہم پہلے اعتراض پر آتے ہیں کہ "شیعہ کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ کے حکم کی فاروق اعظم علیہ السلام نے نافرمانی کی۔"

تمام ذخیرہ احادیث اہل سنت اٹھالیں کسی جگہ یہ نہیں کہ جناب فاروق اعظم علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے کہا ہو کہ ہم آپ کو دوات قلم نہیں دیتے کسی ایک جگہ بھی رسالت مخاطب نہیں اگر ہو بھی تو رائے اور مشورہ کے طور پر کوئی جملہ کہا ہو گا۔

شیعہ کو آج تک مشورہ اور رائے اور کسی کے حکم کے انکار کا فرق نہیں پتا چلا۔ مشورہ و رائے اس کو بھی دیا جا سکتا ہے جو آپ کے ماتحت ہو اور مشورہ اور رائے اس کو بھی دیا جا سکتا ہے جس کے آپ ماتحت ہوں۔ دنیا میں آج تک ایسی عدالت نہیں لگی جس نے مشورہ یا رائے کو سینیئر کی مخالفت قرار دیا ہو۔ اگر ہم قرآن و حدیث کا مطالعہ کرتے ہیں تو ایسی کئی مثالیں ہمیں مل جائیں گی کہ مشورہ اور رائے کو اسلام میں کبھی نافرمانی نہیں ڈیکلئر نہیں کیا گیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے جناب آدم علیہ السلام کے حوالے سے فرشتوں کو بتایا تو آگے سے جو انہوں نے عرض کیا وہ

ساری گفتگو آپ کو قرآن مجید سے دکھاتے ہیں۔

1. وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾

ترجمہ: اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں تو انہوں نے کہا کہ ایسے شخص کو کیوں پیدا کرتا ہے جو زمین میں فساد کرے اور خون بہائے؟ ہم تیری تسبیح اور پاکیزگی بیان کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ [البقرۃ آیۃ 30]

کیا شیعہ علماء معصوم فرشتوں کے بارے میں یہ کہیں گے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی۔ انہوں نے تو صرف وہ بتایا جو ان کو انسانیت کی پیدائش کے خدشات لگے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو صحابہ کرام سے مشورہ کے بارے میں حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ:

2. وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِیْنَ ﴿۱۵۹﴾

ترجمہ: اور کام کا مشورہ ان (صحابہ کرام) سے کیا کریں پھر جب آپ کا پختہ ارادہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسا کریں بیشک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ [آل عمران آیت 159]

اسی طرح جناب علی علیہ السلام نے بھی رسول اللہ ﷺ کے ایک حکم پر اپنے تحفظات کا اظہار فرمایا کہ جب آپ کو تبوک پر جاتے وقت رسول اللہ ﷺ نے پیچھے رہنے کے بارے میں مولا علی علیہ السلام کو فیصلہ سنایا تھا

روایت ملاحظہ فرمائیں:

3. وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: خَلَّفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ تُخَلِّفُنِي فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ: «أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي»

ترجمہ: محمد بن جعفر (غندر) نے کہا: ہمیں شعبہ نے حکم سے حدیث بیان کی، انہوں نے مصعب بن سعد بن ابی وقاص سے روایت کی، انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہا: رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نائب بنا کر پیچھے (مدینہ میں) چھوڑا۔ وہ کہنے لگے: اللہ کے رسول! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمہارا میرے ساتھ وہی مقام ہو جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کا تھا، مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“
[صحیح مسلم کتاب الفضائل رقم حدیث 6218]۔ [بحار الانوار جلد 2 صفحہ 226]

حدیث قرطاس کے مرکزی راوی جناب عبد اللہ بن عباس علیہ السلام ہیں وہ بھی یہ نہ کہہ سکے کہ فاروق اعظم علیہ السلام نے نافرمانی کی۔ ہم قرطاس پر شیعہ کے سارے پیچ آنے والے دلائل کی روشنی میں ڈھیلے کرنے لگے ہیں۔ یہاں پر واضح طور پر فاروق اعظم علیہ السلام صحابہ کرام کو مخاطب کر رہے ہیں اور جو فاروق اعظم علیہ السلام

نے فرمایا وہ تو ثابت ہے کہ بیماری کی شدت رسول اللہ ﷺ پر تھی۔ بہت ساری ایسی ابحاث ہیں جو یہاں کی جا سکتی ہیں جس سے شیعہ کا ناطقہ مزید بند ہو گا لیکن ان ابحاث کو عام قاری نہیں سمجھ سکیں گے۔ اس لیے ڈائریکٹ شیعہ کے لفاظی اعتراضات کا ہی جواب دیا جائے گا۔

اہل بیت کے بظاہر مخالفت کے واقعات

شیعہ و اہل سنت کے مصادر سے منتخب روایات

اگر شیعہ یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہاں واقعہ قرطاس میں کتابت کا سامان لانے کا کوئی فرض یا واجب حکم دیا تھا؟ جس کو پورا کرنا ضروری تھا۔ یقیناً شیعیت نے جہاں بھی قرطاس پر ابحاث کی ہیں انہوں نے اس کو شریعت اسلامیہ کا کوئی نیا حکم والا من گھڑت نظریہ رکھ کر ہی داماد علی علیہ السلام پر اعتراض کیا۔

حالانکہ اگر اس کو نیا شریعت کا رکن و حکم تسلیم کیا جائے جس کو رافضیت قیامت کی صبح تک ثابت نہیں کر سکتی۔ مگر پھر بھی ایک لحظہ کیلئے شیعہ امامیہ کے اس من گھڑت نظریہ کو تسلیم کیا جائے کہ یہ کوئی نیا حکم تھا جس کے لکھوانے سے زبان رسالت محروم ہو گئی تو پھر ماننا پڑے گا کہ رسول اللہ ﷺ کی شریعت نامکمل ہے ادھوری ہے نبوت کا کام مکمل نہ ہونے پر رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ سے مخاطب کیا:

يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿٦٧﴾

ترجمہ: اے رسول جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے پہنچا دیجیے۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ کی رسالت ادا نہیں کی اور آپ کو اللہ تعالیٰ لوگوں سے بچالے گا بے شک اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ [المائدۃ آیت 67]

اسی آیت کے تحت کئی روایات شیعہ مصادر کی موجود ہیں جو اس کے شان نزول میں پیش کی جاتی کہ اللہ تعالیٰ مسلسل جناب علی علیہ السلام کی خلافت کے اعلان کا رسول اللہ ﷺ کو حکم دیتا رہا لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس حکم پر عمل نہیں فرمایا پھر یہ دھمکی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو دی (نعوذ باللہ) ان روایات کے لیے مندرجہ ذیل شیعہ مصادر ملاحظہ فرمائیں: اصول کافی جلد اول کتاب الحجۃ، تفسیر صافی جلد اول، تفسیر متقین سورہ مائدہ آیت 67 صفحہ 153. تفسیر عیاشی جلد اول، تفسیر المیزان جلد ششم صفحہ 65. وغیرہ

گویا کہ شیعیت کے من گھڑت اعتراض سے صرف فاروق اعظم علیہ السلام پر ہی حرف نہیں آیا بلکہ رسالت پر سے بھی ایمان ختم ہو جائے گا۔ دنیائے رافضیت کا کوئی عالم دوات قلم سے لکھوانے والے ارادہ کے حکم کو شریعت کا نیا حکم ثابت نہیں کر سکتا جس کی وجہ سے فاروق اعظم علیہ السلام پر نافرمانی کا اعتراض یا وحی کے حکم عدولی کا اعتراض کیا جاسکے۔ ہمارے ہاں زیر بحث آیت میں آپ ﷺ کو کسی ایک حکم پر نہیں بلکہ مطلقاً رسالت کے تمام احکامات کے بارے حکم دیا گیا تھا جیسا کہ آیت کے الفاظ اس پر دال ہیں۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے فرض و واجب سے ہٹ کر تمام احکامات کو من و عن عمل نہ کرنا رسالت کی نافرمانی ہے؟ تو پھر صرف قرطاس کا واقعہ ہی کیوں کچھ اور حقائق بھی ہم آپ کے سامنے رکھیں گے۔ اس سے پہلے ایک روایت اسی واقعہ قرطاس کے حوالے سے خود جناب علی علیہ السلام کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں جس میں حکم رسول ملنے کے باوجود جناب علی علیہ السلام نے دوات و قلم نہیں دیا چنانچہ مسند احمد وغیرہ میں ہے کہ جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

1. امرنی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان آتیہ بطبق یکتب فیہ مالا تضل امتہ من بعدہ فخشیت یسبقنی فقلت انی لاحفظ من ذراعی فصحیفہ وکان راس بین ذراعی وعضدی یوصی بالصلات والزکات وما ملکت ایمانکم۔

ترجمہ: جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے طبق لانے کو فرمایا تھا تاکہ اس میں وہ بات تحریر کر دیں جس کو امت بھولے نہیں تو مجھے ڈر لگا کہ میں طبق لینے جاؤں تو آپ ﷺ کی میرے پیچھے وفات نہ ہو جائے اس لیے میں نے عرض کیا کہ میں اپنی کف میں موجود صحیفہ میں محفوظ کر لوں گا۔ اس وقت آپ ﷺ کا سر مبارک میری بازو اور کہنی کے درمیان تھا۔ تو آپ ﷺ نے نماز، زکوٰۃ اور غلاموں کے بارے میں وصیت فرمائی۔ [مسند احمد جلد اول مسندات علی علیہ السلام رقم الحدیث 693]۔ [ادب المفرد للبخاری باب حسن ملکہ رقم اللحدیث 156]۔ [طبقات ابن سعد جلد دوم تحت ذکر الکتاب الذی اراد رسول اللہ ﷺ]

رسول اللہ ﷺ جناب علی علیہ السلام کے گھر ان کو نماز کے لیے اٹھانے آئے تو رسول اللہ ﷺ کے کہنے کے باوجود مولا علی علیہ السلام نہ اٹھے اور رسول اللہ ﷺ ناراض ہو گئے روایت ملاحظہ فرمائیں:

2. حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَام لَيْلَةً فَقَالَ : أَلَا تُصَلِّيَانِ فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللَّهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا

بَعَثَنَا، فَانْصَرَفَ حِينَ قُلْنَا ذَلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُوَلٍّ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَهُوَ يَقُولُ: وَكَانَ الإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ ایک رات ان کے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ (تہجد کی) نماز نہیں پڑھو گے؟ میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ! ﷺ ہماری روحیں خدا کے قبضہ میں ہیں، جب وہ چاہے گا ہمیں اٹھادے گا۔ ہماری اس عرض پر آپ واپس تشریف لے گئے۔ آپ نے کوئی جواب نہیں دیا لیکن واپس جاتے ہوئے میں نے سنا کہ آپ ﷺ ران پر ہاتھ مار کر (سورۃ کہف کی یہ آیت پڑھ رہے تھے) آدمی سب سے زیادہ جھگڑالو ہے «وكان الإنسان أكثر شيء جدلا» [صحیح بخاری رقم حدیث 1127]۔ [بحار الانوار جلد 40 صفحہ 160]

اب کوئی یہ نہ کہے کہ تہجد مولا علی علیہ السلام پر فرض نہیں تھی اس لیے نہ اٹھے۔ کیونکہ کہ ہم اس کو قرطاس کے واقعہ کے تحت لا رہے ہیں اور وہ بھی شریعت کا نیا حکم نہیں ثابت کیا جا سکتا اور نہ ہی صرف فاروق اعظم علیہ السلام پر ہی فرض و واجب بحیثیت نئے احکامات کے بارے میں وحی کو ثابت کیا جا سکتا ہے۔

3. حضرت علی علیہ السلام کو جناب رسول اللہ ﷺ صلح حدیبیہ کا معاہدہ لکھواتے وقت ایک حکم دیتے ہیں لیکن یہ حکم دینے کے باوجود مولا علی علیہ السلام نے اس پر عمل نہیں کیا۔ [تفسیر قمی جلد دوم سورہ فتح آیت 1. صفحہ 651]۔ [بحار الانوار جلد 20 صفحہ 359]

اب اس واقعہ پر علماء امامیہ کیا تاویلات و تشریحات کرتے ہیں اس کو ہم اس لیے نظر انداز کر رہے ہیں کیونکہ واقعہ قرطاس پر بھی آج تک ہمارے اسلاف نے جتنی شرح پیش کی اس کو امامیہ نے تسلیم نہیں کیا۔ اس لیے ہم بھی ان کی واقعہ حدیبیہ پر حضرت علی علیہ السلام کے عمل کی الزامی جواب کے تحت کوئی تاویل نہیں تسلیم کریں

گے۔ اب رہی بات تفسیر قمی کی روایات کی اسنادی حیثیت تو اس کے لیے عرض ہے کہ خود شیعہ اسماء الرجال کے ماہرین کا ماننا یہ ہے کہ اس کی تمام روایات درست ہیں اور اس کا دعویٰ خود تفسیر قمی کے مصنف نے بھی کیا ہے:

[تفسیر قمی جلد اول مقدمہ کتاب]۔ [معجم رجال الحدیث جلد اول صفحہ 51]

4. شیعہ مصادر میں یہ واقعہ بھی موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جناب علی علیہ السلام کو ایک شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا اس واقعے کو خود مولا علی علیہ السلام نے بیان کیا ہے جس میں جناب علی علیہ السلام مطلقاً قتل کا حکم ملنے کے باوجود خالی واپس آجاتے ہیں۔ [امالی شریف مرتضی جلد اول صفحہ 77]۔ [بحار الانوار جلد 22 صفحہ 53، صفحہ 168، جلد 34 صفحہ 302]

اس واقعہ پر ہمارا سوال یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے جناب علی علیہ السلام کو جب حکم دے دیا کہ قتل کر دو تو آپ نے یہ حکم بجا کیوں نہیں لایا؟؟ واقعہ قرطاس کے حوالے سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم علیہ السلام پر اعتراض کرنے والے یہاں کیا فتویٰ لگائیں گے؟ شیعہ محدث شیخ صدوق نے امالی میں اور دیلمی نے ارشاد القلوب میں روایت نقل کی ہے کہ:

5. ترجمہ: بے شک رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو سات درہم دیئے اور فرمایا کہ یہ درہم علی علیہ السلام کو دے دینا تاکہ اپنے اہل بیت کے واسطے کھانا خرید لائے کیوں کہ ان پر بھوک غالب ہے۔ یہ درہم حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے جناب علی علیہ السلام کو دیئے اور کہا کہ بے شک آپ کو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہمارے لیے کھانا خرید لائیں۔ پس حضرت علی علیہ السلام نے وہ درہم لئے اور گھر سے نکلے تاکہ گھر والوں کے لیے کھانا لائیں۔ اسی اثناء میں ایک شخص آواز دیتا ہے کہ کون ایسا شخص ہے جو ہم کو سچے وعدہ پر قرض دے پس حضرت علی علیہ السلام نے وہ درہم اس آدمی کو دے دیئے۔ [امالی شیخ صدوق]۔ [ارشاد القلوب]

اس روایت سے تین چیزوں کا اثبات ہوتا ہے:

- ❖ حکم رسول اللہ ﷺ کی مخالفت۔
- ❖ غیر کے مال میں تصرف۔
- ❖ رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کا درہم دینے کے باوجود بھوکا رہنا۔ جس کی وجہ جناب علی علیہ السلام بنے۔

امامیہ اپنی قرطاس پر تشریح کی لاجک سے خود مزید نتیجہ نکال لیں۔

تم میرے بعد گمراہ نہ ہونا؟

کیا یہ ترجمہ درست ہے؟

واقعہ قرطاس پر اعتراض کرتے ہوئے شیعہ علماء یہ کہتے ہیں کہ جناب عمر فاروق اعظم علیہ السلام نے دوات و قلم نہ دیا جس کی وجہ سے امت گمراہ ہوئی۔ ہم کہتے ہیں کہ حدیث کے جس ٹکڑے سے یہ استدلال کیا گیا ہے اس کا یہ ترجمہ قرائن و شواہد کی بنیاد پر غلط ہے اگر کسی مترجم نے یہ ترجمہ کیا بھی تو اس میں گمراہی سے مراد غافل یا بھولنا ہے نہ کے صراط مستقیم سے گمراہی۔ لہذا اب ہم اس لفظ کے بھولنے کے مفہوم کو قرآن سے پیش کرتے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

1. وَ اسۡتَشۡهِدُوۡا شَهِيۡدَيۡنِ مِنۡ رِّجَالِكُمۡ‌ۚ فَاِنۡ لَّمۡ يَكُوۡنَا رَجُلَيۡنِ فَرَجُلٌ وَّ امۡرَاَتٰنِ مِمَّنۡ تَرۡضَوۡنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنۡ تَضِلَّ اِحۡدٰٮهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحۡدٰٮهُمَا الۡاُخۡرٰى‌ؕ ﴿۲۸۲﴾

ترجمہ: لین دین کے معاملے میں تحریر کرتے وقت اپنے میں سے دو مرد گواہ رکھ لو۔ اگر دو مرد نہ ہوں تو

ایک مرد اور دو عورتیں جنہیں تم گواہوں میں سے پسند کر لو تا کہ ایک کی بھول جائے تو دوسری یاد دلا دے۔ [البقرۃ آیت 282]

آیت میں "تضل" کے معنی بھولنے کے کئے جاتے ہیں اس لیے کہ یہی مناسب ہیں یہی لفظ حدیث قرطاس میں ہے۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جواب اللہ تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ:

2. قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ؕ﴿۲۰﴾

ترجمہ: (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے) جواب دیا کہ میں نے اس کام کو اس وقت کیا تھا جبکہ میں راہ بھولے ہوئے لوگوں میں سے تھا۔ [سورۃ شعراء آیت 20]

زیر بحث لفظ کے معنی غفلت کے بھی ہیں۔ لغت کے امام راغب اصفہانی رقم طراز ہیں کہ:

3. ترجمہ: اور موسی علیہ السلام نے کہا پچھلی قوموں کا علم میرے رب کے پاس کتاب (لوح محفوظ) میں ہے میرا رب نہ غافل ہوتا ہے نہ بھولتا ہے۔ [مفردات القرآن]

اسی طرح شیعہ مصادر میں بھی زیر بحث الفاظ کے معنی بھولنا لکھے ہیں۔ چنانچہ مستدرک وسائل میں روایت موجود ہے کہ:

4. ترجمہ: امام باقر نے فرمایا کہ جب تو راستہ بھول جائے تو پھر ابو صالح کو پکارتا ہے۔ [مستدرك الوسائل، سفینہ البحار]

تفسیر قمی میں آیت وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ﴿۷﴾ اور تجھے راہ بھولا پا کر ہدایت دی۔ آیت کے متعلق شیعہ مفسر لکھتے ہیں کہ:

5. ترجمہ: تجھے اپنی قوم کے درمیان گم شدہ اور غیر معروف پایا۔ [تفسیر قمی جلد دوم سورہ ضحی تحت آیۃ]

مختصر یہ کہ حدیث قرطاس میں لا تضلوا کے صحیح معنی بھولنے ہی کے ہیں اس پر ہم قرائن پیش کرتے ہیں۔ پہلا قرینہ یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور جناب رسول اللہ ﷺ پر اتری شریعت مکمل ہو چکی تھی اس لیے کوئی نیا حکم نہیں ہو سکتا تھا جس کے بغیر دین کے اکمال میں کوئی نقص رہتا ہو اور شریعت کے ابلاغ میں کوئی خلل باقی رہتا ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

1. اَلۡیَوۡمَ یَئِسَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ دِیۡنِکُمۡ فَلَا تَخۡشَوۡہُمۡ وَ اخۡشَوۡنِ ؕ اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ؕ فَمَنِ اضۡطُرَّ فِیۡ مَخۡمَصَۃٍ غَیۡرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثۡمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۳﴾

ترجمہ: آج کفار تمہارے دین سے ناامید ہو گئے، خبردار تم ان سے نہ ڈرنا اور مجھ سے ڈرتے رہنا، آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا۔ پس جو شخص شدت کی بھوک میں بے قرار ہو جائے بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے اور بہت بڑا مہربان ہے۔ [سورہ مائدہ آیت10]

2. رسول اللہ ﷺ نے حجت الوداع کے موقع پر بھی کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی طرف دعوت دے کر گمراہیوں سے بچنے کا فرمایا تھا۔ [مستدرک حاکم جلد اول]

یہاں جو لفظ تضلوا ہے اس کا معنی گمراہی بنتا ہے لیکن قرطاس میں یہ معنی مناسب نہیں۔

3. اسی طرح اختلافات اور گمراہی سے بچنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنی سنت اور خلفائے راشدین کی سنت اور جملہ صحابہ کرام کی پیروی کا بھی فرما دیا تھا۔ [سنن ترمذی جلد دوم]۔ [سنن ابی داؤد جلد دوم]

شیعہ کتابوں میں بھی موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

4. ترجمہ: یقیناً میں نے تم کو روشن اور سیدھی راہ پر چھوڑا اور تمہارے لیے ایسے نمایاں کیا کہ اس کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے پس میرے بعد اختلاف نہ کرنا۔ [حیات القلوب جلد دوم صفحہ 561]

فرشتے نے اہل بیت کو تسلی دیتے ہوئے کہا:

5. ترجمہ: حضرت اقدس ﷺ نے اس وقت تک دنیا سے رخصت نہیں ہوئے جب تک تمہارے دین کو کامل نہ کیا ہو۔ اور نجات کا راستہ تمہارے لئے بیان نہ کر دیا ہو۔ اور کسی جاہل کے لیے حجت نہ چھوڑی ہو۔ [حیات القلوب جلد دوم صفحہ 700]

ان تمام دلائل سے یہ ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے گمراہی سے بچنے کے لیے تمام وصایا وصال سے بہت پہلے ہی فرما دی تھیں اگر دوبارہ کہا بھی تھا تو تذکرہ و تکرار کے لیے تھا جیسے قرآن مجید میں ایک ہی حکم کئی بار دہرایا جاتا ہے۔ اور پھر آپ نے جو بتانا تھا وہ زبانی ہی بتا دیا اور ان چیزوں کا بھی اصول دین سے کوئی تعلق نہیں تھا بلکہ فروعی معاملات سے تھا۔ الغرض رسول اللہ ﷺ کچھ ایسا بالکل نہیں لکھوا رہے تھے کہ جو لکھا جاتا تو دین کو کوئی کمال حاصل ہوتا اور نہیں لکھا گیا تو احکام اسلام میں کوئی کوتاہی رہ گئی تھی۔ یا اس سے شریعت کو کوئی نقصان لاحق ہوا ہو۔ بلکہ یہ ایک مربی اور داعی کی اپنی امت پر شفقت اور دردمندی تھی جس کے باعث بیماری میں متفکر ہوئے۔

یہ سب دلائل یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہاں پر حدیث قرطاس میں لا تضلوا کے معنی دین سے گمراہی نہیں بلکہ بھول اور غفلت کے ہیں جس کی وجہ سے لکھوانے کی فکر رسول اللہ ﷺ کو تھی۔

کیا جناب رسول اللہ ﷺ کی ہر بات وحی ہے؟

(قرآن و حدیث اور شیعہ مصادر کی روشنی میں۔)

اب یہ جو بحث ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ کی ہر بات وحی الٰہی ہے تو اس حوالے سے ایک تو اوپر کئی شیعہ سنی روایات نقل کر دی گئی ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دوات قلم کے حوالے سے جو کچھ فرمایا گیا تھا کوئی نیا حکم وحی کی صورت میں نہیں تھا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہر بات وحی نہیں ہوتی اب مزید کچھ دلائل اس پر نقل کیے جاتے ہیں جس سے ہر طرح کی بات کے وحی ہونے کی نفی ثابت ہوگی ملاحظہ فرمائیں:

1. مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ڰ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۶۷

ترجمہ: نبی کے ہاتھ میں قیدی نہیں چاہییں جب تک کہ ملک میں اچھی خون ریزی کی جنگ نہ ہو جائے۔ تم تو دنیا کے مال چاہتے ہو اور اللہ کا ارادہ آخرت کا ہے اور اللہ زور آور باحکمت ہے۔ [سورہ انفال آیت 67]

یہ جنگ بدر کے قیدیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ان کے بارے میں جو فیصلہ رسالت نے کیا وہ

وحی نہیں تھا چنانچہ اس آیت کے تحت شیعہ مذہب کے عالم شریف مرتضی ایک اعتراض کے جواب میں لکھتے ہیں کہ:

2. ترجمہ: سو ہم نہیں سمجھتے کہ کس وجہ سے اس باب میں آنحضرت ﷺ کی طرف معصیت کو منسوب کیا گیا ۔ کیوں کہ یہی ہوسکتا ہے کہ یا تو آنحضرت ﷺ پر وحی نازل ہوئی ہوگی کہ اسیروں کو قتل کر دیں یا اس باب میں کوئی وحی آئی ہی نہ ہو۔ [تنزیہ الانبیاء الائمہ صفحہ 255-254]

اسی طرح شیعہ عالم قاضی شوستری الانفال کی آیت 67 کے تحت شیخ مفید کے حوالے سے ایک واقعہ پر لکھتے ہیں کہ:

ترجمہ: جب ایک مشورہ کا حشر حبیب خدا اص دیکھ چکے تھے تو انہیں دوسرے مشورہ کی ہرگز ضرورت نہیں تھی۔ [مجالس المومنین جلد دوم صفحہ 829]

3. عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ تَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾

ترجمہ: اللہ تجھے معاف فرمادے تو نے انہیں کیوں اجازت دے دی؟ بغیر اس کے کہ تیرے سامنے سچے لوگ کھل جائیں اور تو جھوٹے لوگوں کو بھی جان لے۔ [سورہ توبہ آیت 43]

اس کے بارے میں شیعہ عالم نے جو بحث کی ہے وہ بھی اسی پر دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہر بات وحی نہیں ہوتی شریف مرتضی رقم طراز ہے کہ:

4. ترجمہ: زیادہ سے زیادہ اس آیت کا مفہوم اس پر دلالت کرسکتا ہے کہ حضرت ﷺ سے ترک اولی سرزد ہوا

اور بیشتر ہم بیان کر چکے ہیں کہ ترک اولی گناہ میں داخل نہیں۔ [تنزیہ الانبیاء والائمہ صفحہ 258]

خود جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی اس چیز کو خوب واضح فرما دیا کہ آپ ﷺ کا ہر قول و فعل وحی نہیں ہوتا چنانچہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ روایت لائے ہیں کہ:

5. حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا عِيسَى، حَدَّثَنَا أُسَامَةُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: يَخْتَصِمَانِ فِي مَوَارِيثَ وَأَشْيَاءَ قَدْ دَرَسَتْ، فَقَالَ: إِنِّي إِنَّمَا أَقْضِي بَيْنَكُمْ بِرَأْيِي فِيمَا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيَّ فِيهِ.

ترجمہ: ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی۔ ان دو آدمیوں کا وراثت میں جھگڑا تھا اور بھی چند دوسری چیزیں تھیں جن کے نشانات مٹ گئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس چیز میں مجھ پر کچھ نازل نہ ہوا ہو اس میں، میں اپنی رائے سے فیصلہ کرتا ہوں۔ [سنن ابوداؤد رقم حدیث 3585]

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ:

6. وفیہ انہ ﷺ کان یقضی بالاجتھاد فیما لم ینزل علیہ فیہ وحی.

ترجمہ: اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جس معاملہ میں حضرت اقدس ﷺ پر وحی نازل نہیں ہوتی تھی اس میں آپ ﷺ اجتہاد سے فیصلہ صادر فرماتے تھے۔ [فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد 13 صفحہ 140]

شیعہ عالم شریف مرتضی نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے حضرت علی علیہ السلام کو ایک شخص کے قتل

کے حکم کی روایت کے تحت جو لکھا ہے اس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہر بات وحی نہیں ہوتی ہے چنانچہ شریف مرتضی صاحب لکھتے ہیں کہ:

7. ومما فيه ايضاً من الاحكام اقتضاوه ان مجرد امر الرسول عليه الصلاة والسلام لا يقتضي الوجوب.

ترجمہ: اور اس کے احکام میں سے یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا صرف مجرد حکم اس امر کے وجوب کا تقاضا نہیں کرتا۔ [امالی شریف مرتضی جلد اول صفحہ 78]

دوسرے اعتراض کا جواب

کیا قرآن کو کافی کہنا انکار حدیث ہے؟

اب ہم آتے دوسرے الزام کی طرف کہ "فاروق اعظم علیہ السلام نے کتاب اللہ کافی کہ کر رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا رد کیا"۔ ان شاء اللہ اب ہم امامیہ کے اس جھوٹ کے پیچ ڈھیلے کرنے لگے ہیں۔ رافضیت نے یہاں جناب فاروق اعظم علیہ السلام کے "حسبنا کتاب اللہ" کے جملے سے دھوکا یہ دیا ہے کہ آپ علیہ السلام نے اس سے حدیث و سنت کا انکار کیا ہے جب کہ اس سے مراد قرآن و حدیث دونوں ہیں۔

جناب فاروق اعظم علیہ السلام نے دو جملے بولے ایک مرتبہ فرمایا "وعندکم القرآن" اور تمہارے پاس قرآن ہے [صحیح بخاری رقم حدیث 7776]۔ [صحیح مسلم رقم حدیث 1637]۔ یہاں سے فاروق اعظم علیہ السلام نے گمراہی سے بچنے کے لیے حجت "قرآن" کو بتایا ہے۔ اور دوسرے جملے میں فرمایا "وعندنا کتاب اللہ حسبنا" اور ہمارے پاس اللہ کی کتاب ہے [صحیح بخاری جلد دوم]

1. یہاں پر کتاب اللہ کا اطلاق حدیث و سنت پر بھی ہو گیا شرح اس کی یہ ہے کہ خود فاروق اعظم علیہ السلام کے

نزدیک کتاب اللہ کا اطلاق حدیث و سنت پر ہے۔ [صحیح البخاری کتاب حدود رقم حدیث 6830]

2. خود فاروق اعظم علیہ السلام نے حدیث و سنت رسول سے فیصلہ فرمائے۔ [صحیح بخاری رقم حدیث 7305]۔ [سنن ابی داؤد جلد دوم کتاب الخراج رقم حدیث]

طواف کے متعلق فاروق اعظم علیہ السلام نے سنت رسول سے حجت پکڑ کر فیصلہ فرمایا:

3. حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، يَقُولُ: فِيمَ الرَّمَلَانُ الْيَوْمَ وَالْكَشْفُ عَنِ الْمَنَاكِبِ، وَقَدْ أَطَّأَ اللَّهُ الْإِسْلَامَ وَنَفَى الْكُفْرَ وَأَهْلَهُ مَعَ ذَلِكَ، لَا نَدَعُ شَيْئًا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: جناب اسلم عدوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا، فرماتے تھے: آج یہ کندھے ہلا ہلا کر دوڑنا اور ان کا ننگا کرنا کیوں ہے؟ (اس کی کوئی ضرورت تو نہیں ہے) حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو قوی اور مضبوط بنا دیا ہے اور کفر و کفار کو یہاں سے نکال باہر کیا ہے۔ اس کے باوجود ہم یہ عمل نہیں چھوڑ سکتے جو رسول اللہ ﷺ کے دور میں کیا کرتے تھے۔ [سنن ابی داؤد جلد دوم کتاب الحج 1887 رجال ثقات۔]

کعبہ کے اندر مدفون خزانے کا فیصلہ فاروق اعظم علیہ السلام نے سنت رسول سے کیا:

4. حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ وَاصِلٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ: جَلَسْتُ إِلَى شَيْبَةَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ قَالَ: جَلَسَ إِلَيَّ عُمَرُ فِي مَجْلِسِكَ هَذَا، فَقَالَ: لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أَدَعَ فِيهَا صَفْرَاءَ وَلَا بَيْضَاءَ ، إِلَّا قَسَمْتُهَا بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ، قُلْتُ: مَا أَنْتَ بِفَاعِلٍ، قَالَ: لِمَ قُلْتُ لَمْ يَفْعَلْهُ صَاحِبَاكَ؟ قَالَ: هُمَا الْمَرْءَانِ يُقْتَدَى بِهِمَا .

ترجمہ: ابی وائل فرماتے ہیں کہ اس مسجد (خانہ کعبہ) میں، میں شیبہ بن عثمان حجبی (جو کعبہ کے کلید بردار تھے) کے پاس بیٹھا تو انہوں نے کہا کہ جہاں تم بیٹھے ہو، وہیں عمر رضی اللہ عنہ بھی میرے پاس بیٹھے تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ میرا ارادہ ہے کہ کعبہ میں کسی طرح کا سونا چاندی نہ چھوڑوں اور سب مسلمانوں میں تقسیم کر دوں جو نذر اللہ کعبہ میں جمع ہے۔ میں نے کہا کہ آپ ایسا نہیں کر سکتے۔ کہاں کیوں؟ میں نے کہا کہ آپ کے دونوں ساتھیوں (رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے ایسا نہیں کیا تھا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ وہ دونوں بزرگ ایسے ہی تھے جن کی اقتداء کرنی ہی چاہیے۔ [صحیح البخاری جلد سوم کتاب الاعتصام بالکتاب و السنة و کتاب المناسك رقم حديث 7275]

یہاں تک کہ بے شمار روایات صحیحہ موجود ہیں کہ فاروق اعظم علیہ السلام قرآن کے بعد حدیث و سنت دونوں کو حجت مان کر فیصلے کرتے رہے اس کے باوجود رافضیت کے پاس جھوٹے بہتان کے علاوہ کچھ نہیں۔

5. اور تو اور کتاب اللہ کو خود رسول اللہ ﷺ نے بھی حدیث و سنت پر معمول کیا ملاحظہ فرمائیں: [صحیح مسلم جلد سوم کتاب الحدود رقم حدیث 4434]

رافضیت کے منہج پر جو انہوں نے قرطاس پر بحث کرتے ہوئے اپنایا ہے کہ صرف قرآن کی طرف دعوت دینے والا منکر حدیث ہے تو اب ذرا ان کی بھی مسلم شخصیات کے بارے میں شیعہ مصادر کی قارئین کو سیر کراتے ہیں کہ اس من گھڑت نظریہ سے کون کون سی معتبر شخصیات منکرین حدیث کی لسٹ میں آتی ہیں۔ سب سے پہلے تو رافضیین کے منہج سے خود اللہ منکر حدیث بنتا ہے چنانچہ وہ خود قرآن مجید میں فرماتا ہے:

1. اَوَلَمۡ یَکۡفِہِمۡ اَنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ یُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَرَحۡمَۃً وَّ ذِکۡرٰی لِقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۵۱﴾

ترجمہ: کیا انہیں یہ کافی نہیں؟ کہ ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمادی جو ان پر پڑھی جارہی ہے، اس میں رحمت (بھی) ہے اور نصیحت (بھی) ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔ [العنکبوت آیة 51]

یہاں بھی صرف کتاب اللہ کو اللہ تعالیٰ نے کافی قرار دیا۔ اس کے بعد جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف امامیہ مذہب کے پیشواؤں نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ:

2. ترجمہ: بے شک ہر حق کی ایک حقیقت ہوتی ہے اور ہر درست بات کا ایک نور ہوتا ہے پس کو چیز اللہ کی کتاب کے مطابق ہو اسے لے لو اور جو کتاب اللہ کے مخالف ہو اس کو چھوڑ دو۔ [اصول کافی جلد اول کتاب فضل العلم باب الاخذ بالسنة صفحه 36]

تیسرے نمبر پر مولا علی علیہ السلام منکر حدیث و سنت ٹھیریں گے چنانچہ آنجناب کتاب اللہ کی طرف دعوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

3. والسلام كتاب الله تبصرون به وينطق بعضه بعض.

ترجمہ: عذاب سے سلامتی صرف کتاب اللہ میں ہے اسی کے وسیلے سے دیکھتے اور سنتے ہو۔ [نہج البلاغہ حصہ اول خطبہ 133، خطبہ 175صفحہ 400]

4. چوتھے نمبر پر حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا رافضیین منہج کی روشنی میں منکر حدیث ٹھہریں گی کیونکہ شیعوں کے بقول جب امام المتقین خلیفہ بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کی وراثت پر حدیث پیش کی تو اس فیصلے سے بی بی نے انکار کر کے صرف قرآن کی دعوت دی۔ [احتجاج طبرسی جلد اول صفحہ 127-126]

احتجاج طبرسی کے مقدمے میں احتجاج طبرسی کے مصنف ابی منصور احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ میری کتاب میں نقل شدہ روایات پر اجماع ہے اور عقل کے مطابق ہیں یعنی یہ روایات کی صحت پر اصرار ہے۔ [احتجاج طبرسی جلد اول مقدمہ منصف صفحہ 14]

شیعہ امام رضا بھی رافضیین کے منہج پر منکر حدیث ٹھہریں گے کیونکہ کہ انہوں نے بھی دین کی دعوت دیتے وقت صرف کتاب اللہ کی طرف دعوت دی اور حدیث و سنت کا نام بھی نہیں لیا چنانچہ شیخ صدوق کتاب التوحید میں لکھتے ہیں: ریان بن صلت سے روایت ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا: قرآن کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ امام نے فرمایا:

5. کلام اللہ لا تجاوزو ولا تطلبو الھدی فی غیرہ فتضلوا.

ترجمہ: قرآن اللہ کا کلام ہے، اس سے تجاوز نہ کرو اور قرآن کے بغیر کسی اور سے ہدایت و رہنمائی مت مانگو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ [کتاب التوحید باب القرآن ماھو باب 30، صفحہ 218]

خود رافضیین جہاں بھی روایت میں پھنستے ہیں تو کہتے ہیں ہماری کسوٹی ماخذ قرآن ہے جو قرآن کے

خلاف نہ ہو بس وہی قبول ہے اور اس لحاظ سے ان روایات کو بیان کرنے والے آئمہ پر بھی وہی فتویٰ لگے گا جو شیعہ علماء نے جناب عمر فاروق اعظم علیہ السلام پر لگایا ہے ملاحظہ فرمائیں:

6. **ترجمہ:** جناب جعفر صادق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو حدیث اللہ کی کتاب کے مطابق نہ ہو وہ زخرف ہے۔ [اصول کافی جلد اول کتاب فضل العلم باب اختلاف الحدیث صفحہ 36]۔ [معالم الاصول صفحہ 91]

حالانکہ خود شیعہ مذہب میں ایسے کئی مسائل میں احادیث پر عمل کر کے تخصیص کی گئی ہے جو عمومی طور قرآن مجید میں ان کے بارے میں قرآنی احکامات حدیث کے خلاف ہیں۔

تیسرے اعتراض کا جواب

سورۃ الحجرات کے حوالے سے اعتراض کا جواب

اب ہم تیسرے اعتراض کی طرف آتے ہیں شیعہ امامیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آوازیں بلند کی جس کو سورہ حجرات میں منع کیا گیا تھا۔

شیعہ امامیہ اس سلسلہ میں جس آیت سے دھوکہ دیتے ہیں پہلے وہ پڑھ لیں پھر ہم ان کے اعتراض کے پیچ اسی آیت کی روشنی میں ڈھیلے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

1. يَاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِىِّ وَلَا تَجۡهَرُوۡا لَهٗ بِالۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ ۝۲

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر نہ کرو اور نہ ان سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال اکارت جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ [الحجرات آیة 2]

قارئین آپ نے آیت کو پڑھ لیا ہو گا اس آیت میں تو صرف یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو آپ مخاطب کر رہے ہوں یعنی ان سے محو گفتگو ہوں تو اس وقت آپ اپنی آواز رسول اللہ ﷺ سے اونچی نہ رکھیں جیسا کہ

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ سے ثابت ہے۔

اگر قرآن کے الفاظ یہ ہوتے: لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ بینکم عند النَّبِيِّ "اپنی آوازوں کو نبی کے پاس بلند نہ کریں" پھر عتاب و اعتراض کی گنجائش تھی۔ لیکن آیت میں ایسا کچھ نہیں اور واقعہ قرطاس کی روایات میں بھی صحابہ کرام ایک دوسرے کو مخاطب تھے نہ کہ رسول اللہ ﷺ کو۔ اور ایک دوسرے سے بلند آواز یا کم آوازیں کرنا تو جائز ہیں جیسا کہ قرآن مجید کی اسی آیت جو رافضی پیش کرتے ہیں کے اگلے ٹکرے میں ہے کہ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ۔ "ان سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو"۔

اسی آیت کی تشریح میں ہماری تائید کرتے ہوئے شیعہ مفسر فتح اللہ کاشانی رقم طراز ہے کہ:

2. ترجمہ: مذکورہ آیت میں مطلق بلند آواز کی ممانعت نہیں کی گئی ہے جو ہر بولنے کو اگرچہ آہستہ آواز سے ہی ہو لازم ہے، بلکہ وہ بلند آواز منع ہے جو اپنے دوست کے ساتھ بطور محاورہ کے کی جاتی ہے۔ [تفسیر منہج الصادقین جلد هشتم تحت سورہ حجرات آیت 2]

اسی طرح شیعہ مذہب کا معتبر عالم علی بن ابراہیم قمی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

3. نزلت فی بنی تمیم فانوا اذا قدموا علی رسول اللہ ﷺ وقفوا علی باب حجرہ، فنادوا یا محمد اخرج الینا وکانوا اذا خرج رسول اللہ ﷺ تقدموہ فی مشئ

وکانوا اذا تکلموا رفعوا اصواتھم فوق صوتہ، ویقولون یا محمد یا محمد ما تقولو فی کذا وکذا کما یکلمون بعضھم بعضا۔

ترجمہ: ایک بار بنی تمیم کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ گھر میں تشریف فرما تھے۔ بنی تمیم کے لوگ باہر سے کھڑے ہو کر ہی رسول اللہ ﷺ کو پکارنے لگے یا محمد یا محمد آپ باہر آئیں؟ جب آپ ﷺ باہر آئے تو ان کے آدمی آپ کے آگے آگے چلنے لگے پھر جب بات چیت کرنے لگے تو آپ پر اپنی آوازوں کو بلند کرنے لگے اور ایسی گفتگو کرنے لگے جیسے آپس میں کرتے اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ [تفسیر قمی جلد دوم تفسیر سورہ حجرات آیت 1تا5]۔ [تفسیر مجمع البیان فی تفسیر القرآن تفسیر حجرات]

اس تفسیر قمی وغیرہ سے بھی یہ ثابت ہوا کہ جن حضرات کے بارے میں نازل ہوئی انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گفتگو کے دوران اپنی آواز کو رسول اللہ ﷺ کی آواز سے بلند کیا جو یہ ثابت کرتا ہے کہ عتاب رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے وقت اونچی آواز پر ہے نہ کہ آپس میں صحابہ کرام کی گفتگو میں اونچی آواز پر۔ اور اگر حدیث قرطاس میں کسی جملے سے اونچی آواز کو شیعہ ثابت بھی کر دیں تو بھی شیخین علیہما السلام کے خلاف یہ آیات پیش نہیں ہو سکتیں۔ اور صحابہ کرام دوات قلم دینے یا نہ دینے کے اختلاف پر آپس میں ہی محو گفتگو تھے نہ کہ رسالت مآب ﷺ کو مخاطب تھے۔ اور مطلقاً تو رسول اللہ ﷺ کے پاس تو منع ہی نہیں ہے ورنہ ان جگہوں پر شیعہ کیا جواب دیں گے؟ یعنی تلبیہ کے وقت بھی تو صحابہ کرام کی آوازیں بلند ہوتی تھیں، اذان دینے والے کی آواز اس کے علاوہ بھی کئی اختلاف صحابہ کرام کے رسول اللہ ﷺ کے پاس ڈسکس ہوتے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان کے فیصلے بھی کرتے تھے لیکن کبھی کسی صحابی رسول نے یا خود رسول اللہ ﷺ نے ان آیات کی روشنی میں کوئی جرح کی ہو تو ثابت کریں؟

اور شیعہ یہ آج تک ثابت بھی نہیں کر پائے کہ اصحاب رسول کی آوازیں رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے وقت بلند ہوئی تھیں۔ اور جس ہستی پر اس واقعہ کی وجہ سے اعتراض ہے تو ان کی آواز تو صحابہ کرام کے ساتھ مخاطب کرتے ہوئے بھی بلند نہیں ہوئی تھی۔ اور اگر اس موقع پر آوازیں بلند آپس میں ہوئی بھی تھیں تو وہ قصداً نہیں بلکہ غیر شعوری طور پر ہوئی ہوں گی۔ اور جناب فاروق اعظم علیہ السلام کیسے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے وقت آوازیں بلند کر سکتے تھے وہ تو رسول اللہ ﷺ کو مخاطب نہ ہوتے ہوئے بھی صرف قبر رسول اللہ ﷺ کے پاس بھی اونچی آواز نہیں کرنے دیتے تھے ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

4. حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْجُعَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ فَنَظَرْتُ، فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهَذَيْنِ، فَجِئْتُهُ بِهِمَا، قَالَ: مَنْ أَنْتُمَا أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا؟ قَالَا: مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ، قَالَ: لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: میں مسجد نبوی میں کھڑا ہوا تھا، کسی نے میری طرف کنکری پھینکی۔ میں نے جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سامنے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سامنے جو دو شخص ہیں انہیں میرے پاس بلا کر لاؤ۔ میں بلا لایا۔ آپ نے پوچھا کہ تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے یا یہ فرمایا کہ تم کہاں رہتے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم مدینہ کے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیئے بغیر نہ چھوڑتا۔ رسول کریم ﷺ کی مسجد میں آواز اونچی کرتے ہو؟ [صحیح بخاری رقم حدیث 470]

5. اور اختلاف تو اہل بیت میں ہوا تھا چنانچہ صحیح بخاری کی قرطاس کے واقعہ کی روایت کے اندر ہی موجود ہے کہ "فاختلف اهل البيت۔" اہل بیت میں اختلاف ہوا۔ [صحیح بخاری جلد پنجم کتاب مرضی رقم حدیث 5669]

عند الشیعہ آیت میں صحابہ کرام سے خطاب نہیں:

نیز آیت مذکورہ سیدنا عمر فاروق اعظم علیہ السلام پر صادق نہیں آتی کیونکہ آیت میں خطاب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نہیں ہے۔ شیعہ مصادر میں یہ ایسی روایات موجود ہیں کہ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے قرآن مجید جہاں بھی "یا ایھا الذین آمنوا" آیا ہے وہ اہل بیت کے اماموں کے بارے میں ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

1. ترجمہ: جہاں بھی "یا ایھا الذین آمنوا" آیا ہے اس سے مراد حضرت امیر علی علیہ السلام ہیں۔ [بحار الانوار جلد 37 صفحہ 333]

اسی طرح شیعہ معصوم امام جعفر فرماتے ہیں:

2. ترجمہ: قرآن مجید میں جہاں بہت "یا ایھا الذین آمنوا" آیا اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ [تفسیر فرات کوفی صفحہ 49]

شیعہ معصوم جناب رضا فرماتے ہیں کہ:

3. ترجمہ: قرآن مجید میں "یا ایھا الذین آمنوا" سوائے ہمارے حق کے اور کسی کے لیے نہیں آیا۔ [صحیفہ رضا]

ممکنہ شبہ اور اس کا جواب:

یہاں اکثر امامیہ کہتے ہیں کہ اہل بیت سے مراد گھر میں موجود صحابہ ہیں اصطلاحی اہل بیت نہیں اور مترجمین نے بھی کچھ ترجموں میں اہل بیت کی جگہ گھر میں موجود صحابہ مراد لئے ہیں کیونکہ کہ اس وقت مولا علی علیہ السلام سمیت کوئی موجود نہیں تھا۔

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ خود کوئی ثبوت شیعہ امامیہ کے پاس نہیں کہ اس مشکل اور بیماری میں رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر اہل بیت کساء کہیں اور چلے گئے تھے۔ شیعوں کے نزدیک اگر اس شدید بیماری میں نبی کریم ﷺ کو ان کے دشمنوں اور منافقوں (بزعم شیعہ) کے بیچ چھوڑ کر جانا بھی قابل اعتراض نہیں تو پھر کس منہ سے جنازہ رسول ﷺ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر غیر حاضری کا من گھڑت الزام عائد کر کے پھر انہیں مطعون کرتے ہیں؟ کیونکہ بالفرض ایسا بھی ہو تو شیعوں کے مطابق جنازہ کی تیاری و تدفین کی وصیت اہل بیت کو تھی تو اس صورت میں جنازہ جو فرض عین ہی نہیں فرض کفایہ ہے اس کو چھوڑ کر فرض عین یعنی خلافت کے لیے امت کو اکٹھا کرنا کیوں کر قابل اعتراض ہو سکتا ہے؟

1. جن مترجمین نے یہاں اہل بیت کے الفاظ میں صحابہ کا ترجمہ کیا ان کے ہاں اور خود شیعہ کے ہاں بھی صحابی کی تعریف میں اہل بیت شامل ہیں۔ [مجالس المومنین جلد اول مجلس سوم مقدمہ اول در تعریف صحابی صفحہ 267]

اور پھر شیعہ مصادر میں یہاں تک موجود ہے کہ:

2. جب اہل بیت کو خلافت کی امید نہیں رہی تو روتے ہوئے اٹھ گئے۔ اب شیعہ کے پیمانے سے کیا تبصرہ ہونا چاہیے کہ خلافت کی امید تک تو پاس رہے لیکن جب ناامیدی ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کو بیماری کی حالت میں چھوڑ کر چلے گئے ملاحظہ فرمائیں: [الارشاد شیخ مفید جلد اول صفحہ]

تو یہاں "صحابہ" ترجمہ کرنے سے اہل بیت کو خارج سمجھنا جہالت و ہٹ دھرمی ہے۔

قلم و قرطاس اہل بیت نے نہیں دیا:

دوسرا یہ کہ خود شیعہ مصادر میں بھی موجود ہے کہ اس وقت اہل بیت موجود تھے اور انہوں نے دوات قلم نہیں دیا چنانچہ شیعہ کے ہاں بھی جو روایات پائی جاتی ہیں ان میں بھی جناب علی علیہ السلام جناب عباس علیہ السلام اور جناب عبد اللہ بن عباس علیہ السلام جو سب اہل بیت میں ہیں وہاں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے اور کسی وقت بھی جدا نہ ہوئے۔ مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

3. [الارشاد شیخ مفید جلد اول باب طلب رسول اللہ بدوات وکتف] ۔ [اعلام الوری باب وفات رسول اللہ] ۔ [حیات القلوب جلد دوم باب چهل نهم ذکر حجة الوداع]

شیخین علیہما السلام کا بارگاہ رسالت ﷺ میں ادب اور اللہ تعالیٰ کی بشارت:

آیت "لا ترفعوا" کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام اور جناب عمر فاروق اعظم علیہ السلام کے ادب و احتیاط کا کیا عالم تھا؟ ملاحظہ فرمائیں مستدرک حاکم میں امام حاکم روایت لائے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ:

1. لما نزلت لا ترفعوا أصواتكم.. الآية، قال أبي بكر: قلت يا رسول الله آليت

أن لا أكلمك إلا كأخي السرار.

ترجمہ: جب آیت "لا ترفعوا" نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ ﷺ سے جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے، میں تمام عمر آپ کے ساتھ سرگوشی کے ساتھ بات کیا کروں گا۔ [مستدرک حاکم جلد سوم کتاب التفسیر رقم روایت 3720]

صحیح البخاری میں موجود ہے کہ:

2. قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: فَمَا كَانَ عُمَرُ يُسْمِعُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ حَتَّى يَسْتَفْهِمَهُ۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے سامنے اتنی آہستہ آہستہ بات کرتے کہ آپ صاف سن بھی نہ سکتے تھے اور دوبارہ پوچھنا پڑتا تھا۔ [صحیح البخاری کتاب التفسیر سورہ حجرات رقم حدیث 4845]

یعنی جن آیت کو شیعہ کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے ان کے نزول کے بعد جناب عمر فاروق اعظم علیہ السلام رسول اللہ ﷺ سے بالکل کم آواز میں مخاطب ہوتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے اسی عمل کو اللہ نے یوں قبول فرمایا کہ اس طرح بشارت دی:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۳

ترجمہ: بیشک جو لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حضور میں اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیز گاری کے لئے جانچ لیا ہے۔ ان کے لئے مغفرت اور بڑا ثواب ہے۔ [سورۃ حجرات آیت 3]

3. جناب عبد اللہ بن عباس علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آیت جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی۔ [اسباب نزول علامہ واحدی تفسیر سورہ حجرات آیت 3]

معصوم کے سامنے شیعہ صحابی نے آواز بلند کی:

شیعوں کو نا جانے کیوں تمام اعتراضات اصحاب محمد علیہم السلام پر ہی یاد آتے ہیں۔ جبکہ امام باقر رحمہ اللہ کے سامنے ان کے صحابی زرارہ نے آوازیں بلند کیں جو شیعہ مذہب کے اہم ترین رواۃ اور مذہب کے ستونوں میں سے تھا۔ ہمارے دعویٰ پر دلیل ملاحظہ فرمائیں:

على بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن هشام بن سالم، عن زرارة قال: دخلت أنا وحمران - أو أنا وبكير - على أبي جعفر (عليه السلام) قال: قلت له: إنا نمد المطمار قال: وما المطمار؟ قلت: الترفمن وافقنا من علوي أو غيره توليناه ومن خالفنا من علوي أو غيره برئنا منه، فقال لي: يا زرارة قول الله أصدق من قولك، فأين الذين قال الله عز وجل: "إلا المستضعفين من الرجال والنساء والولدان لا يستطيعون حيلة ولا يهتدون سبيلا" أين

المرجون لأمر الله ؟ أين الذين خلطوا عملا صالحا وآخر سيئا ؟ أين أصحاب الأعراف أين المؤلفة قلوبهم ؟ ! . وزاد حماد في الحديث قال : فارتفع صوت أبي جعفر (عليه السلام) وصوتي حتى كان يسمعه من على باب الدار . وزاد فيه جميل ، عن زرارة : فلما كثر الكلام بيني وبينه قال لي : يا زرارة حقا على الله أن [لا] يدخل الضلال الجنة۔

ترجمہ: زرارہ نے کہا میں اور عمران یا میں اور بکیر امام محمد باقر علیہ رحمہ اللہ کی خدمت میں آئے۔ میں نے کہا ہم مدد لیتے ہیں معمار سے (وہ دوری جس کو لگا کر معمار یہ دیکھتا ہے کہ کون اینٹ آگے ہے کون پیچھے۔ حضرت نے پوچھا معمار کیا ہے جواب دیا گیا تو پس جو ہم سے موافق ہوتا ہے۔ علوی ہو یا غیر علوی ہم اس سے محبت کرتے ہیں اور جو ہمارے خلاف ہو علوی ہم اس پر تبرا کرتے ہیں حضرت نے فرمایا ہے زرارہ اللہ کے قول سے زیادہ سچا ہے کہاں جائیں گے وہ لوگ جن کے لئے خدا فرماتا ہے اور ضعیف الاعتقاد مرد عورتیں اور لڑکے جو نہ گمراہی سے بچنے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ صحیح راستہ کی طرف ہدایت پاتے ہیں اور کہاں جائیں گے وہ لوگ جو امر خدا کے امیدوار ہیں۔ اور وہ لوگ جنہوں نے نیک و بد کو مار دیا ہے اور اصحاب اعراف اور مؤلف القلوب (مطلب یہ ہے کہ زرارہ نے اقسام ناس کو دو قسموں میں محدود کر دیا تھا حضرت نے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ خدا دو اور قسمیں بھی بیان کی ہیں۔ عمار نے مزید کہا ہے کہ امام محمد باقر رحمہ اللہ کی آواز بلند ہوئی اور میری بھی یہاں تک کہ جو دروازے پر تھے انہوں نے بھی سن لی اور جمیل نے زرارہ سے نقل کیا ہے کہ زرارہ کہتا ہے کہ جب میرے اور جناب باقر کے درمیان بات بڑھی تو آپ نے فرمایا اے زرارہ اللہ کو یہ زیادہ حق ہے کہ وہ اہل ضلال کو داخل جنت کر دے۔ [اصول کافی الشیخ الکلینی جلد دوم کتاب الایمان والکفر باب الکفر رقم روایت 2839] ۔ [مرآۃ العقول فی شرح

أخبار آل الرسول، ج11، صفحہ 107]

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب باقر کے صحابی نے اپنے امام کے سامنے آواز کو بلند کیا۔ شیعہ مذہب میں نبوت و امامت کے خصائص برابر ہیں یہاں تک کہ نبوت سے افضل امامت کو شیعہ کے ہاں اعتقاد کیا گیا ہے۔ تو یہ ضروری ہے کہ جس طرح نبوت کے سامنے آواز بلند کرنے سے اعمال کا ضیاع ہے اور ہلاکت ہے وہی ہلاکت و بربادی جناب باقر رحمہ اللہ کے اس صحابی کے لیے تسلیم کی جائے گی۔ اگر اس راوی کو ریجیکٹ کیا جائے تو شیعہ امامیہ کو اپنی بے شمار روایات سے ہاتھ دھونا پڑھیں گے اس لیے انہوں نے اس کو بچانے کے لیے تاویلات کیں۔

چوتھے اعتراض کا تحقیقی جائزہ

ہذیان کی نسبت سے شیعوں کی بیہودہ گوئی کا جواب

شیعہ مذہب کا یہ دعویٰ ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہذیان (بیہودہ گفتگو) کی نسبت کی۔ جو کہ شیعوں کے دروغ گوئی کی انتہا ہے۔

ہذیان کی نسبت فاروق اعظم علیہ السلام سے جھوٹی ہے:

پورے ذخیرہ احادیث میں کوئی ایک روایت بھی ایسی نہیں جہاں یہ مذکور ہو کہ یہ جملہ حضرت عمر فاروق اعظم علیہ السلام نے کہا؟ بلکہ اس طرح کے جملہ جمع کے صیغے سے آئے ہیں صحیح بخاری میں یہ الفاظ اس طرح ہیں:"قالوا:ماشانه اهجر استفهموه" ۔[صحیح بخاری رقم حدیث 4431] یعنی کسی ایک فرد نے نہیں بلکہ وہاں موجود افراد نے کہا۔

اگر کسی بعد کے سنی عالم نے ارادتاً یا غیر ارادتاً یا الزامی جوابات کے تحت یا کسی بھی اینگل سے کہیں اس

جملے کو حضرت عمر فاروق اعظم علیہ السلام کا جملہ قرار بھی دیا ہو تو یہ دلیل طلب ہے اور اس کا ثبوت ذخیرہ احادیث میں کہیں بھی نہیں کہ جملے آپ علیہ السلام نے فرمائے۔

پہلی صورت: یہاں استفہام انکاری ہے:

اب رہی باقی صحابہ کرام کی طرف اس کی نسبت تو اگر یہ باقی سب کی طرف اس کی نسبت کی جائے جس میں اہل بیت بھی خارج کسی دلیل سے نہیں کئے جاسکتے تو اس صورت میں بھی ان سب پر کوئی الزام نہیں آسکتا کیونکہ اگر الزام آئے گا تو ان سب پر آئے گا۔ شرح اس کی یہ ہے کہ ایک تو یہ جملہ بالجزم یا ارادتاً صحابہ کرام کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو نہیں کہا گیا بلکہ یہ جملہ استفہام انکاری پر دلالت کرتا ہے۔ "اھجر" میں ہمزہ استفہام انکاری ہے ہجر فعل ماضی ہے۔ بعض روایات میں بغیر ہمزہ کے ھجر اور یھجر کے الفاظ ہیں اور یہاں بھی ہمزہ محذوف ہے اور کلام عرب میں اس طرح کے محذوفات عام ہیں۔ جہاں استفہام انکاری کے معنی ثابت ہو رہے ہیں اس جملے کا معنی یہ بنتا ہے کہ **"صحابہ کرام کے ایک گروہ نے کہا رسول اللہ ﷺ سخت بخار میں تو بے معنی گفتگو نہیں کر رہے ہیں؟ بلکہ شعور و احساس کے ساتھ کلام فرما رہے ہیں۔"**

ہمزہ محذوف کے ساتھ استفہام شیعوں کو بھی قبول ہے:

خود شیعہ علماء نے بھی قرآن و احادیث میں اس طرح کے جملوں میں جہاں استفہام انکاری "ہمزہ" نہ تھی اس کے باوجود استفہام انکاری کا معنی کیا ہے جبکہ وہاں کسی جگہ بھی استفہام انکاری کے الفاظ کسی جملے کے بھی معنی نہیں دیتے چنانچہ شیعہ مذہب کے معتبر عالم و مجتہد قرآن مجید میں منقول حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جملے **"ھذا ربی"** کے تحت نبوت کا دفاع کرنے کی غرض سے رقم طراز ہیں کہ:

"ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بطور استفہام کے فرمایا ہو اور بوجہ عدم ضرورت کے حرف استفہام گر گیا ہو"۔ [تنزیہ الانبیاء و الآئمہ صفحہ 63]

اور رہی بات جہاں بخاری میں استفہام انکاری بغیر ہمزہ کے حدیث قرطاس میں الفاظ ہیں تو اس کا جواب بھی وہی ہے جو اس شیعہ عالم نے دیا چنانچہ اسی واقعہ جناب ابراہیم علیہ السلام پر ملحدوں کو جواب دیتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ:

"اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی صرف استفہام عوض کی موجودگی میں حذف کیا جاتا ہے جبکہ معنی استفہام میں کسی قسم کا التباس اور شک نہ رہے تو بلا عوض بھی حذف کر دیتے ہیں۔ [تنزیہ الانبیاء و الآئمہ صفحہ 64]

اور اسی جواب کو اس کتاب کے حاشیہ و ترجمہ کرنے والے دو شیعہ علماء شریف حسین اور محمد حسن جعفری نے نقل کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ [تنزیہ الانبیاء و الآئمہ صفحہ 60]

واقعہ قرطاس کے حوالے سے ہمارا جواب بھی یہی ہے اور اسی استفہام انکاری کے مؤقف پر ایک تو لغت و عربی کے الفاظ دلالت کرتے ہیں اور دوسرا اصحابہ کرام کا ان الفاظ کو کہنے کے باوجود رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے کے بارے میں جو الفاظ ہیں کہ **استفھموہ** یعنی آپ ﷺ سے پوچھو۔ تو وہ دلالت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بخار کی شدت کے حوالے سے جس کیفیت کا ذکر کیا اس کی نفی کر رہے ہیں ورنہ ایسے شخص سے بھلا کیوں کر سوال ہو سکتا ہے جس کو سائل بذات خود ہوش میں ہی نہیں سمجھ رہا یہ الفاظ یہ ثابت کر رہے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اللہ ﷺ کی ایسی کیفیت سے انکار کیا۔ یہ تھا اس صورت میں جواب کہ جب یہاں اس واقعہ میں **ھجر** کا معنی ہذیان کا ہی تسلیم کر لیا جائے۔ جب کہ اہل سنت کو اس معنی سے ہی انکار ہے کہ یہاں **ھجر** کا یہ معنی لیا جائے۔

دوسری صورت: ھجر کا صحیح مفہوم:

اب ہم اس کے دوسرے معنی کی طرف آتے ہیں جو قرائن و شواہد سے بھی ثابت ہیں اس کی شرح یہ ہے کہ لغت کی تمام کتب قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی محتاج ہوتی ہے لغت نے بھی معنی کرتے وقت قرائن و شواہد کا بالخصوص خیال رکھا ہے ورنہ صرف واقعہ قرطاس ہی نہیں خود شیعہ علماء کسی ملحد کو قرآن و شیعہ کتب پر اعتراضات کے کبھی جواب نہیں دے سکتے۔ واقعہ قرطاس میں لفظ ھجر قرائن کے اعتبار سے جدائی علیحدگی کے معنی پر دلالت کر رہا ہے۔

1. لا تضلوا بعده ابدا۔ "میرے بعد نہ بھولو گے"۔ یہ وفات کی طرف اشارہ ہے۔
2. دوسرا قرینہ آپ کی بیماری کے دن چل رہے تھے۔

یہ دونوں قرینے اس پر دلالت کر رہے ہیں کہ یہاں ھجر کا مطلب "دنیا سے رخصت ہونا ہے۔ قرآن مجید میں ھجر کے اس معنی کے مندرجہ ذیل مقامات پر دلائل موجود ہیں:

1. وَاصۡبِرۡ عَلٰى مَا يَقُوۡلُوۡنَ وَاهۡجُرۡهُمۡ هَجۡرًا جَمِيۡلًا ﴿۱۰﴾

اور جو کچھ وہ کہیں تو سہتا رہ اور وضع داری کے ساتھ ان سے الگ تھلگ رہ۔ [سورہ مزمل آیت 10]

2. الّٰتِىۡ تَخَافُوۡنَ نُشُوۡزَهُنَّ فَعِظُوۡهُنَّ وَاهۡجُرُوۡهُنَّ فِى الۡمَضَاجِعِ ﴿۳۴﴾

جن عورتوں کی نافرمانی اور بد دماغی کا تمہیں خوف ہو انہیں نصیحت کرو اور انہیں الگ بستروں پر چھوڑ دو۔ [سورہ النساء آیت 34]

یہاں پر بھی ہجر کا معنی جدا ہونا ثابت ہوتا ہے۔

3. اسی طرح امام حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے بھی یہ لکھا ہے کہ ہجر کا معنی چھوڑنا ہے یہ لفظ وصل کی ضد ہے۔ [فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد نہم صفحہ 198]

بالفرض ہذیان کے معنیٰ کو لیا جائے

شیعوں کے الزام کو فرضی طور پر قبول کر کے اس کا رد بلیغ

ہم یہ جواب اس صورت میں دے رہے ہیں کہ جب ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے کسی چیز کو قبول نہ کیا جائے تو اس کے لیے یہاں ہم ہذیان پر بھی گفتگو کر دیتے ہیں شرح اس کی یہ ہے کہ "ھجر" ہذیان لغت عرب میں دو قسم میں استعمال ہوتا ہے۔

- ایک وہ قسم جو انبیاء کرام علیہم الرضوان کو بھی ہوتا ہے اس میں تو کسی کا کوئی اختلاف نہیں اور اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ آواز کا بیٹھ جانا، غلبہ خشکی کا زبان پر ہو یا بولنے کے آلات گوئی کمزور پڑ جائیں جس کی وجہ سے الفاظ کی ادائیگی میں مشکل ہو اور الفاظ سننے میں اچھی طرح سنے نہ جا سکیں ان میں سے کسی بھی حالت کے ہونے کی وجہ سے انبیاء کرام کو کوئی نقصان نہیں کیونکہ یہ عارضوں اور بیماری کی وجہ ہیں بشری تقاضوں سے انبیاء کرام بری تو نہیں ہوتے۔
- دوسری قسم یہ ہے کہ بسبب غشی اور بخار کا دماغ پر اثرات ہوتے ہیں جیسا کہ شدت تپ میں ہوتا ہے اور اکثر گفتگو نادرست غیر منظم خلاف مقصود زبان پر جاری ہوتی ہے۔ اور یہ معاملات اگرچہ جسم پر ایسی کیفیت کی وجہ

سے پیدا ہوتے ہیں لیکن ان کا اثر روح تک پہنچتا ہے۔ علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے بعض قسم جنون سے قیاس کر کے منع جانتے ہیں اور بعض نیند پر قیاس کر کے جائز بتاتے ہیں۔ اور جس سبب سے یہ عارضہ لاحق ہوتا ہے وہ سب انبیاء کرام کو بھی لاحق ہوتے ہیں جیسا کہ غشی کا وقوع حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہوا جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔

البتہ اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء کرام کو بسبب نبوت و بزرگی ان کو بحالت غشی ہو بے ہوشی میں بھی محفوظ رکھتا ہے اور قول و فعل جو مرضی ہو حق ہی ہوتا ہے۔ اور خوب ظاہر ہے کہ اس حالت کو جنون پر قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے جنون کی حالت میں اول اثرات روح پر ہوتے ہیں جو ہمیشہ مضبوط رہتے ہیں بخلاف اس حالت کے کہ روح میں ہر گز اختلال نہیں رہتا۔ بلکہ آلات بدن کے سبب غلبہ مخالفت کے جو مرض ہے جب روح توجہ اس کی ختم کرنے کی کرتی ہے تو اس کے ماتحت نہیں رہتی اس وجہ سے یہ والی حالت ہمیشہ نہیں رہتی پس یہ والی یا نیند کی طرح ہے جو انبیاء کرام کو بھی لاحق ہوتی ہے اس میں اور حالت بیداری میں فرق ہے۔ نیند میں نزول احکام سے یہ ہستیاں خبر دار ہوتی ہیں ساتھ اس کے کہ احکام نیند کے ان کاموں میں جو ہاتھ پاؤں اور آنکھ کان سے متعلق ہیں اثر کرتے ہیں اور نماز کا جاتے رہنا اور بے خبری اس کے وقت نکل جانے سے ظاہر ہوتی ہے خود سہو و نسیان بھی انبیاء کرام کو لاحق ہوتا ہے جیسا کہ شیعہ کتب گواہ ہیں ملاحظہ فرمائیں:

1. [الاستبصار کتاب الصلاۃ باب السہو فی الصلاۃ رقم روایت 1391]

اور تو اور خود شیعہ مصادر میں دماغی عارضہ تو بہت چھوٹی بات ہے انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں کفر تک کو نقل کیا گیا ہے (نعوذ باللہ)۔ بھلا جن کے مذہب میں انبیاء کرام کے بارے میں کفر تک کو تسلیم کیا گیا ہے ان کے ہاں ہذیان جیسی چیزوں کا صدور کیونکر انبیاء کرام کے لیے توہین ہو سکتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں شیعہ مذہب کی بنیادی کتاب:

2. [اصول کافی جلد اول کتاب الایمان والکفر باب فی اصول کفر وارکانہ روایت 2473]

اب اس پر امامیہ حضرات مجلسی وغیرہ نے جو بھی تشریحات و تاویلات کی ہوئی ہیں اس سے ہماری غرض نہیں کیونکہ کہ جو مذہب کسی دوسرے کو اپنی روایات پر تاویلات و تشریحات کا حق نہیں دیتا یا اس کو تسلیم نہیں کرتا اس کو بھی اپنے مصادر کی اس جیسی روایات پر صفائی پیش کرنے کا کوئی حق نہیں۔

جو کچھ اس واقعہ میں نبی کریم ﷺ سے خلاف عادت ظہور ہوا جیسا کہ اگر اس سے بعض حاضرین کو وہم پیدا بھی ہوا کہ مبادا اختلاط کے کلام کی قسم سے ہونا ایسے مریضوں میں ظاہر ہوتا ہے تو بعید بھی نہیں اور نہ یہ قابل اعتراض بات ہے۔ خصوصی طور پر اس وقت جب آپ ﷺ کو شدت درد اور تپ نے آپ ﷺ پر بہت ہی اثر کیا۔ یہ سب باتیں اس صورت میں ہیں جب کہ دوسری قسم مراد لی جائے جس کو ابھی آخر میں ہم نے ڈسکس کیا۔ اور اگر پہلی قسم مراد ہو سرے سے اعتراض ہی نہیں رہتا۔

امام زین العابدین رحمہ اللہ کے شیعہ نے ان کی طرف ہذیان کی نسبت کی:

آج کل شیعہ اصحاب محمد علیہم السلام کو مطعون کرنے کیلئے بڑا زور لگاتے ہیں کہ جی معصوم کو ہذیان نہیں ہو سکتا مگر کیا کیجئے کہ جبکہ ابتدائی شیعوں میں ان کا اپنے آئمہ کو ہذیان سے متصف کرنا ثابت ہے۔ جیسے ابو عبد اللہ جعفر بن محمد کہتے ہیں کہ:

ترجمہ: علی بن حسین رحمہ اللہ کا وقت موت آیا تو انہوں نے کہا اے محمد یہ کون سی رات ہے؟ فرمایا فلاں فلاں رات۔ کہا مہینہ کتنا گزر چکا۔ کہا اتنا اور اتنا۔ کہا کتنا باقی ہے کہا اتنا اور اتنا۔ تو کہنے لگے یہی رات جس کا مجھ سے وعدہ تھا۔ پھر وضو کیلئے برتن منگوایا تو کہا اس میں چوہا ہے۔ تو بعض حضرات نے کہا اسے ہذیان ہو گیا ہے۔ تو کہنے لگے چراغ لاؤ اور دیکھو اس میں چوہا ہے۔ [دلائل امامہ جلد اول تحت امام زین العابدین رحمہ اللہ صفحہ

[208

شیعہ مذہب میں نبوت سے زیادہ امامت افضل ہے۔ جو نبوت کی تمام خصوصیات کی نا صرف حامل ہے بلکہ یہ کارخانہ قدرت یعنی کائنات ہی انہیں کے توسط سے وجود میں آئی ہے تو یہاں پر خود ان کے شیعہ نے اپنے معصوم پر ہذیان کی نسبت کی ہوئی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ شیعہ اپنے آباء واجداد کے بارے میں کیا کہیں گے؟

پانچویں اعتراض کا محاسبہ۔

کیا رسول اللہ ﷺ خلافت کی وصیت لکھوانا چاہتے تھے؟

واقعہ قرطاس کے حوالے سے پانچواں اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کو اہل بیت کی خلافت رقم کرانے میں رکاوٹ ڈالی جس کی وجہ سے آپ ﷺ وصیت خلافت نہ لکھوا سکے جیسا کہ شیعہ کے علماء نے واقعہ قرطاس پر بحث کرتے ہوئے یہ لکھا ہے چنانچہ محمد حسین سرگودھوی رقم طراز ہے کہ:

- پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنے آخری لمحات میں چاہا کہ ایک ایسا وثیقہ لکھ دیں جس کے بعد اہل اسلام گمراہی نہ ہوں مگر حضرت ثانی آڑے آئے اور صاف کہہ دیا کہ (ان الرجل لیھجر) (معاذ اللہ) رسول کو ہذیان ہو گیا ہے حسبنا کتاب اللہ۔ ابن عباس اس واقعہ کو یاد کر کے اس قدر رویا کرتے کہ پاس والے سنگریزے تر ہو جاتے۔ اس سے معلوم ہوا اگر رسول خدا ﷺ وہ مخصوص وصیت نامہ لکھنے میں کامیاب ہو جاتے اور وہ عامتہ المسلمین کو مل جاتا تو وہ آنحضرت کی وفات کے بعد چاہ ضلالت میں نہ پڑتے اور نہ کسی کو جرات ہوتی کہ وہ امام حسین علیہ السلام کو شہید کرے کیونکہ اس صورت میں نہ خلیفہ اول کا دور ہوتا۔ نہ ثانی کا

نہ ثالث کا۔ [سعادت دارین فی مقتل الحسین نواں باب صفحہ 133]

اسی طرح شیعہ عالم صادق نجمی رقم طراز ہے کہ:

- پس یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ جس وغیرہ کو فراموش کا نام دیا گیا وہ صرف اہل بیت کی حاکمیت اور بالاخص علی علیہ السلام کی خلافت کا مسئلہ تھا۔ [صحیحین کا ایك مطالعہ فصل ھشتم صفحہ 580]

ان دو شیعہ مصنفین کی عبارات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب کے ہاں جس وصیت کا ذکر واقعہ قرطاس کے تحت ہے وہ خلافت اہل بیت کے متعلق تھی۔ مگر یاد رہے کہ:

1. جس طرح شیعہ مذہب کے تقریباً تمام عقائد و مسائل میں تضاد ہے اسی واقعہ قرطاس کے حوالے سے بھی یہ کسی ایک پیج پر نہیں ہیں۔ شرح اس کی یہ ہے کہ ان دو شیعہ علماء کے نظریات ہی دیکھ لیں ایک کہ رہا ہے وصیت لکھوانے ہی نہ دی گئی جبکہ دوسرا کہ رہا ہے وصیت تو خلافت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے بتا دیا لیکن اس تیسری خلافت والی وصیت کو راوی بھول گئے۔

شیعہ ہمارے مصادر میں یہ واقعہ قرطاس کے حوالے سے کسی روایت سے بھی یہ باطل مدعا ثابت نہیں کر سکتے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل بیت کے بارے میں خلافت کی وصیت کرنا تھی یا کر دی اور اسی وصیت کو راوی بھول گئے یہ ہمارا چیلنج تمام دنیائے شیعیت کو ہے۔ جس راوی پر تیسری وصیت خلافت کو فراموش کرنے کی تہمت شیو لگا رہے ہیں اسی راوی کی روایت سے استدلال بھی کر رہے ہیں تیری وصیت کے بارے سوائے شیعہ امامیہ کے کسی کو یہ خواب نہیں آیا کہ وہ اہل بیت کے لیے خلافت کے بارے تھی.

2. اگر شیعہ مذہب کے ان اکابرین کی واقعہ قرطاس کے حوالے سے دعویٰ خلافت کو تسلیم کیا جائے تو اس دعویٰ کی صورت میں شیعہ کو بہت ساری روایات و نظریات سے ہاتھ دھونا پڑھیں گے شرح اس کی یہ ہے کہ

پھر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ واقعہ قرطاس سے پہلے کبھی بھی رسول اللہ ﷺ نے جناب علی علیہ السلام کی خلافت کے حوالے سے کوئی حکم صحابہ کرام کو نہیں دیا پھر یہ ماننا پڑے گا کہ:

- ✓ دعوت ذوالعشیرہ میں جناب علی علیہ السلام کی کسی خلافت کا کوئی تذکرہ نہیں ہوا۔ [تفسیر عیاشی جلد اول صفحہ 402]
- ✓ غدیر خم کے مقام پر جناب علی علیہ السلام کے بارے کسی خلافت کا کوئی اعلان نہیں ہوا۔ [تفسیر فرات کوفی جلد اول صفحہ 151]
- ✓ رسول اللہ ﷺ کی حرص کے باوجود مولا علی علیہ السلام کو خلیفہ نہیں بنایا گیا۔ [تفسیر برھان جلد اول تفسیر سورہ آل عمران آیت 128. صفحہ 314]
- ✓ رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام کے بارے میں خلافت کی خبر دے دی۔ [تفسیر قمی جلد دوم صفحہ 376]
- ✓ لیکن حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کے اعلان کا کہیں نام نشان نہیں۔ بلکہ حضرت علی علیہ السلام کی بجائے اللہ نے جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام کو خلافت پیش کی تو انہوں نے قبول فرمالی۔ [ترجمہ وحاشیہ مقبول صفحہ 682]

یہ سب روایات یہ ثابت کرتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف سے خلافت کا اعلان جن جن مذکورہ بالا مقامات پر ہونے کا شیعہ دعویٰ کرتے ہیں یہ دعویٰ جھوٹ پر مبنی ہے۔ اگر ان مذکورہ مقامات پر مولا علی علیہ السلام کی خلافت کا اعلان کیا گیا تو پھر واقعہ قرطاس کے حوالے سے شیعہ مذہب کا یہ دعویٰ والزام جھوٹا ہو جائے گا کہ جناب عمر فاروق اعظم علیہ السلام نے جناب علی علیہ السلام کی خلافت کے اعلان کرنے میں رکاوٹ ڈالی۔ شیعہ مذہب بھی عجیب ہی طرح کا گورکھ دھندہ ہے کہ ایک دعوی کرتے ہیں تو دوسرے کی نفی کر بیٹھتے ہیں اور دوسرے کو پکڑنے

لگتے ہیں تو پہلے کا جنازہ نکال بیٹھتے ہیں۔

شیعہ مصنف کی کذب بیانی:

واقعہ قرطاس پر بحث کرتے ہوئے صادق نجمی نے یہ صحیح بخاری کی روایت کے حوالے سے جو جھوٹ بولا ہے کہ راوی جس وصیت کو بھول گئے وہ حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کی وصیت تھی اس جھوٹ کو خود مولا علی علیہ السلام کی اپنی روایت جو اسی بخاری میں ہے اس جھوٹا ثابت کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ، وَكَانَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ أَحَدَ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تِيبَ عَلَيْهِمْ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَقَالَ النَّاسُ: يَا أَبَا حَسَنٍ، كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللَّهِ بَارِئًا، فَأَخَذَ بِيَدِهِ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ وَاللَّهِ بَعْدَ ثَلَاثٍ عَبْدُ الْعَصَا، وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْفَ يُتَوَفَّى مِنْ وَجَعِهِ هَذَا، إِنِّي لَأَعْرِفُ وُجُوهَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عِنْدَ الْمَوْتِ، اذْهَبْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلْنَسْأَلْهُ فِيمَنْ هَذَا الْأَمْرُ؟ إِنْ كَانَ فِينَا عَلِمْنَا ذَلِكَ، وَإِنْ كَانَ فِي غَيْرِنَا عَلِمْنَاهُ، فَأَوْصَى بِنَا، فَقَالَ عَلِيٌّ

: إِنَّا وَاللَّهِ لَئِنْ سَأَلْنَاهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَنَعَنَاهَا لَا يُعْطِينَاهَا النَّاسُ بَعْدَهُ، وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أَسْأَلُهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

ترجمہ: کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ان تین صحابہ میں سے ایک تھے جن کی (غزوہ تبوک میں شرکت نہ کرنے کی) توبہ قبول ہوئی تھی۔ انہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے باہر آئے۔ یہ اس مرض کا واقعہ ہے جس میں آپ ﷺ نے وفات پائی تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ سے پوچھا: ابوالحسن! حضور اکرم ﷺ کا آج مزاج کیسا ہے؟ صبح انہوں نے بتایا کہ الحمدللہ اب آپ کو افاقہ ہے۔ پھر عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ تم، خدا کی قسم تین دن کے بعد زندگی گزارنے پر تم مجبور ہو جاؤ گے۔ خدا کی قسم، مجھے تو ایسے آثار نظر آرہے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ اس مرض سے صحت نہیں پاسکیں گے۔ موت کے وقت بنو عبدالمطلب کے چہروں کی مجھے خوب شناخت ہے۔ اب ہمیں آپ کے پاس چلنا چاہیے اور آپ سے پوچھنا چاہیے کہ ہمارے بعد خلافت کسے ملے گی۔ اگر ہم اس کے مستحق ہیں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا۔ [صحیح بخاری رقم حدیث 4447]

یہ واقعہ قرطاس کے بھی بعد ہوا جس سے ثابت ہوا کہ صادق نجمی وغیرہ نے وصیت کے بارے میں جو کہا تھا وہ حضرت علی علیہ السلام کی اس روایت نے جھٹلا دیا اگر وصیت کی گئی ہوتی تو حضرت علی علیہ السلام کو نہ پوچھنے اور جناب عباس علیہ السلام کو پوچھنے پر اصرار کیوں ہوتا۔

لن تضلوا اور حضرت ابوبکر صدیق علیہ السلام کی خلافت بلافصل:

ہم کہتے ہیں کہ اس مقام پر اگر رسول اللہ ﷺ کا کسی خلافت کے اعلان کا ارادہ تھا بھی تو وہ سیدنا ابوبکر صدیق علیہ السلام کی خلافت کا اعلان تھا۔ اور اس لیے تحریر لکھوانے کا بھی ارادہ ہوا ہوگا کہ بعد میں کوئی چاہنے والا اپنی

راہ نکالنے کی کوشش نا کرے۔ یہ ارادہ جناب علی علیہ السلام کو بھی بخوبی معلوم تھا اسی لیے جناب عباس علیہ السلام کے اصرار کے باوجود ساتھ نا ہوئے کہ مبادا رسول اللہ ﷺ بالکلیہ ہی انکار نا فرما دیں۔ ہمارے اس دعوی پر سند موجود ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارادے سے دوات قلم منگوانے کا فرمایا تھا تاکہ اپنے جانشین کے بارے لکھوائیں اور پھر خود اس کو ملتوی فرما دیا چنانچہ جناب عبد الرحمن بن ابی بکر علیہما السلام فرماتے ہیں کہ:

1. قال رسول الله صلى الله عليه وآله ائتني بدواة وكتف اكتب لكم كتابا لن تضلوا بعده ابدا ثم ولأنا قفاه ثم اقبل علينا فقال يأبى الله والمؤمنون الا أبا بكر.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے پاس قلم و دوات لے آؤ میں تمہیں تحریر لکھ دوں تاکہ تم (کبھی بھی گمراہ نہ ہو) کبھی نہ بھولو، پھر رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف پشت کر لی کچھ دیر بعد آپ ﷺ نے چہرہ انور ہماری طرف کیا اور فرمایا: جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام کے علاوہ اللہ تعالیٰ اور مومنین انکار کر رہے ہیں۔

[مستدرک حاکم جلد پنجم صفحہ 190۔ رقم حدیث 6016]

اس حدیث کو دو پہلوؤں ہیں: **اول**۔ پہلے آپ ﷺ اپنے ارادے سے جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام کے لیے خلافت لکھوانا چاہتے تھے۔ **دوم**۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی جب آپ ﷺ نے منہ دوسری طرف پھیرا۔ اور وحی یہی تھی کہ لکھوانے کی ضرورت نہیں کیوں اللہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان کی خلافت پر راضی ہوں گے۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ صادق نجفی شیعہ کا دعویٰ بھی جھوٹا ہے کہ تیسری وصیت لکھوانے والی جناب علی علیہ السلام کی خلافت تھی۔ مستدرک کی روایت سے ملتی جلتی اور بھی روایات موجود ہیں چنانچہ صحیح بخاری میں موجود

ہے کہ:

2. حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: وَارَأْسَاهْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَاكِ لَوْ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ فَأَسْتَغْفِرُ لَكِ وَأَدْعُو لَكِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: وَاثُكْلِيَاهْ، وَاللَّهِ إِنِّي لَأَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِي، وَلَوْ كَانَ ذَاكَ لَظَلَلْتَ آخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ أَزْوَاجِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَلْ أَنَا وَارَأْسَاهْ، لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ فَأَعْهَدَ، أَنْ يَقُولَ الْقَائِلُونَ أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّونَ، ثُمَّ قُلْتُ: يَأْبَى اللَّهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ، أَوْ يَدْفَعُ اللَّهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُونَ.

ترجمہ: حضرت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا (اپنے سر درد پر) ہائے سر پھٹا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر تم مرجاؤ اور میں زندہ رہا تو میں تمہارے لیے مغفرت کروں گا اور تمہارے لیے دعا کروں گا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پر کہا افسوس میرا خیال ہے کہ آپ میری موت چاہتے ہیں اور اگر ایسا ہو گیا تو آپ دن کے آخری وقت ضرور کسی دوسری عورت سے شادی کرلیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تو نہیں بلکہ میں اپنا سر دکھنے کا اظہار کرتا ہوں۔ میرا ارادہ ہوا تھا کہ ابوبکر اور ان کے بیٹے کو بلا بھیجوں اور انہیں (ابوبکر کو) خلیفہ بنادوں تاکہ اس پر کسی دعویٰ کرنے والے یا اس کی خواہش رکھنے والے کے لیے کوئی گنجائش نہ رہے لیکن پھر میں نے سوچا کہ اللہ خود (کسی دوسرے کو خلیفہ) نہیں ہونے دے گا اور مسلمان بھی اسے دفع کریں گے۔ یا (آپ نے اس طرح فرمایا کہ) اللہ

دفع کرے گا اور مسلمان کسی اور کو خلیفہ نہ ہونے دیں گے۔ [صحیح بخاری رقم حدیث 7217]۔ [مسند احمد جلد ششم صفحہ 106]۔ [صحیح مسلم رقم حدیث 2387]

جناب علی علیہ السلام کے لیے بالخصوص کوئی وصیت نہیں کی گئی:

شیعہ حضرات کا یہ جھوٹی کہ قرطاس و قلم مانگنا کا مقصد جناب علی علیہ السلام کی خلافت لکھوانا تھا اس دعویٰ کا بطلان ہماری گزشتہ کئی حوالوں میں کافی ہو شافی ہو گیا ہے۔ اب مزید بالخصوص حضرت علی علیہ السلام کے حوالے سے وصیت رسول کی نفی پر روایات صحیحہ ملاحظہ فرمائیں۔

1. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِعَلِيٍّ هَلْ عِنْدَكُمْ كِتَابٌ؟ قَالَ: لَا، إِلَّا كِتَابُ اللَّهِ، أَوْ فَهْمٌ أُعْطِيَهُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ أَوْ مَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ، قَالَ: قُلْتُ، فَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ؟ قَالَ: الْعَقْلُ وَفَكَاكُ الْأَسِيرِ، وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ.

ترجمہ: ابی جحیفہ کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کوئی (اور بھی) کتاب ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں، مگر اللہ کی کتاب قرآن ہے یا پھر فہم ہے جو وہ ایک مسلمان کو عطا کرتا ہے۔ یا پھر جو کچھ اس صحیفے میں ہے۔ میں نے پوچھا، اس صحیفے میں کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا، دیت اور قیدیوں کی رہائی کا بیان ہے اور یہ حکم کہ مسلمان، کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔ [صحیح بخاری رقم حدیث 111]

2. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا أَزْهَرُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ،

عَنِ الأَسْوَدِ، قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَى إِلَى عَلِيٍّ، فَقَالَتْ: مَنْ قَالَهُ؟ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّي لَمُسْنِدَتُهُ إِلَى صَدْرِي، فَدَعَا بِالطَّسْتِ فَانْخَنَثَ فَمَاتَ، فَمَا شَعَرْتُ، فَكَيْفَ أَوْصَى إِلَى عَلِيٍّ؟.

ترجمہ: حضرت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے اس کا ذکر آیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوئی (خاص) وصیت کی تھی؟ تو انہوں نے بتلایا کون کہتا ہے، میں خود نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھی، آپ میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، آپ نے طشت منگوایا، پھر آپ ایک طرف جھک گئے اور آپ کی وفات ہو گئی۔ اس وقت مجھے بھی کچھ معلوم نہیں ہوا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ نے کب وصی بنا دیا؟

[صحیح بخاری رقم حدیث 4459]

3. حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، عَنْ طَلْحَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَوْصَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: لَا، فَقُلْتُ: كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أَوْ أُمِرُوا بِهَا؟ قَالَ: أَوْصَى بِكِتَابِ اللَّهِ.

ترجمہ: جناب طلحہ بن مصرف رحمت اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ نے کسی کو وصی بنایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا کہ لوگوں پر وصیت

کرنا کیسے فرض ہے یا وصیت کرنے کا کیسے حکم ہے؟ انہوں نے بتایا کہ آپ نے کتاب اللہ کے مطابق عمل کرتے رہنے کی وصیت کی تھی۔ [صحیح بخاری رقم حدیث 4460]

4. حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى أَوْصَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ قَالَ لَا قُلْتُ فَكَيْفَ أَمَرَ الْمُسْلِمِينَ بِالْوَصِيَّةِ قَالَ أَوْصَى بِكِتَابِ اللَّهِ قَالَ مَالِكٌ وَقَالَ طَلْحَةُ بْنُ مُصَرِّفٍ قَالَ الْهُزَيْلُ بْنُ شُرَحْبِيلَ أَبُو بَكْرٍ كَانَ يَتَأَمَّرُ عَلَى وَصِيِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَّ أَبُو بَكْرٍ أَنَّهُ وَجَدَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدًا فَخَزَمَ أَنْفَهُ بِخِزَامٍ.

ترجمہ: حضرت طلحہ بن مصرف رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا اللہ کے رسول ﷺ نے کسی چیز کے بارے میں وصیت فرمائی تھی؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: تو آپ ﷺ نے مسلمانوں کو وصیت کا حکم کیسے دیا؟ انہوں نے فرمایا: آپ نے اللہ کی کتاب (پر عمل کرنے) کی وصیت کی تھی۔ حضرت ہذیل بن شرحبیل رحمہ اللہ نے کہا: کیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے وصی کو (جو حضرت علی کو قرار دیا جاتا ہے) نظر انداز کرکے امیر بن سکتے تھے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تو یہ چاہتے تھے کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کی کسی کے حق میں وصیت مل جاتی، خواہ وہ ان کی ناک میں نکیل ڈال لیتا۔ [سنن ابن ماجہ رقم حدیث 2696]

اس کے علاوہ جناب علی علیہ السلام سے بھی کئی روایات ایسی منقول ہیں جن سے خلافت کی وصیت کی نفی

ہوتی ہے چنانچہ حضرت علی علیہ السلام خود روایت کرتے ہیں کہ:

5. ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کی آخری بات یہ تھی "نماز نماز اور اپنے غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرنا"۔ [سنن ابوداؤد رقم حدیث 5156] ۔ [سنن ابن ماجہ رقم حدیث 2698] ۔ [ادب المفرد باب حسن ملکہ رقم حدیث 158]

6. ترجمہ: حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی طبیعت ناساز ہوئی تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا اے علی ایک طبق لے آؤ تا کہ میں اس میں وہ بات لکھ دوں جس سے میری امت گمراہ نہ ہو۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ میں طبق لینے جاؤں تو پیچھے سے آپ ﷺ کی وفات نہ ہو جائے اس لیے میں نے عرض کیا کہ میں اپنی کف میں موجود صحیفہ میں محفوظ کر لوں گا اس وقت آپ کا سر میری بازو اور کہنی کے درمیان تھا آپ ﷺ نماز، زکوٰۃ اور غلاموں کے بارے میں وصیت فرمارہے تھے ۔ [مسند احمد جلد اول مسندات علی علیہ السلام] ۔ [ادب المفرد للبخاری رقم حدیث 156] ۔ [طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ 243]

باب اول

کے حوالہ جات کا عکس

www.KitaboSunnat.c

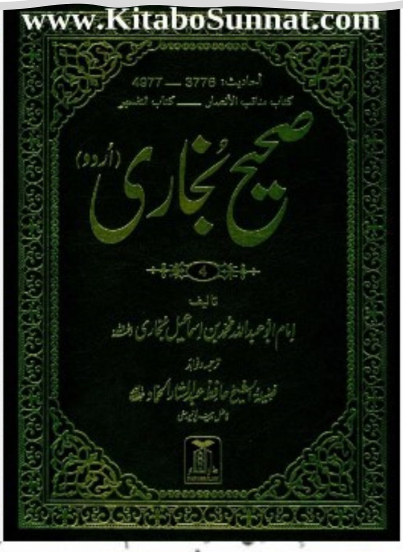

غرب ...

حتى ...

آپ کو فوت کر لیا۔

حَدَّثَنَا ... عَنِ ... رَضِيَ ... لَهُ ... مِثْلُهُ، ... ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ [النصر: ١] فَقَالَ: أَجَلُ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَعْلَمَهُ إِيَّاهُ، فَقَالَ: مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ.

[راجع: ٣٦٢٧]

[4430] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے کہا: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مجھے اپنے قریب بٹھایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے انھیں کہا: ان جیسے ہمارے بھی بیٹے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقیناً تم ان کا مقام جانتے ہو۔ پھر آپ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ کے متعلق پوچھا: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو آپ کی وفات کی اطلاع دی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی اس آیت کریمہ سے وہی جانتا ہوں جو آپ جانتے ہیں۔

٤٤٣١ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَوْمُ الْخَمِيسِ، وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ؟ اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَجَعُهُ فَقَالَ: «ائْتُونِي أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا»، فَتَنَازَعُوا وَلَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ، فَقَالُوا: مَا شَأْنُهُ أَهَجَرَ؟ اسْتَفْهِمُوهُ، فَذَهَبُوا يَرُدُّونَ عَلَيْهِ فَقَالَ: «دَعُونِي فَالَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي إِلَيْهِ»، وَأَوْصَاهُمْ بِثَلَاثٍ، قَالَ: «أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَأَجِيزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيزُهُمْ»، وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ - أَوْ قَالَ: فَنَسِيتُهَا -.

[راجع: ١١٤]

[4431] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے جمعرات کے دن کا ذکر کیا اور فرمایا تمھیں معلوم بھی ہے کہ جمعرات کے دن کیا ہوا تھا؟ اس دن رسول اللہ ﷺ کے مرض میں شدت پیدا ہوئی۔ اس وقت آپ نے فرمایا: ''تم میرے پاس آؤ، میں تمھیں کوئی دستاویز لکھ دوں کہ اس کے بعد تم کبھی صحیح راستے کو نہ چھوڑو گے۔'' لیکن وہاں اختلاف ہو گیا، حالانکہ نبی ﷺ کے سامنے اختلاف نہیں ہونا چاہیے تھا۔ کچھ لوگوں نے کہا: آپ کا کیا حال ہے؟ کیا آپ شدت مرض کی وجہ سے بے معنی کلام کر رہے ہیں؟ آپ سے بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ اس کے بعد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ سے پوچھنے لگے تو آپ نے فرمایا: ''جاؤ، میں جس کام میں مشغول ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کے لیے تم کہہ رہے ہو۔'' اس کے بعد آپ نے صحابۂ کرام کو تین چیزوں کی وصیت فرمائی: آپ نے فرمایا: ''مشرکین کو جزیرۂ عرب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

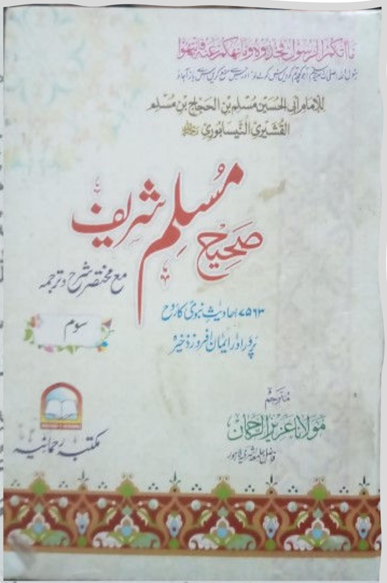

كتاب فضائل الصحابة ۳۵۹

طرح حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے تھے۔ سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ حضرت سعید کہتے ہیں کہ میں نے چاہا کہ میں خود یہ حدیث حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے سنوں تو میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ میں نے اُن کو وہ حدیث بیان کی کہ جو حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کی تھی تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میں نے یہ حدیث سنی ہے۔ تو میں نے کہا: کیا آپ نے یہ حدیث سنی ہے؟ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی اُنگلیاں اپنے کانوں پر رکھیں اور کہنے لگے: ہاں! میں نے یہ حدیث سنی ہے اور اگر میں نے یہ حدیث سنی نہ ہو تو میرے یہ دونوں کان بہرے ہو جائیں۔

(۶۲۱۸) حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ (عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ) قَالَ خَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيَّ ابْنَ اَبِي طَالِبٍ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُخَلِّفُنِي فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ فَقَالَ اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى غَيْرَ اَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔

(۶۲۱۸) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو (مدینہ پر) حاکم بنایا۔ جب آپ غزوہ تبوک میں تشریف لے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا: (اے علی!) کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تیرا مقام میرے ہاں ایسے ہے کہ جیسے حضرت ہارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاں۔ سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(۶۲۱۹) حَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ فِي هٰذَا الْاِسْنَادِ۔

(۶۲۱۹) حضرت شعبہ اس سند کے ساتھ روایت نقل کرتے ہیں۔

(۶۲۲۰) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَ تَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَا حَدَّثَنَا حَاتِمٌ وَهُوَ ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَمَرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسُبَّ اَبَا التُّرَابِ فَقَالَ اَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَنْ اَسُبَّهُ لَاَنْ تَكُوْنَ لِي وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ اَحَبُّ

(۶۲۲۰) حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا اور اُن سے فرمایا: تجھے ابو التراب (علی رضی اللہ عنہ) کو بُرا بھلا کہنے سے کس چیز نے منع کیا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے تین باتیں یاد ہیں کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمائی ہیں جن کی وجہ سے میں اُن کو بُرا بھلا نہیں کہتا اگر ان تین باتوں میں سے کوئی ایک بھی مجھے حاصل ہو جائے تو

٦٩٢ حدثنا أبو النضر هاشم وأبو داود قالا : حدثنا وَرْقاء عن عبد الأعلى الثعلبي عن أبي جَميلة عن علي قال : احتجم رسول الله صلى الله عليه وسلم فأمرني أن أعطي الحجامَ أجرَه .

٦٩٣ حدثنا بكر بن عيسى الراسبي حدثنا عمر بن الفضل عن نُعيم بن يزيد عن علي بن أبي طالب قال : أمرني النبي صلى الله عليه وسلم أن آتيه بطَبَقٍ يكتبُ فيه ما لا تَضِل أمتهُ من بعده ، قال : فخشيتُ أن تفوتني نفسُه ، قال : قلت : إني أحفظ وأعِي ، قال : أُوصِي بالصلاة والزكاة وما ملكتْ أيمانُكم .

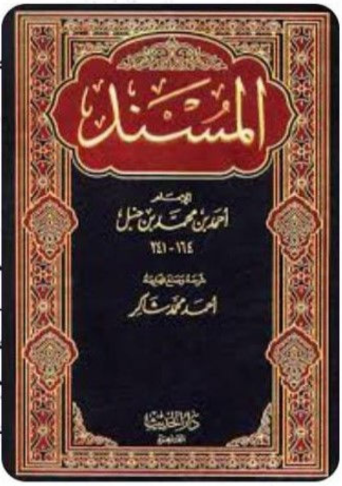

...حدثنا إسرائيل عن عبد الأعلى عن أبي عبد الرحمن ...صلى الله عليه وسلم قال : من كذب في حُلُمه

...مد] : حدثني محمد بن أبي بكر المقدَّمي حدثنا

...ضعف عبد الأعلى الثعلبي . ورقاء : هو ابن ...جميلة . هو الطهوي صاحب راية علي ، واسمه ...بان في الثقات . وسيأتي معناه أيضاً ١١٢٩ .

● (٦٩٣) إسناده حسن. عمر بن الفضل السلمي ، ويقال الحرشي ، البصري : وثقه ابن معين وابن حبان . نعيم بن يزيد : تابعي لم يروعنه غير عمر بن الفضل . قال أبو حاتم : « مجهول » . والتابعون على الستر حتى نجد فيهم جرحاً صريحاً . الطبق . بفتحتين : عظْم رقيق يفصل بين الفقارين . وكانوا يكتبون على العظام ونحوها .

● (٦٩٤) إسناده ضعيف ، لضعف عبد الأعلى الثعلبي . أبو عبد الرحمن : هو السلمي عبد الله بن حبيب . والحديث مكرر ٥٦٨ . في ع « من كذب علي في حلمه » . وزيادة كلمة « علي » خطأ لا معنى لها ، وليست في ك هـ .

● (٦٩٥) إسناده صحيح . فضيل بن سليمان النميري : ذكره ابن حبان في الثقات .

www.KitaboSunnat.com

١١٢٧ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً فَقَالَ: أَلَا تُصَلِّيَانِ؟ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللهِ، فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا، فَانْصَرَفَ حِينَ قُلْتُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُوَلٍّ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَهُوَ يَقُولُ: ﴿وَكَانَ الْإِنسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ [الكهف: ٥٤]. [انظر: ٤٧٢٤، ٧٣٤٧، ٧٤٦٥]

[1127] حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ ان کے اور اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''تم دونوں نماز (تہجد) کیوں نہیں پڑھتے۔'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہماری جانیں تو اللہ کے ہاتھ میں ہیں، جب وہ ہمیں اٹھانا چاہتا ہے اٹھا دیتا ہے۔ جب میں نے یہ بات کہی تو آپ واپس ہوگئے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ واپس جاتے ہوئے آپ اپنی ران پر ہاتھ مار رہے تھے اور فرما رہے تھے: ''انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے۔''

١١٢٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيَدَعُ الْعَمَلَ وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ

[1128] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک کام، اگرچہ وہ آپ کو پسند ہی ہوتا، اس خوف سے ترک کر دیتے تھے کہ لوگ اس پر عمل کریں گے تو وہ ان پر فرض ہو جائے گا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے نماز چاشت کبھی نہیں پڑھی لیکن میں پڑھتی ہوں۔

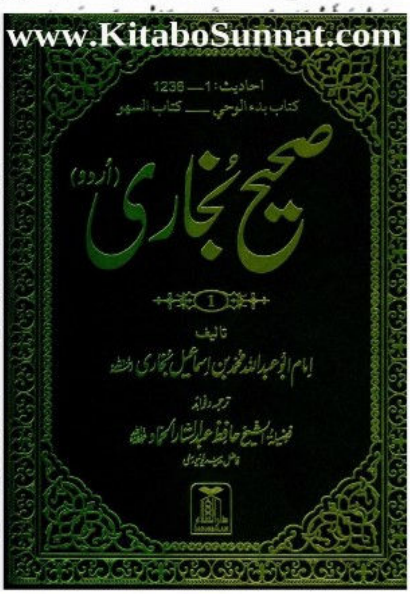

…یش خیمہ ہوتو اسے ترک کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

[1129] ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات مسجد میں نماز (تہجد) ادا کی تو لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز ادا کی۔ پھر دوسری رات بھی آپ نے اسے مسجد میں ادا کیا تو لوگ زیادہ جمع ہوگئے۔ پھر تیسری یا چوتھی رات لوگ اس سے بھی زیادہ جمع ہوگئے لیکن رسول اللہ ﷺ ان کے پاس باہر تشریف نہ لائے۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

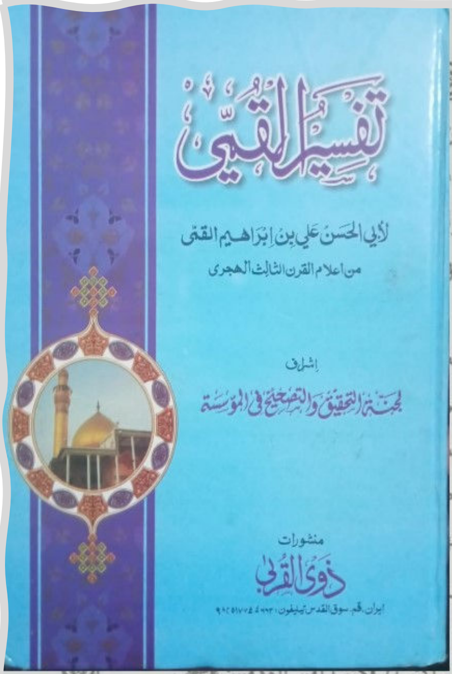

٤٨- سورة الفتح ـ آية ١/٩

وعدني أن أفتح مكة وأطوف وأسعى مع المحلقين
تقبلوا الصلح فحاربوهم، فمروا نحو قريش وهم
أصحاب رسول الله ﷺ هزيمة قبيحة، ومروا برسو
علي! خذ السيف واستقبل قريشاً، فأخذ أمير المؤ
نظروا إلى أمير المؤمنين عليه السلام تراجعوا وقالوا: يا
وتراجع أصحاب رسول الله ﷺ مستحيين وأقبلوا ي
الله ﷺ: ألستم أصحابي يوم بدر إذ أنزل الله فيك
مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ﴾(١)، ألستم أص
أحد والرسول يدعوكم في أخراكم، ألستم أصح
فاعتذروا إلى رسول الله ﷺ وندموا على ما كان من
لك. ورجع حفص بن الأحنف وسهيل بن عمرو إلى
قريش إلى ما اشترطت عليهم من إظهار الإسلام
الله ﷺ بالمكتب، ودعا أمير المؤمنين عليه السلام وقال له: اكتب، فكتب أمير المؤمنين عليه السلام:
«بسم الله الرحمن الرحيم» فقال سهيل بن عمرو: لا نعرف الرحمن اكتب كما كان يكتب آباؤك باسمك اللهم، فقال رسول الله ﷺ: اكتب باسمك اللهم فإنه اسم من أسماء الله، ثم كتب: هذا ما تقاضى عليه محمد رسول الله ﷺ والملأ من قريش، فقال سهيل بن عمرو: لو علمنا أنك رسول الله ما حاربناك اكتب هذا ما تقاضى عليه محمد بن عبد الله أتأنف من نسبك يا محمد! فقال رسول الله أنا رسول الله وإن لم تقرّوا، ثم قال: امح يا عليُّ واكتب محمد بن عبد الله، فقال أمير المؤمنين عليه السلام: ما أمحو اسمك من النبوة أبداً، فمحاه رسول الله ﷺ بيده، ثم كتب: هذا ما اصطلح عليه محمد بن عبد الله والملأ من قريش وسهيل بن عمرو، واصطلحوا على وضع الحرب بينهم عشر سنين، على أن يكف بعضنا عن بعض، وعلى أنه لا إسلال ولا إغلال، وأن بيننا وبينهم غيبة مكفوفة، وأنه من أحب أن يدخل في عهد محمد وعقده فعل، وأن من أحب أن يدخل في عهد قريش وعقدها فعل، وأنه من أتى من قريش إلى أصحاب محمد بغير إذن وليّه يرده إليه، وأنه من أتى قريشاً من أصحاب محمد لم يرده إليه، وأن يكون الإسلام ظاهراً بمكة، لا يكره أحد على دينه، ولا يؤذى، ولا يعيّر، وأن محمداً يرجع عنهم عامه هذا وأصحابه، ثم يدخل علينا في العام القابل مكة، فيقيم فيها ثلاثة أيام، ولا يدخل عليها بسلاح إلا سلاح المسافر السيوف في القراب وكتب علي بن أبي طالب وشهد على الكتاب المهاجرون

(١) سورة الأنفال، الآية: ٩.

— ٧٧ —

تأويل خبر آخر

روى محمد بن الحنفيّة رحمة الله عليه عن أبيه أمير المؤمنين عليه السلام قال: كان قد كَثُرَ على مارِيَة القِبْطِيّة أم إبراهيم فى ابن عم لها قِبطِيّ كان يزورها ، ويختلف إليها ، فقال لى النبي صلى الله عليه وآله : « خذ هذا السيف وانطلِق ، فإن وجدتَه عندها فاقتله ». قلت : يا رسول الله ، أكون فى أمرك إذا أرسلتنى كالسّكّة[1] المحمّاة ، أمضى لما أمرتَنى ، أم الشاهدُ يَرى ما لا يَرى الغائب؟ فقال لى النبي صلى الله عليه وآله : « بل الشاهدُ يَرى ما لا يرى الغائب » . فأقبلتُ متوشّحاً[2] بالسيف ، فوجدتُه عندها ، فاخترطتُ السيفَ ، فلما أقبلت نحوه عرَف أنى أريده ، فأتى نَخْلة فرقِىَ إليها ، ثم رمى بنفسه على قفاه ، وشغَر برجليه ، فإذا إنه أجبُّ أمْسح ، ماله مما للرجال قليل ولا كثير ، قال : فغمدتُ السيف ورجعت إلى النبي صلى الله عليه وآله فأخبرته ، فقال : « الحمدُ لله الذى يصرف[3] عنّا أهلَ البيت » .

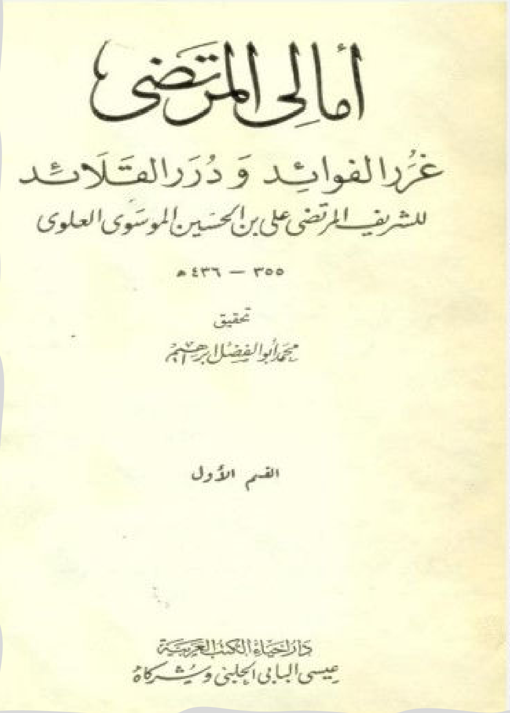
أمالى المرتضى
غرر الفوائد ودرر القلائد
للشريف المرتضى على بن الحسين الموسوى العلوى
٣٥٥ — ٤٣٦هـ
تحقيق
محمد أبو الفضل إبراهيم
القسم الأول
دار إحياء الكتب العربية
عيسى البابى الحلبى وشركاه

قال سـيدنا الشريف المرتضى أدام الله

نبدأ بأحكامه ، ثم نتلوها بغريبه .

فأول ما فيه أن لقائل أن يقول : كيف

على التُّهَمَة[4] بغير بينة ولا مايجرى مجراها؟

أهل/العهد الذين أخِذ عليهم أن تجرى فيهم[5]

تقدم إليه بالانتهاء عن الدخول إلى مارية، فخال

---

(١) فى حاشيتى الأصل ، ف : « السكة : الح
الأكرة » . (٢) توشحت بالسيف ؛ إذا تق
(٣) حاشية ت من نسخة : « صرف » ، و
« يصرف عنا الرجس أهل البيت » . (٤) ف
الصحيح » . (٥) حاشية ت (من نسخة) :

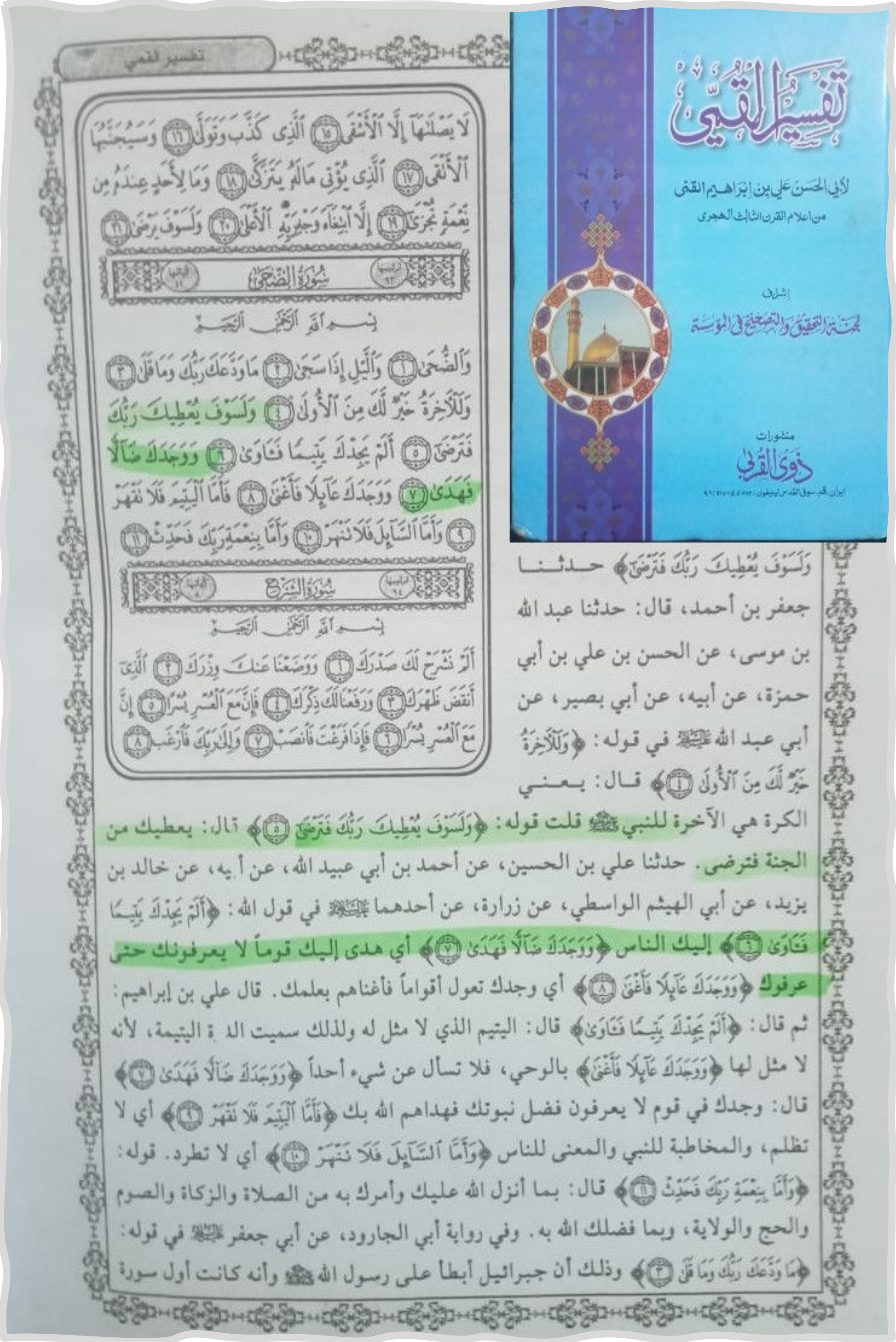

تفسير القمي

لَا يَصْلَىٰهَا إِلَّا الْأَشْقَى (١٥) الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ (١٦) وَسَيُجَنَّبُهَا
الْأَتْقَى (١٧) الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ (١٨) وَمَا لِأَحَدٍ عِندَهُ مِن
نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰ (١٩) إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ (٢٠) وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ (٢١)

سُورَةُ الضُّحَىٰ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

وَالضُّحَىٰ (١) وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ (٢) مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ (٣)
وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ (٤) وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ
فَتَرْضَىٰ (٥) أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ (٦) وَوَجَدَكَ ضَالًّا
فَهَدَىٰ (٧) وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ (٨) فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ
(٩) وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ (١٠) وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (١١)

سُورَةُ الشَّرْحِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (١) وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ (٢) الَّذِي
أَنقَضَ ظَهْرَكَ (٣) وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (٤) فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا (٥) إِنَّ
مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا (٦) فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ (٧) وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَب (٨)

﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ﴾ حدثنا جعفر بن أحمد، قال: حدثنا عبد الله بن موسى، عن الحسن بن علي بن أبي حمزة، عن أبيه، عن أبي بصير، عن أبي عبد الله عليه السلام في قوله: ﴿وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ (٤)﴾ قال: يعني الكرة هي الآخرة للنبي صلى الله عليه وآله قلت قوله: ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (٥)﴾ قال: يعطيك من الجنة فترضى. حدثنا علي بن الحسين، عن أحمد بن أبي عبد الله، عن أبيه، عن خالد بن يزيد، عن أبي الهيثم الواسطي، عن زرارة، عن أحدهما عليهما السلام في قول الله: ﴿أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ (٦)﴾ إليك الناس ﴿وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ (٧)﴾ أي هدى إليك قوماً لا يعرفونك حتى عرفوك ﴿وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ (٨)﴾ أي وجدك تعول أقواماً فأغناهم بعلمك. قال علي بن إبراهيم: ثم قال: ﴿أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ﴾ قال: اليتيم الذي لا مثل له ولذلك سميت الدرة اليتيمة، لأنه لا مثل لها ﴿وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ﴾ بالوحي، فلا تسأل عن شيء أحداً ﴿وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ (٧)﴾ قال: وجدك في قوم لا يعرفون فضل نبوتك فهداهم الله بك ﴿فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ (٩)﴾ أي لا تظلم، والمخاطبة للنبي والمعنى للناس ﴿وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ (١٠)﴾ أي لا تطرد. قوله: ﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (١١)﴾ قال: بما أنزل الله عليك وأمرك به من الصلاة والزكاة والصوم والحج والولاية، وبما فضلك الله به. وفي رواية أبي الجارود، عن أبي جعفر عليه السلام في قوله: ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ (٣)﴾ وذلك أن جبرائيل أبطأ على رسول الله صلى الله عليه وآله وأنه كانت أول سورة

المستدرک (مترجم) جلد اوّل　　　۱۸۹　　　كتاب العلم

لا ترجعوا من بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض
م بابی اویس، وسائر رواته متفق علیهم، وهذا الحدیث
یه فی الصحیح: یا ایها الناس انی قد ترکت فیکم ما لن
ولون عنی فما انتم قائلون؟ وذکر الاعتصام بالسنة فی
هذا من حدیث ابی هریرة

الله ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:
کی پوجا کی جائے گی لیکن وہ اس بات سے ابھی بھی پر امید ہے کہ وہ
ہیں (لیکن حقیقت میں وہ بہت مہلک اعمال ہیں) اس لئے اے
اگر تم اس پر سختی سے عمل پیرا ہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ (۱)
ہے، تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، کسی شخص کو یہ جائز نہیں
سے تحفہ دے تو جائز ہے۔ تم ظلم مت کرنا اور میرے بعد کافر مت

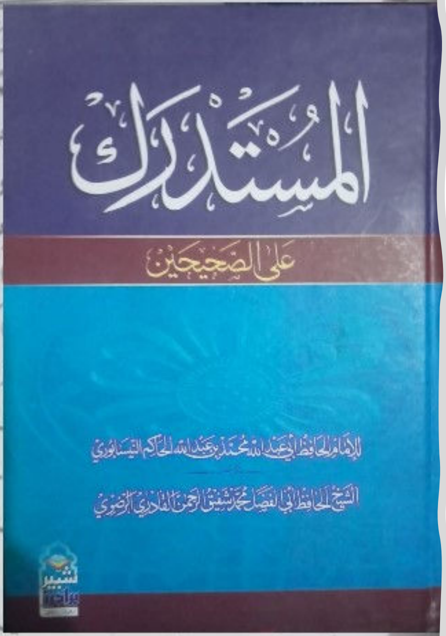

اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابو اویس کی روایات نقل کی ہیں، ان کے
علاوہ اس حدیث کی سند کے تمام راوی متفق علیہ ہیں اور یہ درج ذیل حدیث نبی اکرم ﷺ کے خطبہ کے متعلق ہے اس کو دونوں
بزرگوں نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے (حدیث یہ ہے) اے لوگو! میں تمہارے اندر ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر اس کو مضبوطی سے
تھام لو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ وہ ہے کتاب اللہ۔ اور تم سے میرے بارے میں سوال کیا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے۔ اس
خطبہ میں "اعتصام بالسنتہ" کا ذکر غریب ہے۔ اس حدیث کی ایک شاہد حدیث بھی موجود ہے جو کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے۔

319۔ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اِسْحَاقَ الْفَقِيْهُ، اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى بْنِ السَّكَنِ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ
عَمْرٍو الضَّبِّيُّ، حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ مُوْسَى الطَّلْحِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنِّيْ قَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ شَيْئَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُمَا:
كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّتِيْ، وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا
ہوں (اگر تم اس پر عمل پیرا ہو گے) تو کبھی گمراہ نہ ہو گے (۱) کتاب اللہ (۲) میری سنت۔ اور یہ دونوں قیامت تک ایک دوسرے

319

... عبد اللہ الشیبانی فی "مسندہ" طبع موسسہ قرطبہ قاہرہ مصر رقم الحدیث: 11578

أَضِلُّكُمْ (یعنی اور ان لوگوں پر کوئی حرج نہیں جب کہ وہ آپ کے پاس آتے ہیں تا کہ آپ انہیں سوار کریں آپ نے انہیں کہا: میں کوئی سواری نہیں پاتا جس پر میں تمہیں سوار کروں)۔ پس ہم نے سلام عرض کیا اور کہا: ہم آپ کے پاس زیارت کرنے کے لیے، عیادت کرنے کے لیے اور آپ سے نور علم حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ تو حضرت عرباض نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں نماز پڑھائی، پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمیں ایک بلیغ وعظ و نصیحت فرمایا جس سے آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے اور دل خوفزدہ ہو گئے۔ تو ایک کہنے والے نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ یہ وعظ تو الوداع کہنے والے کے وعظ کی مثل ہے۔ تو کون سی شے ہے جس کی آپ ہمیں وصیت فرماتے ہیں؟ تب آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے، (حاکم کا) حکم سننے اور اس کی اطاعت و پیروی کرنے کی وصیت کرتا ہوں، اگرچہ وہ حبشی ہی ہو کیونکہ تم میں سے جو کوئی میرے بعد زندہ رہے گا تو وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا، لہٰذا تم پر میری سنت اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت پر عمل کرنا لازم ہے۔ تم اسے مضبوطی سے تھامے رکھو اور اسے دانتوں سے مضبوط پکڑے رکھو اور نئے نئے امور سے بچو، کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے (یعنی ایسا کام جس کی اصل یا مثل شریعت میں نہ ہو اور وہ دین کی روح کے خلاف ہو وہ بدعت ہے) اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

3992۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ عَتِيقٍ عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيبٍ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَلَا هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُونَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خبردار! سنو، تکلفانہ بحث مباحثہ کرنے والے ہلاک ہو ... آپ ... تین بار فرمایا۔ (مراد ایسے لوگ ہیں جو ایسی چیزوں میں غور و فکر کر کے بحث ... عقل کی رسائی نہیں)

... اتباع سنت (کی دعوت) کا بیان)

...یل يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ ... ﷺ قَالَ مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ ... عَا إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ

... کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی کو ہدایت کی طرف بلایا، تو اس ... کی اتباع اور پیروی کی اور ان کے اجروں میں سے کوئی شے کم نہیں ہوگی۔ ...ں کے گناہوں کی مثل گناہ ہوگا جنہوں نے اس کی اتباع اور پیروی کی۔ ...ے گا۔

... کے لیے عمل کرنے والوں کی مثل اجر و ثواب ہوگا اور پورا پورا اجر فریقین کو

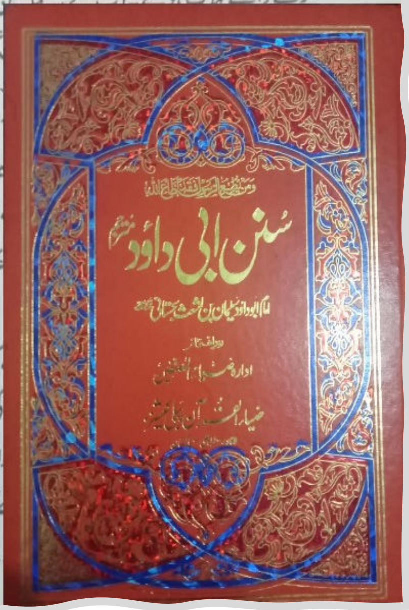

الدنیا واللہ یرید الاخرۃ واللہ عزیز حکیم لولا کتب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذ تم عذاب عظیم۔ (الانفال ۶۷-۶۸)

کسی نبی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ قیدی بنا کر رکھے جب تک زمین میں جہادی سختیوں کا سامنا نہ کرلے۔ تم لوگ تو صرف مال لینا چاہتے ہو۔ جب کہ اللہ آخرت چاہتا ہے اور وہی صاحب عزت وحکمت ہے۔ اگر خدا کی طرف سے پہلے یہ فیصلہ نہ ہو چکا ہوتا تو تم لوگوں نے جو فدیہ لیا ہے اس پر عذاب عظیم نازل ہو جاتا۔

جب ایک مشورہ کا حشر حبیب خداؐ دیکھ چکے تھے تو انہیں دوسرے مشورے کی ہرگز ضرورت نہیں تھی۔ لہذا اللہ تعالی نے آپؐ کو صرف اور صرف نفاق و ایمان کا فرق معلوم کرنے کے لئے مشورہ کا حکم دیا تھا۔

جب شیخ مفید نے یہ تقریر فرمائی تو مجمع میں سے ایک شخص جس کا نام جراح تھا اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

برداشت نہیں کر سکتے اور ہمیں یہ بھی

یا تھا۔

خواہ ہی بے چین ہونے لگے اور وقت

ر میری تقریر کے جواب میں تمہارے

انے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

ختیار کر لی۔

کی اور اس کی خودساختہ داستان کچھ

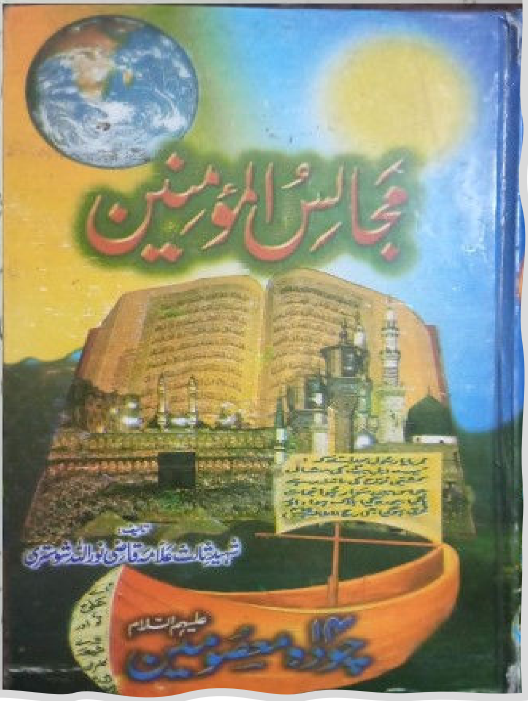

— ٧٨ —

العهد من أهل الكفر مؤذَنٌ بالمحاربة ؛ والمؤذَنُ بها مستحقٌ للقتل .

فأماقوله: « بل(١ الشاهد يَرى مالا يَرَى الغائب١) » فإنما عنى به رؤية العلم لارؤية البصر لأنه لا معنى فى هذا الموضع لرؤية البصر ، فكأنه عليه وآله السلام قال : بل الشاهد يعلم؛ ويصح له من وجه الرأى والتدبير مالايصح للغائب ؛ ولو لم يقل ذلك لوجب قتلُ الرجل على كل حال ، وإنما جاز منه عليه الصلاة والسلام أن يخيّر بين قتله والكفّ عنه ، ويفوض الأمر فى ذلك إلى أمير المؤمنين عليه السلام من حيثُ لم يكن قتله من الحدود والحقوق ، التى لا يجوز العفو عنها ، ولا يسعُ إلا إقامتها ، لأن ناقض العهد ممّنْ إلى الإمام القائم بأمر(٢) المسلمين إذاقدرَ عليه قَبْل التوبة أن يقتلَه، أوأنْ يمنّ عليه .

ومما فيه أيضا من الأحكام اقتضاؤه أن مجردَ أمرِ الرسول صلى الله عليه وآله لا يقتضى الوجوبَ ، لأنه لو اقتضَى ذلك لما حسُنَت مراجعتُه ولا استفهامه ؛ وفى حسْنها ووقوعها موقعها دلالة(٣) على أنها لاتقتضى ذلك .

ومما فيه أيضا من الأحكام ... أنه لا بأس بالنظر إلى عورة الرجل عند الأمر ... يقام ، أو لعقوبة تَسقط ، لأن العلم بأنه أمْسح ... ز التأمل والنظر لتبيين : هل هو ممّنْ يكون منه ... شُهد عليه بالزنا ، وادّعى أنه مجْبوب أن يأمرَ ... لى الله عليه وآله فى قتل مُقاتلة بنى قُرَيْظة، لأنه ... كل عليهم أمره ، فمن وجدوه قد أنبتَ قتلوه ، ... ة لما قامت شهادة الزنا ؛ لأن من رأى ... ا حقّ التأمل لم تصحّ شهادته ، ولهذا قال النبى

... ى الشاهد مايرى الغائب » .

...

... م : « وفى حسنها ووقعها موقعها » .

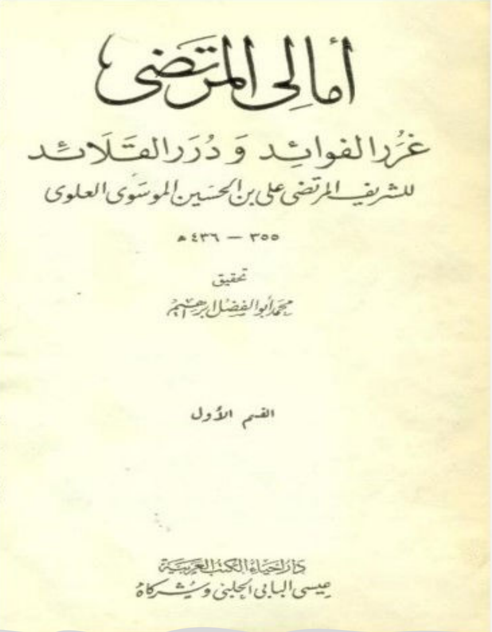
أمالى المرتضى
غرر الفوائد ودرر القلائد
للشريف المرتضى على بن الحسين الموسوى العلوى
٣٥٥ — ٤٣٦ هـ
تحقيق
محمد أبو الفضل إبراهيم
القسم الأول
دار إحياء الكتب العربية
عيسى البابى الحلبى وشركاه

www.KitaboSunnat.com

أَنْزَلَهَا اللهُ، وَالرَّجْمُ فِي كِتَابِ اللهِ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى إِذَا أُحْصِنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ، أَوْ كَانَ الْحَبَلُ، أَوِ الِاعْتِرَافُ، ثُمَّ إِنَّا كُنَّا نَقْرَأُ فِيمَا نَقْرَأُ مِنْ كِتَابِ اللهِ أَنْ لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَإِنَّهُ كُفْرٌ بِكُمْ أَنْ تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ، أَوْ إِنَّ كُفْرًا بِكُمْ أَنْ تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ. أَلَا ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُطْرُونِي كَمَا أُطْرِيَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ، وَقُولُوا: عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ».

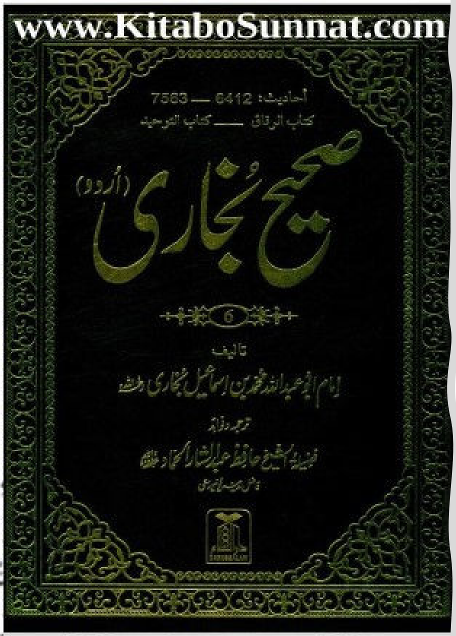

... لَوْ ... أَنْ ... ثُ، ... فِي

شَرَّهَا. وَلَيْسَ فِيكُمْ مَنْ تُقْطَعُ الْأَعْنَاقُ إِلَيْهِ مِثْلُ أَبِي بَكْرٍ، مَنْ بَايَعَ رَجُلًا مِنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَلَا يُبَايَعُ هُوَ وَلَا الَّذِي بَايَعَهُ تَغِرَّةَ أَنْ يُقْتَلَا. وَإِنَّهُ قَدْ كَانَ مِنْ خَبَرِنَا حِينَ تَوَفَّى

کر مبعوث کیا ہے اور آپ پر یہ قرآن نازل فرمایا، اللہ تعالیٰ نے جو کچھ نازل فرمایا اس میں آیت رجم بھی تھی۔ ہم نے اسے پڑھا تھا، سمجھا تھا اور یاد رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا اور ہم نے بھی آپ کے بعد رجم کیا۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر لوگوں پر طویل عرصہ گزر گیا تو کوئی کہنے والا یہ کہے گا: اللہ کی قسم! ہم اللہ کی کتاب میں یہ آیت نہیں پاتے اور اس طرح وہ اس فریضے کو چھوڑ کر گمراہ ہوں گے جسے اللہ تعالیٰ نے نازل کیا تھا۔ یقیناً رجم کا حکم اللہ کی کتاب میں اس شخص کے لیے ثابت ہے جس نے شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کیا ہو، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ ان پر گواہی ثابت ہو جائے یا عورت کو (ناجائز) حمل ہو جائے یا وہ خود اقرار کرے، پھر ہم اللہ کی کتاب میں یہ بھی پڑھتے تھے کہ تم اپنے حقیقی باپ دادا کے علاوہ دوسروں کی طرف خود کو منسوب نہ کرو کیونکہ اپنے باپ سے اعراض کرنا کفر ہے۔ یا فرمایا: تمھارا باپ دادا سے روگردانی کرنا کفر ہے۔ آگاہ رہو! رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے: ''میری ستائش میں اس قدر مبالغہ نہ کرو جیسے عیسیٰ ابن مریم کی تعریف میں مبالغہ کیا گیا ہے۔ میرے حق میں تم صرف یہ کہو کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔''

مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ تم میں سے کسی نے کہا ہے: اللہ کی قسم! اگر عمر کا انتقال ہو گیا تو میں فلاں کی بیعت کر لوں گا۔ دیکھو تم میں سے کسی کو یہ دھوکا نہ لگے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت یکایک ہو گئی تھی، پھر وہ چل بھی گئی۔ بات یہ ہے کہ بلاشبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت اچانک ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو شر سے بچا لیا اور تم میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مثل کوئی شخص ایسا نہیں جس کی طرف گردنیں جھکی ہوں۔ خبردار! تم میں سے کوئی شخص مسلمانوں کے صلاح و مشورے، اتفاق رائے کے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں تشریف لائے درآنحالیکہ یثرب کے بخار نے انہیں کمزور کر دیا تھا۔ مشرکوں نے کہا: بلاشبہ ایک قوم تم پر آرہی ہے جسے بخار نے کمزور کر دیا ہے اور وہ اس کی وجہ سے شر اور تکلیف کو جا ملے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم ﷺ کو اس پر مطلع فرما دیا جو کچھ انہوں نے کہا تھا۔ پس آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو تین چکروں میں رمل کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اور یہ کہ وہ دو رکنوں کے درمیان چلیں۔ چنانچہ جب انہوں نے صحابہ کرام کو رمل کرتے ہوئے دیکھا تو ان کے بارے میں کہنے لگے: یہ وہی ہیں جن کے بارے میں تم نے یہ ذکر کیا ہے کہ بخار نے انہیں کمزور کر دیا ہے۔ یہ تو ہم سے زیادہ مضبوط اور طاقتور ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آپ ﷺ نے صحابہ کرام پر اپنی شفقت کو برقرار رکھتے ہوئے انہیں تمام چکروں میں رمل کرنے کا حکم نہیں دیا۔

1611۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ فِيمَ الرَّمَلَانُ الْيَوْمَ(1) وَالْكَشْفُ عَنِ الْمَنَاكِبِ وَقَدْ أَطَّأَ اللهُ الْإِسْلَامَ وَنَفَى الْكُفْرَ وَأَهْلَهُ مَعَ ذَلِكَ لَا نَدَعُ شَيْئًا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ

حضرت زید بن اسلم نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کیونکر آج رمل کریں اور کندھوں کو ننگا کریں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو مضبوط اور پختہ کر دیا ہے اور کفر اور اہل کفر کو مغلوب کر دیا ہے۔ اس کے باوجود ہم وہ عمل نہیں چھوڑیں گے جو ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد میں کرتے تھے۔

1612۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ
...ِنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَرَمْيُ الْجِمَارِ لِإِقَامَةِ ذِكْرِ اللهِ
...ی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ بیت اللہ شریف کا
...اعمال) اللہ تعالیٰ کے ذکر کو قائم رکھنے کے لیے لازم کیے گئے ہیں۔
...کیا جائے اور غفلت سے ہر صورت بچا جائے)۔ (بذل المجہود ۲۵۱)
...ثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
...ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَكَانُوا إِذَا بَلَغُوا الرُّكْنَ الْيَمَانِيَ وَتَغَيَّبُوا مِنْ قُرَيْشٍ
...هُمُ الْغِزْلَانُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَكَانَتْ سُنَّةً
...حضور نبی کریم ﷺ نے اضطباع کیا، استلام کیا اور تکبیر کہی۔ پھر آپ
...تک پہنچتے تھے اور قریش سے اوجھل ہو جاتے تھے تو وہ چلنے لگتے۔ پھر
...کہتے تھے: گویا یہ تو ہرنوں کے بچے ہیں (یعنی ہرنوں کی طرح اچھلتے

...پس یہ سنت ہے۔

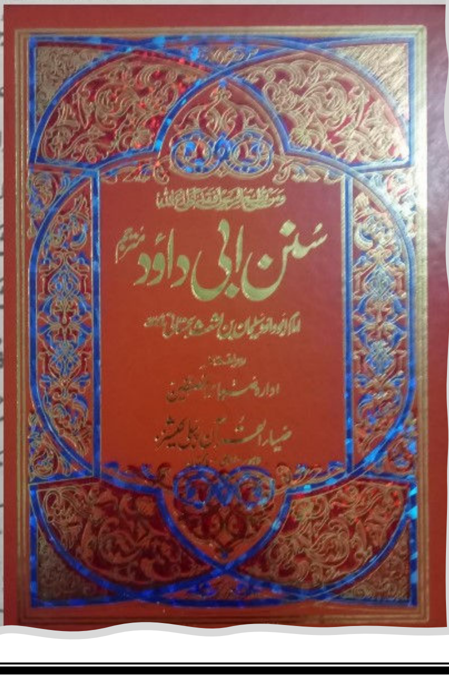

www.KitaboSunnat.com

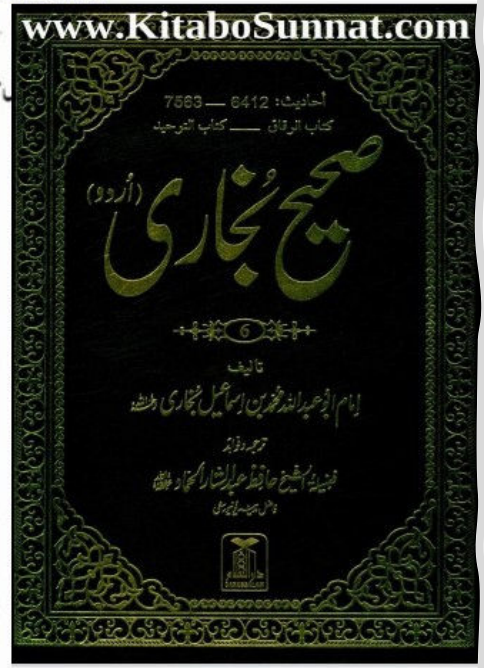

489

...طرح کی ایک آیت بھی کسی سے نہیں بن سکی اور نہ قیامت تک

باب:2- رسول اللہ ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''(اے ہمارے رب!) اور ہمیں پرہیز گاروں کا امام بنا۔'' اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم پہلے لوگوں کی پیروی کریں اور بعد میں آنے والے ہماری پیروی کریں۔

ابن عون نے کہا: تین باتیں ایسی ہیں جو میں اپنے لیے اور اپنے ساتھیوں کے لیے پسند کرتا ہوں: ایک تو علم حدیث ہے، مسلمانوں کو اسے ضرور سیکھنا چاہیے اور اس کے متعلق دوسروں سے دریافت کرنا چاہیے۔ دوسرا قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھیں اور لوگوں سے اس کے مطالب و معارف کی تحقیق کرتے رہیں۔ تیسرا یہ کہ مسلمانوں کا ذکر ہمیشہ بھلائی کے ساتھ کریں، کسی کی برائی کا ذکر نہ کریں۔

٧٢٧٥ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ وَاصِلٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: جَلَسْتُ إِلٰى شَيْبَةَ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ، قَالَ: جَلَسَ إِلَيَّ عُمَرُ فِي مَجْلِسِكَ هٰذَا فَقَالَ: هَمَمْتُ أَنْ لَا أَدَعَ فِيهَا صَفْرَاءَ وَلَا بَيْضَاءَ إِلَّا قَسَمْتُهَا بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ. قُلْتُ: مَا أَنْتَ بِفَاعِلٍ، قَالَ: لِمَ؟ قُلْتُ: لَمْ يَفْعَلْهُ صَاحِبَاكَ، قَالَ: هُمَا الْمَرْآنِ يُقْتَدٰى بِهِمَا.

[راجع: ١٥٩٤]

[7275] حضرت ابووائل سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں اس مسجد (حرام) میں شیبہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو انھوں نے کہا: جہاں تم بیٹھے ہو، وہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس بیٹھے تھے تو انھوں نے فرمایا تھا: میرا ارادہ ہے کہ کعبہ میں کوئی سونا یا چاندی نہ چھوڑوں مگر اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دوں۔ میں نے کہا: آپ ایسا نہیں کر سکتے۔ انھوں نے فرمایا: کیوں؟ میں نے کہا: آپ کے دونوں ساتھیوں (رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے ایسا نہیں کیا تھا۔ انھوں نے فرمایا: وہ دونوں بزرگ ایسے تھے کہ ان کی پیروی کی جائے گی۔

٧٢٧٦ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَأَلْتُ الْأَعْمَشَ فَقَالَ: عَنْ زَيْدٍ

[7276] حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''آسمان سے امانت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عورت جہینہ قبیلہ کی اللہ کے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی' اس حال میں کہ وہ زنا سے حاملہ تھی۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں حد کے جرم کو پہنچی ہوں پس آپ مجھ پر (حد) قائم کریں تو اللہ کے نبی ﷺ نے اس کے ولی کو بلایا اور فرمایا کہ اسے اچھی طرح رکھنا۔ جب حمل وضع ہو جائے تو اسے میرے پاس لے آنا۔ پس اُس نے ایسا ہی کیا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے اس عورت کے بارے میں حکم دیا تو اس پر اس کے کپڑے مضبوطی سے باندھ دیئے گئے پھر آپ نے حکم دیا تو اسے سنگسار کر دیا گیا۔ پھر آپ نے اس کا جنازہ پڑھایا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! آپ اس کا جنازہ پڑھاتے ہیں حالانکہ اس نے زنا کیا۔ تو آپ نے فرمایا: تحقیق! اس نے ایسی توبہ کی ہے اگر مدینہ والوں میں ستر آدمیوں کے درمیان تقسیم کی جائے تو انہیں کافی ہو جائے اور کیا تم نے اس سے افضل توبہ پائی ہے کہ اس نے اپنے آپ کو اللہ کی رضا و خوشنودی کے لیے پیش کر دیا ہے۔

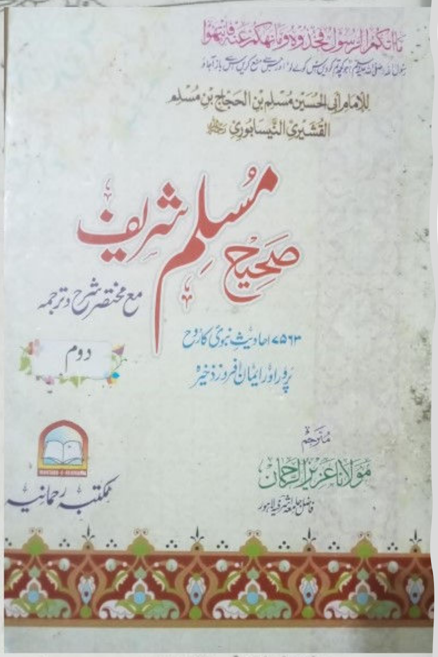

(۴۴۳۴) وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ ابْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا اَبَانُ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ۔

(۴۴۳۴) اِن اسناد سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔

(۴۴۳۵) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح قَالَ وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ اَنَّهُمَا قَالَا اِنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَعْرَابِ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْشُدُكَ اللّٰهَ اِلَّا قَضَيْتَ لِيْ بِكِتٰبِ اللّٰهِ فَقَالَ الْخَصْمُ الْاٰخَرُ وَهُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ نَعَمْ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتٰبِ اللّٰهِ وَائْذَنْ لِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ قَالَ اِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَاَتِهٖ وَاِنِّيْ اُخْبِرْتُ اَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَ وَلِيْدَةٍ فَسَاَلْتُ اَهْلَ

(۴۴۳۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دیہاتیوں میں سے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ میرے لیے اللہ کی کتاب کے ساتھ فیصلہ فرمائیں۔ دوسرے فریق نے کہا اور وہ اس سے زیادہ سمجھدار تھا کہ آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ فرما دیں اور مجھے اجازت دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیان کرو۔ اُس نے کہا: میرا بیٹا اس کے ہاں ملازم تھا اور اُس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا اور مجھے خبر دی گئی کہ میرے بیٹے کو سنگسار کرنا لازم ہے۔ تو میں نے اس کا بدلہ اپنے بیٹے کی طرف سے ایک سو بکریاں اور ایک باندی ادا کر دی۔ پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے

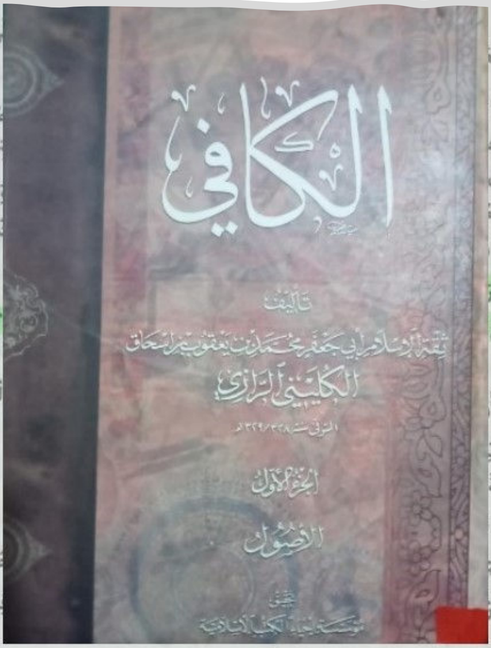

٦٨/١ قَالَ: الْحُكْمُ مَا حَكَمَ ... ى مَا يَحْكُمُ بِهِ الْآخَرُ قَالَ:

قُلْتُ: فَإِنَّهُمَا عَدْلاَنِ ...

قَالَ: فَقَالَ: يَنْظُرُ إِلَى ... صْحَابِكَ فَيُؤْخَذُ بِهِ مِنْ حُكْمِنَا

وَيُتْرَكُ الشَّاذُّ الَّذِي لَيْسَ ... ثَةٌ أَمْرٌ بَيِّنٌ رُشْدُهُ فَيُتَّبَعُ وَأَمْرٌ

بَيِّنٌ غَيُّهُ فَيُجْتَنَبُ وَأَمْرٌ ... حَرَامٌ بَيِّنٌ وَشُبُهَاتٌ بَيْنَ ذٰلِكَ

فَمَنْ تَرَكَ الشُّبُهَاتِ نَجَا ... لاَ يَعْلَمُ.

قُلْتُ: فَإِنْ كَانَ الْخَبَرَ ...

قَالَ: يُنْظَرُ فَمَا وَافَقَ ... حُكْمُهُ حُكْمَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَ

وَافَقَ الْعَامَّةَ؛

قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ أَ ... الْخَبَرَيْنِ مُوَافِقاً لِلْعَامَّةِ وَالْآخَرُ

مُخَالِفاً لَهُمْ بِأَيِّ الْخَبَرَيْنِ ...

قَالَ: مَا خَالَفَ الْعَامَّةَ ...

فَقُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ ...

قَالَ: يُنْظَرُ إِلَى مَا هُمْ ... حُكَّامُهُمْ الْخَبَرَيْنِ جَمِيعاً؟

قَالَ: إِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَأَ ... فِي الْهَلَكَاتِ.

بَابُ ٢٢ الْأَخْذِ بِالسُّنَّةِ وَ شَوَاهِدِ الْكِتَابِ

٦٩/١ [٢٠١] ١ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّوْفَلِيِّ عَنِ السَّكُونِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ عَلَى كُلِّ حَقٍّ حَقِيقَةً وَعَلَى كُلِّ صَوَابٍ نُوراً فَمَا وَافَقَ كِتَابَ اللّٰهِ فَخُذُوهُ وَمَا خَالَفَ كِتَابَ اللّٰهِ فَدَعُوهُ.

[٢٠٢] ٢ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ وَحَدَّثَنِي حُسَيْنُ بْنُ أَبِي الْعَلَاءِ أَنَّهُ حَضَرَ ابْنَ أَبِي يَعْفُورٍ فِي هٰذَا الْمَجْلِسِ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ عَنِ اخْتِلَافِ الْحَدِيثِ يَرْوِيهِ مَنْ نَثِقُ بِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ لَا نَثِقُ بِهِ قَالَ إِذَا وَرَدَ عَلَيْكُمْ حَدِيثٌ فَوَجَدْتُمْ لَهُ شَاهِداً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ أَوْ مِنْ قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَإِلَّا فَالَّذِي جَاءَكُمْ بِهِ أَوْلَى بِهِ.

[٢٠٣] ٣ـ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ يَحْيَى الْحَلَبِيِّ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ الْحُرِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ كُلُّ شَيْءٍ مَرْدُودٌ إِلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَكُلُّ حَدِيثٍ لَا يُوَافِقُ كِتَابَ اللّٰهِ فَهُوَ زُخْرُفٌ.

[٢٠٤] ٤ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا لَمْ يُوَافِقْ مِنَ الْحَدِيثِ الْقُرْآنَ فَهُوَ زُخْرُفٌ.

[٢٠٥] ٥ـ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ وَغَيْرِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ بِمِنًى فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ مَا جَاءَكُمْ عَنِّي يُوَافِقُ كِتَابَ اللّٰهِ فَأَنَا قُلْتُهُ وَمَا جَاءَكُمْ يُخَالِفُ كِتَابَ اللّٰهِ فَلَمْ أَقُلْهُ.

٧٠/١ [٢٠٦] ٦ـ وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ خَالَفَ كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَقَدْ كَفَرَ.

[٢٠٧] ٧ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ يُونُسَ رَفَعَهُ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ ﷺ إِنَّ أَفْضَلَ الْأَعْمَالِ عِنْدَ اللّٰهِ مَا عُمِلَ بِالسُّنَّةِ وَإِنْ قَلَّ.

(١) وفي بعض النسخ: [على صاحبه].

والبصير ينفذها بصره ويعلم ان الدار وراءها فالبصير منها شاخص والاعمى اليها شاخص والبصير منها متزود والاعمى لها متزود (منها) واعلموا ان ليس من شيء الا ويكاد صاحبه ان يشبع منهُ ويملهُ الا الحياة فانهُ لا يجد لهُ في الموت راحه[1] وانما ذلك بمنزلة الحكمة التي هي حياة للقلب الميت وبصر للعين العمياء وسمع للأذن الصماء وريٌّ للظمآن وفيها الغنى كله والسلامة · كتاب الله تبصرون بهِ وتنطقون بهِ وتسمعون بهِ وينطق بعضهُ ببعض ويشهد بعضهُ على بعض ولا يختلف في الله ولا يخالف بصاحبه عن الله · قد اصطلحتم على الغل فيما بينكم[2] ونبت المرعى على دِمنكم وتصافيتم على حب الآمال وتعاديتم في كسب الاموال ـــ لقد استهام بكم الخبيث[3] وتاه بكم الغرور والله المستعان على نفسي وانفسكم

ومن كلام له عليه السلام

وقد شاوره عمر في

وقد توكل الله لاهل هذا الدين

قليل لا ينتصرون ومنعهم وهم قليل لا

انك متى تسر الى هذا العدوّ بنف

اقصي بلادهم[5] ليس بعدك مرجع ير

---

(١) لا يجد في الموت راحة حيث لم يهيء من

ذلك اي شعور الانسان بخيفة ما بعد الموت بمن

ثم بعد بيانه لما يجده الانسان في نفسهِ من خيفة ما

الموصلة الى منجاة مما يخشاه القلب وتتوجس

وبهذا التفسير التأم الكلام واندفعت حيرة ا

هذا كتاب الله فيهِ ما تحتاجون اليه مما هدتكم

الانفاق على تمكينهِ في النفوس وقوله نبت الم

ففتح جمع دمنة بالكسر وهي الحقد القديم ونبت

الدمن السرقين وما يكون من ارواث الماشي

عليها الخضر وهي على ما فيها من قذر وهذا ك

(٣) استهام اصله من هام على وجههِ اذا

الفطرة وضياء الشريعة الى ظلمات الضلال

واعزاز حوزة الدين حمايتها من تغلب اعدائهِ

كتابُ

نهج البلاغة

وهو ما جمعه السيد الشريف الرضي من كلام
سيدنا امير المومنين علي بن ابي طالب
كرم الله وجهه

وعليه شرح يحل غريبه وموجز جمله
للشيخ محمد عبده المصري
وفقهُ الله لما يرضاه

طبع برخصة مجلس المعارف المؤرخة في ١ اشباط سنة ٣٠٥ نومرو ٢٧٩

وقد زاد عليه في هذه الطبعة الثانية زيادات كثيرة يعلمها من يطلع على الشرح في هذه الطبعة وفي الطبعة الاولى وهي مما تزيد الكلام ايضاحاً والمعاني بسطاً

طبع في بيروت بالمطبعة الادبية سنة ١٣٠٧

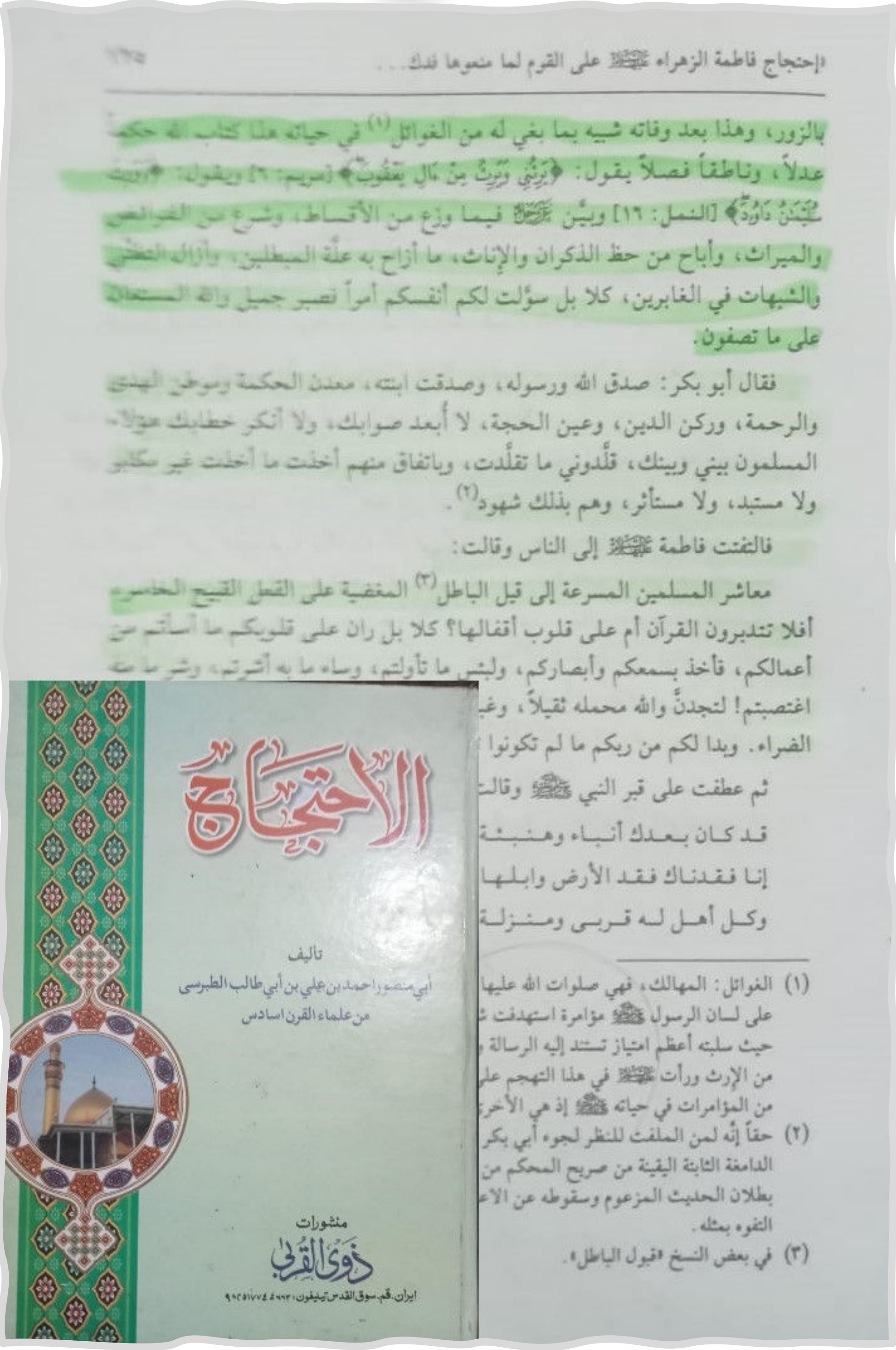

«احتجاج فاطمة الزهراء عليها السلام على القوم لما منعوها فدك...

بالزور، وهذا بعد وفاته شبيه بما بغي له من الغوائل(۱) في حياته هذا كتاب الله حكماً عدلاً، وناطقاً فصلاً يقول: ﴿يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ﴾ [مريم: ٦] ويقول: ﴿وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ﴾ [النمل: ١٦] وبيّن عزّ وجلّ فيما وزّع من الأقساط، وشرع من الفرائض والميراث، وأباح من حظ الذكران والإناث، ما أزاح به علّة المبطلين، وأزال التظني والشبهات في الغابرين، كلا بل سوّلت لكم أنفسكم أمراً فصبر جميل والله المستعان على ما تصفون.

فقال أبو بكر: صدق الله ورسوله، وصدقت ابنته، معدن الحكمة وموطن الهدى والرحمة، وركن الدين، وعين الحجة، لا أُبعد صوابك، ولا أُنكر خطابك هؤلاء المسلمون بيني وبينك، قلّدوني ما تقلّدت، وباتفاق منهم أخذت ما أخذت غير مكابر ولا مستبد، ولا مستأثر، وهم بذلك شهود(۲).

فالتفتت فاطمة عليها السلام إلى الناس وقالت:

معاشر المسلمين المسرعة إلى قيل الباطل(۳) المغضية على الفعل القبيح الخاسر أفلا تتدبرون القرآن أم على قلوب أقفالها؟ كلا بل ران على قلوبكم ما أسأتم من أعمالكم، فأخذ بسمعكم وأبصاركم، ولبئس ما تأولتم، وساء ما به أشرتم، وشر ما منه اغتصبتم! لتجدنّ والله محمله ثقيلاً، وغب...
الضراء. وبدا لكم من ربكم ما لم تكونوا ...

ثم عطفت على قبر النبي صلى الله عليه وآله وقالت...

قد كان بعدك أنباء وهنبثة ...
إنا فقدناك فقد الأرض وابلها ...
وكل أهل له قربى ومنزلة ...

---

(۱) الغوائل: المهالك، فهي صلوات الله عليها ... على لسان الرسول صلى الله عليه وآله مؤامرة استهدفت ... حيث سلبه أعظم امتياز تستند إليه الرسالة ... من الإرث ورأت عليها السلام في هذا التهجم على ... من المؤامرات في حياته صلى الله عليه وآله إذ هي الأخر...

(۲) حقاً إنه لمن الملفت للنظر لجوء أبي بكر ... الدامغة الثابتة اليقينة من صريح المحكم من ... بطلان الحديث المزعوم وسقوطه عن الا... التفوه بمثله.

(۳) في بعض النسخ «قبول الباطل».

وعابوه» فرأيت عمل كتاب يحتوي على ذكر جمل من محاوراتهم في الفروع والأصول، مع أهل الخلاف وذوي الفضول، قد جادلوا فيها بالحق من الكلام، وبلغوا غاية كل مرام.

وأنّهم عليهم السلام إنما نهوا عن ذلك الضعفاء والمساكين من أهل القصور عن بيان الدين، دون المبرزين في الاحتجاج الغالبين لأهل اللجاج، فإنّهم كانوا مأمورين من قبلهم بمقاومة الخصوم، ومداواة الكلوم[1]، فعَلَت بذلك منازلهم، وارتفعت درجاتهم وانتشرت فضائلهم.

وأنا أبتدىء في صدر الكتاب بفصل ينطوي على ذكر آيات من القرآن التي أمر الله تعالى بذلك أنبياءه بمحاجّة ذوي العدوان، ويشتمل أيضاً: على عدة أخبار في فضل الذابين عن دين الله القويم وصراطه المستقيم، بالحجج القاهرة والبراهين الباهرة.

ثم نشرع في ذكر طرف من مجادلات النبي والأئمة عليه وعليهم السلام، وربما يأتي في أثناء كلامهم كلام جماعة من الشيعة حيث تقتضي الحال ذكره، ولا نأتي في أكثر ما نورده من الأخبار بإسناده، إما لوجود الإجماع عليه، أو موافقته لما دلّت العقول إليه، أو لاشتهاره في السير والكتب بين المخالف والمؤالف، إلا ما أوردته عن أبي محمّد الحسن العسكري عليه السلام، فإنّه ليس في الإشتهار على حدّ ما سواه، وإن كان مشتملاً على مثل الذي قدمناه، فلأجل ذلك ذكرت إسناده في أول جزء من ذلك دون غيره، لأنّ جميع ما رويت عنه عليه السلام إنّما رويته بإسناد واحد من جملة الأخبار التي ذكرها عليه السلام في تفسيره.

والله المستعان فيما قصدناه وهو حسبي ونعم الوكيل

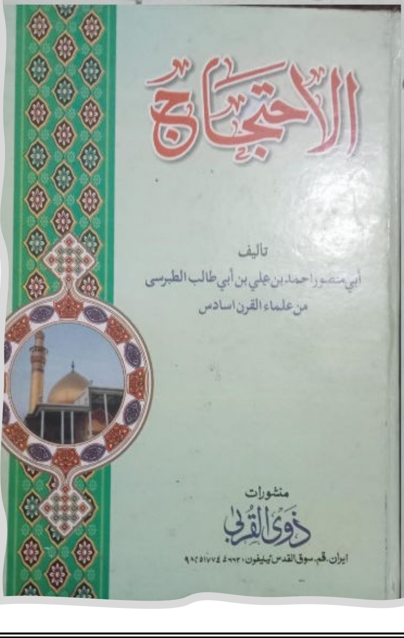

(١) الكلوم: جمع كلم - بفتح فسكون - وهو الجرح.

٣٠

باب القرآن ما هو؟

١ ـ حدّثنا أحمد بن زياد بن جعفر الهَمَداني رحمه الله، قال: حدّثنا عليّ بن إبراهيم عن أبيه إبراهيم بن هاشم، عن عليّ بن مَعْبَد، عن الحسين بن خالد، قال: قلت للرضا عليّ بن موسى عليهما السلام: يا ابن رسول الله أخبرني عن القرآن أخالق أو مخلوق؟ فقال: ليس بخالق ولا مخلوق، ولكنّه كلام الله عزّوجلّ.

٢ ـ حدّثنا جعفر بن محمّد بن مسرور رحمه الله، قال: حدّثنا محمّد بن عبدالله بن جعفر الحميري، عن أبيه، عن إبراهيم بن هاشم، عن الريّان بن الصلت، قال: قلت للرضا عليه السلام: ما تقول في القرآن؟ فقال: كلام الله لا تتجاوزوه، ولا تطلبوا الهدى في غيره فتضِلّوا.

٣ ـ حدّثنا الحسين بن إبراهيم بن أحمد المؤدّب رحمه الله، قال: حدّثنا محمّد بن
أبي عبدالله ... حدّثنا عليّ بن
سالم، عن أ... ا ابن رسول الله
ما تقول في ... ي الله وتنزيله،
وهو الكتا... لفه تنزيل من
حكيم حمي...

٤ ـ حـ... حمّد بن عيسى
ابن عبيد الـ... رضا عليه السلام إلى
بعض شيعته... الفتنة فإن يفعل
فقد أعظم بـ... ال في القرآن
بدعة، اشترك... تكلّف المجيب
ما ليس عليـ... قرآن كلام الله،

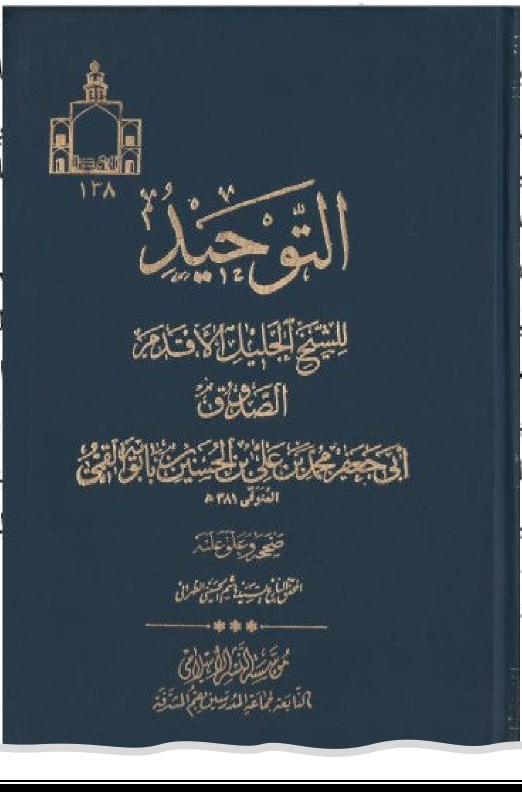

(١) الضمير ر...

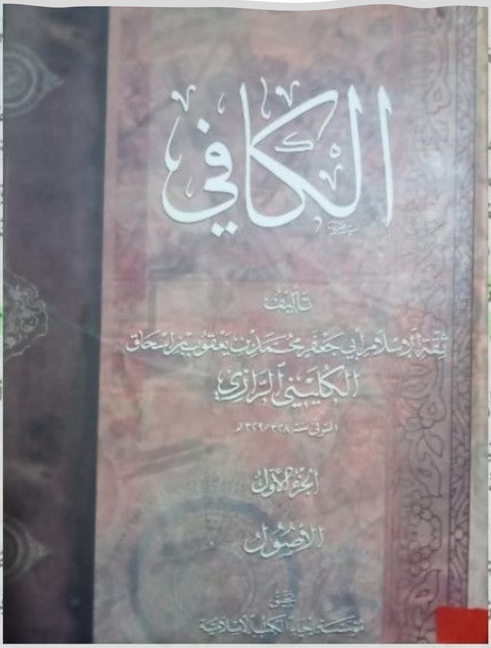

٦٨/١ قَالَ: الْحُكْمُ مَا حَكَمَ ... ى مَا يَحْكُمُ بِهِ الْآخَرُ قَالَ:
قُلْتُ: فَإِنَّهُمَا عَدْلَانِ ...
قَالَ: فَقَالَ: يُنْظَرُ إِلَى ... صْحَابِكَ فَيُؤْخَذُ بِهِ مِنْ حُكْمِنَا
وَيُتْرَكُ الشَّاذُّ الَّذِي لَيْسَ ... ثَةٌ أَمْرٌ بَيِّنٌ رُشْدُهُ فَيُتَّبَعُ وَأَمْرٌ
بَيِّنٌ غَيُّهُ فَيُجْتَنَبُ وَأَمْرٌ ... حَرَامٌ بَيِّنٌ وَشُبُهَاتٌ بَيْنَ ذَلِكَ
فَمَنْ تَرَكَ الشُّبُهَاتِ نَجَا ... لَا يَعْلَمُ.
قُلْتُ: فَإِنْ كَانَ الْخَبَرُ ...
قَالَ: يُنْظَرُ فَمَا وَافَقَ ... حُكْمُهُ حُكْمَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَ
وَافَقَ الْعَامَّةَ؛
قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ أَ ... الْخَبَرَيْنِ مُوَافِقاً لِلْعَامَّةِ وَالْآخَرُ
مُخَالِفاً لَهُمْ بِأَيِّ الْخَبَرَيْنِ ...
قَالَ: مَا خَالَفَ الْعَامَّةَ ...
فَقُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ ...
قَالَ: يُنْظَرُ إِلَى مَا هُمْ ... حُكَّامُهُمْ الْخَبَرَيْنِ جَمِيعاً؟
قَالَ: إِذَا كَانَ ذَلِكَ فَأَ ... ي الْهَلَكَاتِ.

بَابُ ٢٢ الْأَخْذِ بِالسُّنَّةِ وَ شَوَاهِدِ الْكِتَابِ

٦٩/١ [٢٠١] ١ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّوْفَلِيِّ عَنِ السَّكُونِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ عَلَى كُلِّ حَقٍّ حَقِيقَةً وَعَلَى كُلِّ صَوَابٍ نُوراً فَمَا وَافَقَ كِتَابَ اللَّهِ فَخُذُوهُ وَمَا خَالَفَ كِتَابَ اللَّهِ فَدَعُوهُ.

[٢٠٢] ٢ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ وَحَدَّثَنِي حُسَيْنُ بْنُ أَبِي الْعَلَاءِ أَنَّهُ حَضَرَ ابْنَ أَبِي يَعْفُورٍ فِي هَذَا الْمَجْلِسِ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ﷺ عَنِ اخْتِلَافِ الْحَدِيثِ يَرْوِيهِ مَنْ نَثِقُ بِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ لَا نَثِقُ بِهِ قَالَ إِذَا وَرَدَ عَلَيْكُمْ حَدِيثٌ فَوَجَدْتُمْ لَهُ شَاهِداً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ أَوْ مِنْ قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَإِلَّا فَالَّذِي جَاءَكُمْ بِهِ أَوْلَى بِهِ.

[٢٠٣] ٣ـ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ يَحْيَى الْحَلَبِيِّ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ الْحُرِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ كُلُّ شَيْءٍ مَرْدُودٌ إِلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَكُلُّ حَدِيثٍ لَا يُوَافِقُ كِتَابَ اللَّهِ فَهُوَ زُخْرُفٌ.

[٢٠٤] ٤ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَا لَمْ يُوَافِقْ مِنَ الْحَدِيثِ الْقُرْآنَ فَهُوَ زُخْرُفٌ.

[٢٠٥] ٥ـ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ وَغَيْرِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ﷺ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ بِمِنًى فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ مَا جَاءَكُمْ عَنِّي يُوَافِقُ كِتَابَ اللَّهِ فَأَنَا قُلْتُهُ وَمَا جَاءَكُمْ يُخَالِفُ كِتَابَ اللَّهِ فَلَمْ أَقُلْهُ.

٧٠/١ [٢٠٦] ٦ـ وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ خَالَفَ كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَقَدْ كَفَرَ.

[٢٠٧] ٧ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ يُونُسَ رَفَعَهُ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ ﷺ إِنَّ أَفْضَلَ الْأَعْمَالِ عِنْدَ اللَّهِ مَا عُمِلَ بِالسُّنَّةِ وَإِنْ قَلَّ.

---

(١) وفي بعض النسخ: [على صاحبه].

ظهور الصوت بقوة الاعتماد، ومنه الجهارة في المنطق، وجاهر بالأمر مجاهرة، ويقال: جهاراً، ونقيض الجهر: الهمس. والحروف المجهورة تسعة عشر حرفاً يجمعها قولك: «أطلقن ضرغم عجز ظبي ذواد». وما عداه من الحروف مهموس، يجمعها قولك: «حث فسكت شخصه» والغض: الحط من منزلة على وجه التصغير، يقال: غض فلان: إذا صغّر حالة من هو أرفع منه، وغض بصره: إذا أضعفه عن حدة النظر، قال جرير:

فَغُضَّ الطَّرْفَ إنك من نمير، فلا كَعْباً بَلَغْتَ، ولا كِلابا

● **الإعراب:** ﴿أَن تَحْبَطَ أَعْمَٰلُكُمْ﴾ في محل النصب، لأنه مفعول له، ويجوز أن يكون في محل جر باللام المقدرة، أي: لأن تحبط أعمالكم. وقيل تقديره: كراهة أن تحبط، أو حَذارِ أن تحبط.

● **النزول:** نزل قوله: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَرْفَعُوٓا۟ أَصْوَٰتَكُمْ﴾ إلى قوله: ﴿غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ في وفد تميم: وهم عطارد بن حاجب بن زرارة، في أشراف من بني تميم، منهم الأقرع بن حابس، والزبرقان بن بدر، وعمرو بن الأهتم، وقيس بن عاصم، في وفد عظيم. فلما دخلوا المسجد نادوا رسول الله ﷺ من وراء الحجرات: أن أخرج إلينا يا محمد، فآذى ذلك رسول الله ﷺ فخرج إليهم، فقالوا: جئناك لنفاخرك، فأذن لشاعرنا وخطيبنا، فقال: قد أذنت. فقام عطارد بن حاجب وقال:

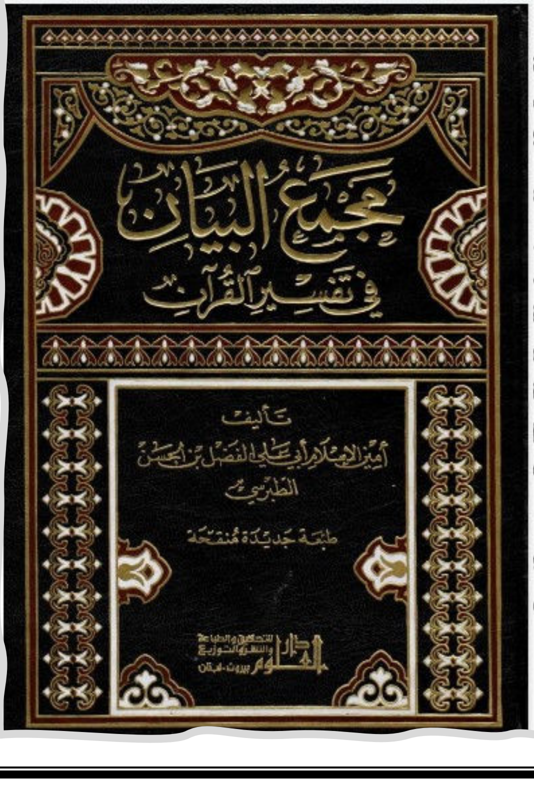

الحمد لله الذي جعلنا ملوكاً، الذ
نفعل بها المعروف، وجعلنا أعز أهل الـ
فاخرنا فليعد مثل ما عددنا، ولو شئنا لأكـ

فقال رسول الله ﷺ لثابت بن قيـ

الحمد لله الذي في السماوات والأر
يكن شيء قط إلا من فضله، ثم كان
رسولًا، أكرمهم نسباً وأصدقهم حديثاً،
على العالمين، ثم دعا الناس إلى الإيما
أكرم الناس أحساباً، وأحسنهم وجوهاً،
الله ﷺ نحن، فنحن أنصار رسول الله
ورسوله منع ماله ودمه، ومن نكث(١) جا
الله للمؤمنين والمؤمنات، والسلام عليكم.

ثم قام الزبرقان بن بدر ينشد، وأ
الأقرع: إن هذا الرجل خطيبه أخطب من

(١) وفي نسخة: «مكث» بدل «نكث».

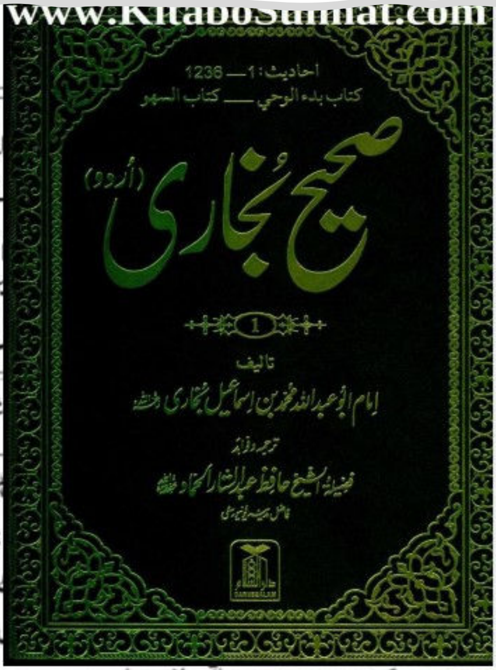

مساجد سے متعلق احکام و مسائل 347

ثُمَّ خَرَجُوا. قَالَ ابْنُ ... بِلَالًا، فَقَالَ: صَلَّى فِيهِ ... بَيْنَ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ. قَالَ ... أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى. [...

...لال ﷺ سے جا کر پوچھا تو ... نے کعبے کے اندر نماز پڑھی ... پر؟ تو انھوں نے کہا: دونوں ... ن عمر ؓ کہتے ہیں: یہ بات ... رکعات پڑھی تھیں؟

(۸۲) بَابُ دُخُولِ ...

...شرک کا داخل ہونا

٤٦٩ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ... سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ ... يَقُولُ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ... فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي ... ابْنُ أُثَالٍ، فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ. [راجع: ٤٦٢]

... ؓ سے روایت ہے، انھوں ... چند سواروں کو نجد کی طرف ... ایک شخص ثمامہ بن اُثال کو ... میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا۔

(۸۳) بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي الْمَسْجِدِ

باب:83- مسجد میں آواز کا اونچا کرنا

٤٧٠ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْجُعَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ، فَحَصَبَنِي رَجُلٌ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهٰذَيْنِ، فَجِئْتُهُ بِهِمَا، فَقَالَ: مَنْ أَنْتُمَا؟ أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا؟ قَالَا: مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ، قَالَ: لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا، تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

[470] حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں مسجد نبوی میں کھڑا تھا کہ کسی نے مجھے کنکری ماری۔ میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ حضرت عمر بن خطاب ؓ تھے۔ انھوں نے مجھ سے فرمایا: جاؤ اور ان دونوں آدمیوں کو بلا کر لاؤ، چنانچہ میں انھیں بلا کر لایا تو حضرت عمر ؓ نے ان سے دریافت کیا: تم کس قبیلے سے ہو یا کس جگہ کے رہنے والے ہو؟ انھوں نے بتایا: ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: اگر تم مدینہ منورہ کے باشندے ہوتے تو میں تمھیں ضرور سزا دیتا۔ تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں اپنی آوازوں کو اتنا بلند کر رہے ہو!

٤٧١ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ

[471] حضرت کعب بن مالک ؓ سے روایت ہے،

أبان ـ عن يحيى بن ثعلبة أبي [ن: أبو] المقوم الأنصاري عن علي بن بذيمة:

قال: سمعت عكرمة مولى ابن عباس رضي الله عنه يقول: والله الذي لا إله إلّا هو ما نزلت آية (يا أيّها الذين آمنوا) إلّا كان علي بن أبي طالب عليه السلام سيدها و شريفها، ومابقي أحدٌ من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم إلّا وقد عوتب في القرآن غيره.

٨ ـ فرات قال: حدثنا أحمد بن موسى قال: حدثنا مخوّل قال: حدثنا عبدالرحمان عن عليّ عن الاصبغ قال: سمعت عن أصحاب محمد صلى الله عليه وآله وسلم يقولون[ما: من يقول]: ما أنزل الله في القرآن الكريم (يا أيّها الذين آمنوا) إلّا كان علي بن أبي طالب عليه السلام رأسها.

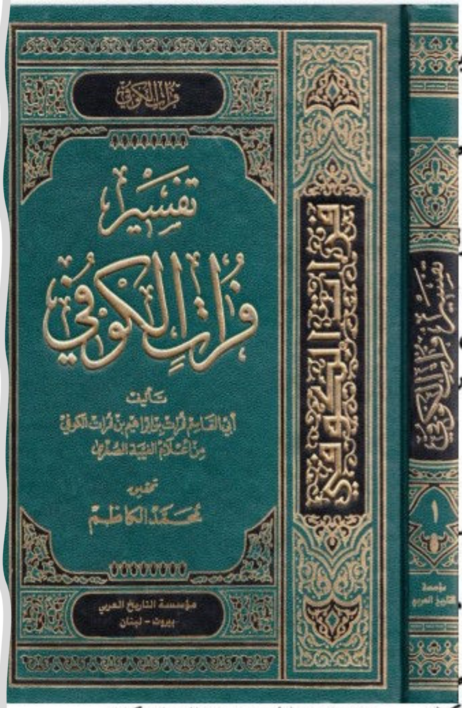

٩ ـ فرات قال: حدثني أحمد بن الحسن ب

عن ابن عباس رضي الله عنه قال: ما

وعليّ أميرها وشريفها ومقدّمها ولقد عاتب الله أ

ذكر علياً إلّا بخير.

قال: قلت: وأين عاتبهم؟ قال: قو

الجمعان)[١٥٥/ آل عمران] لم يبق معه أحدٌ غير

بسم الله الرحمٰن

[عن الصادق عليه السلام: قد جهربها ر

الآية ٤٤/ بني إسرائيل].

---

٨. واورده المجلسى فى البحارج ٣٦ ص ١٢٩. مخوّل ب
في نفسه... من متشيعي الكوفة. وذكره ابن حبان
عبدالرحمان بن الأسود اليشكرى أبوعمرو الكوفي
رجال الشيخ.
علي بن الحزور الكوفي ابن أبي فاطمة روى عن الا
ضعف حديثه كما قالوا، وقال الكشي: علي... الكناسي... عن علي بن الحسن بن فضال: انه كان يقول بمحمدبن الحنفية إلا أنه كان من رواة الناس.

٩. هذه الرواية كانت بالأصل ضمن روايات سورة الأنفال تحت الرقم ٣ و أما الروايات المتقدمة فى هذا الباب فقد كانت تحت الرقم ٧، ٨، ٩، ١٠، ١١ من سورة البقرة.

مجلس سوم

اکابر شیعہ از اصحاب اکرام

اس موضوع کے اثبات کے لئے ہم نے چند مقدمات قائم کیے ہیں۔

مقدمہ اول در تعریف صحابی

صحابی کی تعریف کے متعلق اظہر قول یہ ہے کہ
صحابی وہ ہوتا ہے جس نے حالت ایمان میں پیغمبر اکرمؐ سے ملاقات کی ہو اور اس کا خاتمہ بھی ایمان پر ہوا ہو۔

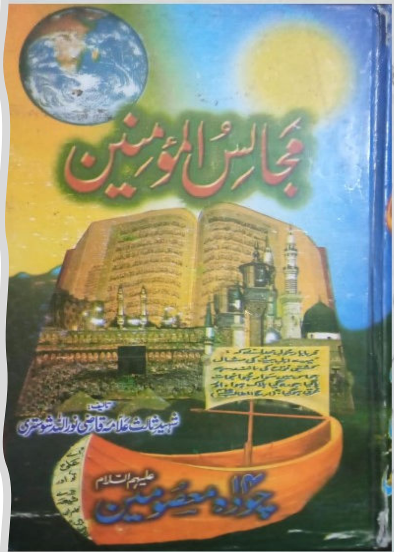

ہم نے تعریف صحابی میں جان بوجھ کر ''ملاقات'' کا
تعریف صحابی میں یہ کہا جاتا ہے کہ
صحابی وہ ہے جس نے حالت ایمان میں آنحضرت کو
ہوا ہو۔

اس تعریف میں نقص یہ پیدا ہوتا ہے کہ بعض صحابی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا نہیں تھا وہ اس تعر
خارج ہو جائیں گے۔ مثلاً ابن مکتوم مشہور صحابی تھے اور و
رکھا جائے تو انہیں صحابی کہنا غلط قرار پائے گا۔ اسی لئے
صحابی کی بہتر تعریف وہی ہے جو ہم نے ابتدا میں کی ہے۔

اس تعریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس شخص نے آنحضرت کو حالت ایمان میں نہ دیکھا ہو وہ صحابی نہیں ہوگا۔ اگرچہ آنحضرت کی وفات کے بعد وہ مسلمان بھی ہو چکا ہو پھر بھی وہ شرف صحابیت سے محروم رہے گا۔

علاوہ ازیں صحابی کی تعریف میں یہ بات موجود ہے کہ اس کا خاتمہ بھی ایمان پر ہوا ہو۔ اگر

الإرشاد/ج١ ....

...ـأل عنك الركْب. فقال النبي صلّى
فانفذُوا جَيْشَ أُسامة» يُكَرّرها ثلاث
ي لَحِقه والأَسَف، فمكث هُنَيْهَة
النَحيبُ من أزواجه وولده والنساء
(١).

...ـر إليهم، ثمّ قال: «إيتوني بدَواة
ـوا بعده أبداً» ثمّ اغمِيَ عليه،
وكَتِفاً فقال له عمر: اِرجع، فإنّه
على ما كان منهم من التضجيع[٢]
ـوا بينهم فقالوا: إنّا لله وإنّا إليه
ـول الله.

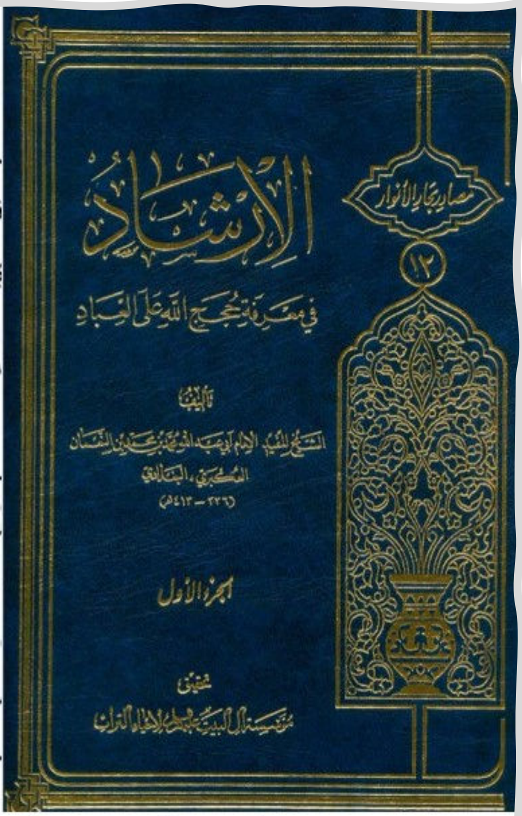

فلمّا أفاق صلّى الله عليه وآله قال بعضُهم: ألا نأتيك بكَتِفٍ يا رسول الله ودَواةٍ؟ فقال: «أبعدَ الذي قُلتم!! لا، ولكنّي أُوصيكم بأهلِ بيتي خيراً» ثمّ أعْرَضَ بوجهه عن القوم فنَهَضوا، وبقي عنده العبّاس والفضل وعليّ بن أبي طالب وأهل بيته خاصّة.

فقال له العبّاس: يا رسولَ الله، إن يكن هذا الأمرُ فينا مستقِرّاً بعدَك فبَشِّرنا، وإن كنتَ تَعلم أنّا نُغْلَبُ عليه فأَوْصِ بنا، فقال: «أنتم المُستضعَفون من بعدي» وأَصْمَتَ، فنَهَض القومُ وهم يَبكون قد

(١) في هامش «ش» و «م»: من اهل بيته.
(٢) التضجيع في الأمر: التقصير فيه. «الصحاح - ضجع - ٣: ١٢٤٨».

أيِسوا[(١)] من النبي صلّى الله عليه وآله.

فلمّا خَرَجوا من عنده قال عليه السلام: «أرددُوا عليّ أخي علي بن أبي طالب وعمّي» فأنْفَذوا مَنْ دَعاهما فحضرا، فلمّا استقر بهما المجلسُ قال رسولُ الله صلّى الله عليه وآله: «يا عبّاس يا عمّ رسول الله، تَقْبلُ وصيَّتي وتُنجزُ عِدَتي وتَقضي عنّي دِيني؟» فقال العبّاس: يا رسولَ الله، عمُّك شيخٌ كبير ذو عيالٍ كثير، وأنت تُباري الريحَ سَخاء وكَرَماً، وعليك وعد لا يَنْهض به عمُّك.

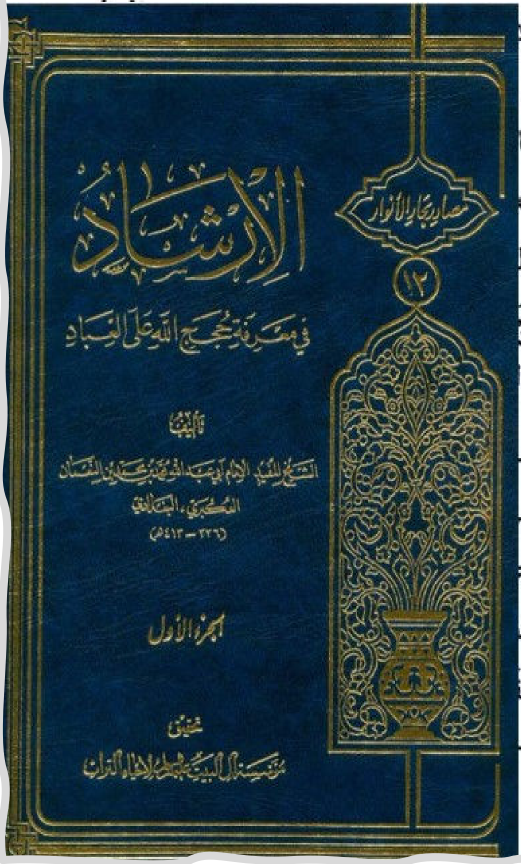

فأَقْبل على أمير المؤمنـ
وَصيّتي وتُنجزُ عِدَتي وتَقْضي
قال: نعم يا رسولَ الله. فقا
نَزَع خاتَمه من يده فقال لـ
ودِرْعه وجميعَ لامته فدَفَع ذا
بَطنه إذا لبِسَ سِلاحه وخَرَجَ
المؤمنين عليه السلام وقال
فلمّا كان من الغَد حُـ
المؤمنين لا يُفارقه إلاّ لضـ
السلام إفاقةً فافتقد علياً
لي أخي وصاحبي» وعاوده ا
بكرٍ، فَدُعِيَ فدَخَلَ عليه فـ

---

(١) «م»: يئسوا.

تَفْسِيرُ سُوْرَةِ الْحُجُرَاتِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

3720۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَكِيمِيُّ بِبَغْدَادَ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَاتِمٍ الدُّوْرِيُّ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ "اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ" صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالَّذِي اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا اُكَلِّمُكَ اِلَّا كَاَخِي السِّرَارِ حَتّٰى اَلْقَى اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ

هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَّلَمْ يُخَرِّجَاهُ

سورۃ الحجرات کی تفسیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

✦✦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (الحجرات:3)

''بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس''۔ (ترجمہ کنزالایمان، امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ)

تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے، میں تمام عمر آپ کے ساتھ سرگوشی کے انداز بات کروں گا۔

✦✦ یہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے معیار کے مطابق صحیح

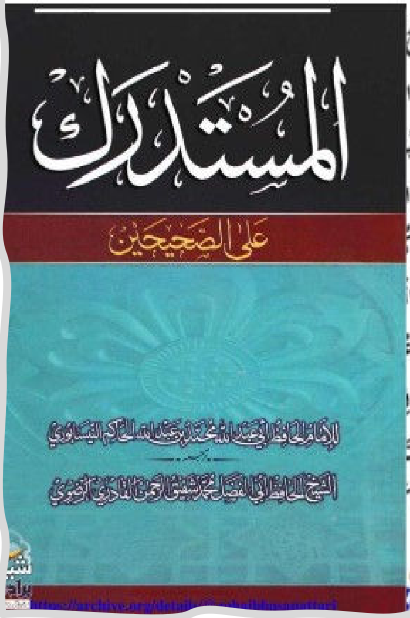

3721۔ اَخْبَرَنِي اَبُو النَّضْرِ الْفَقِيهُ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيْدٍ ا... الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ عُتْبَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ يُوْنُسَ بْنَ مَ... الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى ... اللّٰهِ، اَرَاَيْتَ مَا نَعْمَلُهُ، اَشَيْءٌ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ اَوْ شَيْءٌ نَسْتَاْنِفُهُ؟ قَالَ: ... بْنُ مَيْسَرَةَ عَلٰى سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، فَقَالَ لَهُ: اِنَّ تَصْدِيْقَ هٰذَا ا... سَعِيْدٌ: وَاَيْنَ يَا ابْنَ حَلْبَسٍ؟ قَالَ: اَمَا تَسْمَعُ اللّٰهَ يَقُوْلُ فِي كِتَابِهِ: وَا... كَثِيْرٍ مِنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهُ ... وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرَّاشِدُوْنَ فَضْلًا مِنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً، اَرَاَيْتَ ... الْاَخَابِثُ: اَيْنَ كَانُوْا يَذْهَبُوْنَ حَيْثُ حُبِّبَ اِلَيْهِمْ وَزُيِّنَ لَهُمْ اَوْ حَيْثُ ...

هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

on link for more books
/details/@zohaibhasanattari

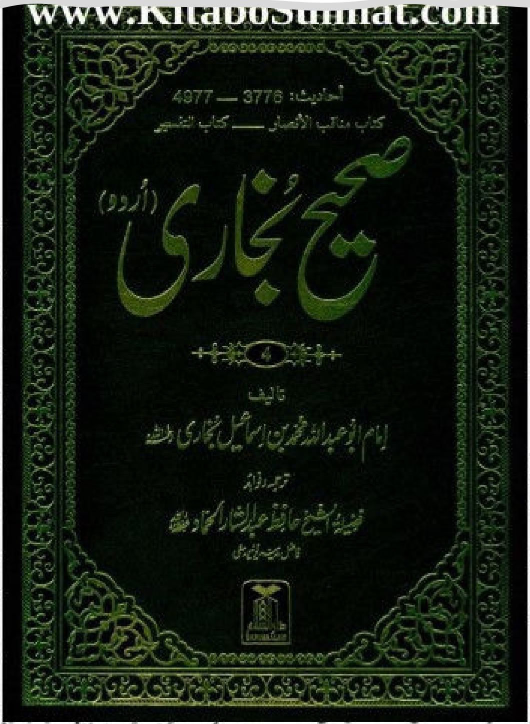

﴿تَشْعُرُونَ﴾: تَعْـ ... ہو۔ اسی سے لفظ

٤٨٤٥ - حَدَّثَنَا يَسَرَ ... روایت ہے، انھوں
اللَّخْمِيُّ: حَدَّثَنَا نَافِعُ ... ر کرنے کی بنا پر دو
مُلَيْكَةَ قَالَ: كَادَ الْخَيِّـ ... حضرت ابوبکر اور
وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ... ایک وفد آپ ﷺ
النَّبِيِّ ﷺ حِينَ قَدِمَ ... قرع بن حابس کی
فَأَشَارَ أَحَدُهُمَا بِالْأَقْرَ ... ر دوسرے نے کسی
مُجَاشِعٍ. وَأَشَارَ الْآ ... کا نام مجھے یاد نہیں
نَافِعٌ: لَا أَحْفَظُ اسْمَهُ ... ت عمر ؓ سے کہا:
مَا أَرَدْتَ إِلَّا خِلَا ... حضرت عمر ؓ نے
خِلَافَكَ، فَارْتَفَعَتْ ... ہے۔ اس معاملے
فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿يَٰٓأَيُّ ... تعالیٰ نے یہ آیت
أَصْوَاتَكُمْ﴾ الْآيَةَ. نازل فرمائی: ﴿يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ...﴾

قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: فَمَا كَانَ عُمَرُ يُسْمِعُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعْدَ هٰذِهِ الْآيَةِ حَتَّى يَسْتَفْهِمَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ ذٰلِكَ عَنْ أَبِيهِ - يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ -. [راجع: ٤٣٦٧]

سیدنا عبداللہ بن زبیر ؓ نے فرمایا: اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت عمر ؓ اتنی آہستہ بات کرتے کہ رسول اللہ ﷺ کو ان سے پوچھنے کی ضرورت پیش آتی، لیکن انھوں نے یہ بات اپنے نانا، یعنی حضرت ابوبکر ؓ کے متعلق نقل نہیں کی۔

٤٨٤٦ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ ابْنُ سَعْدٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ: أَنْبَأَنِي مُوسَى بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ، فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ مُنَكِّسًا رَأْسَهُ، فَقَالَ لَهُ: مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ: شَرٌّ، كَانَ يَرْفَعُ

[4846] حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس ؓ کو اپنی مجلس میں گم پایا تو ایک آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں اس کا حال معلوم کرکے آپ کو بتاؤں گا، چنانچہ وہ گیا تو حضرت ثابت بن قیس ؓ کو اپنے گھر میں سر جھکائے بیٹھے دیکھا، پوچھا: کیا حال ہے؟ کہنے لگے: برا حال ہے، میری تو آواز ہی نبی ﷺ کی آواز سے بلند ہوتی تھی، میرے تو اعمال ضائع

[٣٩٠]

قوله تعالى: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ ٱللَّهِ...﴾ الآية. [٣].

٧٥٥ ـ قال عطاء عن ابن عباس: لما نزل قوله تعالى: ﴿لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ﴾ تألّى أبو بكر أن لا يكلم رسول الله ﷺ إلا كأخِي السِّرَار، فأنزل الله تعالى في أبي بكر: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ ٱللَّهِ﴾.

٧٥٦ ـ أخبرنا أبو بكر القاضي، قال: حدَّثنا محمد بن يعقوب، قال: حدَّثنا محمد بن إسحاق الصغاني قال: حدَّثنا يحيى بن عبد الحميد قال: حدَّثنا حُصَين بن عمر الأَحْمَسِيّ، قال: حدَّثنا مُخَارِق، عن طارق، عن أبي بكر، قال:

لما نزلت على النبي ﷺ ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ ٱللَّهِ أُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ٱمْتَحَنَ ٱللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ﴾ قال أبو بكر: فآليت على نفسي أن لا أكلِّم رسول الله ﷺ إلا كأخي السِّرَارِ.

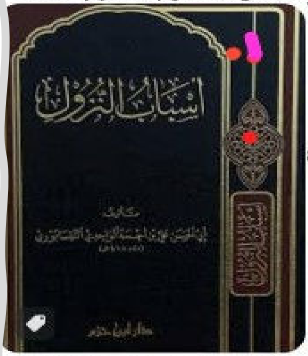

[٣٩١]

قوله تعالى: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَآءِ ٱلْحُجُ

[٤].

٧٥٧ ـ أخبرنا أحمد بن عبيد الله المَخْلَدِي،

---

[٧٥٥] بدون إسناد.

[٧٥٦] في إسناده حصين بن عمر الأحمسي قال الحافظ في التقريب: متروك، ويحيى بن عبد الحميد الحماني: متهم بسرقة الحديث.

وأخرجه الحاكم في المستدرك (٧٤/٣) وصححه وتعقبه الذهبي بقوله: حصين واه وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد (١٠٨/٧) وقال: رواه البزار وفيه حصين بن عمر الأحمسي وهو متروك،

وزاد السيوطي نسبته في الدر (٨٤/٦) لابن عدي وابن مردويه.

وله شاهد صحيح من حديث أبي هريرة أخرجه الحاكم في المستدرك (٤٦٢/٢) وصححه ووافقه الذهبي.

[٧٥٧] أخرجه الطبراني في الكبير (٢١٠/٥) وابن جرير (٧٧/٢٦) من طريق داود الطفاوي به، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد وقال: رواه الطبراني وفيه داود بن راشد الطفاوي وثقه ابن حبان

ہے نہ تو بطور شک کے تھا اور نہ غور اور فکر کی حالت میں تھا۔ بلکہ آپؑ کو یقین حاصل تھا اور خوب طرح جانتے تھے کہ پروردگار عالمین میں کواکب کی صفات کا پایا جانا جائز نہیں ہے۔ بلکہ جو کچھ فرمایا اپنی قوم کے عقائد کے انکار اور ان کی تنبیہ کے طور پر تھا۔ کہ جو چیز غائب ہو جائے، اور چھپ جائے وہ خدائے معبود نہیں ہو سکتی۔ اور آپؑ کا ھٰذَا رَبِّی فرمانا ہر دو وجہوں میں سے ایک وجہ پر محمول ہوگا۔ اے ھو کذالک عندکُم وَعلیٰ مذاھبکم۔ یعنی وہ تمہارے نزدیک اور تمہارے مذہب کے مطابق ایسا ہی ہے جیسے ہم میں سے کوئی شخص مشبہ (تشبیہ دینے والا) سے اس کے قول کے انکار کے طور پر کہے۔ ھذا ربہ جسم یتحرک ویسکن (یہ اس کا پروردگار ہے؟ کہ ایک جسم ہے جو متحرک ہوتا ہے اور ساکن ہوتا ہے)۔

اور ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ حضرتؑ نے یہ بطور استفہام کے فرمایا ہو اور بوجہ عدم ضرورت کے حرف استفہام گر گیا ہو۔ اور اشعار می

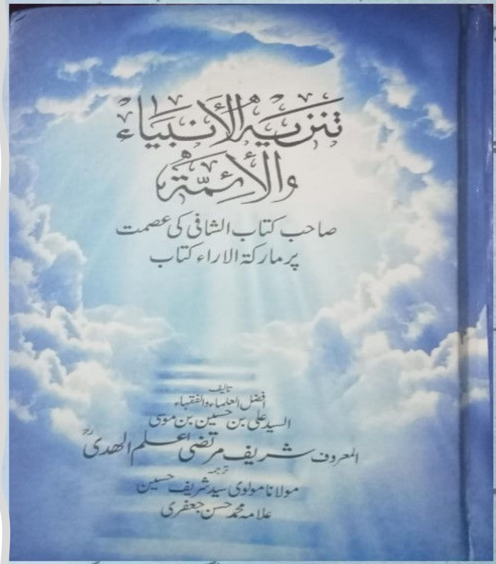

شعر:

کذبتک عَینکَ اَم رایتَ بواسِ

یعنی اکذبتکَ عینکَ۔

ایک اور شاعر کہتا ہے۔ شعر:

طعمرک ما ادری وان کنتُ دار

یعنی ابسبع۔

اور ابن ابی ربیعہ کہتا ہے۔ شعر:

ثم قالو اتحسبها قُلتُ بھ

یعنی أتحبها۔

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ حرف استفہام کا حذف کرنا اس وقت بھلا لگتا ہے۔ جب کہ کلام میں کوئی قرینہ اس کے حذف کرنے کا پایا جائے۔ اور کوئی اور لفظ اس کے عوض میں مذکور ہو۔ پس بلا عوض کے ہرگز حذف ہمزہ مستعمل نہیں۔ اور جو اشعار مثالاً پیش کئے گئے

ہیں ان میں پہلے حرف استفہام کا عوض موجود ہے۔ مگر آیت مذکورہ میں ایسا نہیں پایا جاتا۔
اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی تو صرف استفہام عوض کی موجودگی میں حذف کیا جاتا ہے۔ اور جبکہ معنی استفہام میں کسی قسم کا التباس اور شک نہ رہے۔ تو بلا عوض بھی حذف کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ابن ابی ربیعہ کا شعر حرف استفہام اور عوض سے بالکل خالی ہے۔ اور ابن عباسؓ سے قولہ تعالیٰ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ کی تفسیر میں اَفَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ مروی ہے۔ بنابر اس روایت کے الف استفہام یہاں سے مخدوف ہے۔

پس جب کہ حرف استفہام کا حذف کرنا جائز ہے۔ اس لئے کہ خطاب اس پر دلالت کرتا ہے تو دلالت عقلی کی وجہ سے اس کا حذف کرنا کیونکر نا جائز ہوسکتا ہے۔ اس لئے کہ دلالت عقلی دلالت غیر عقلی سے اقویٰ ہے۔

مسئلہ:-

اگر کوئی ... ابراہیم کا حال
بیان فر...

... م ھذا

' انبیاء ... و جہاد وغیرہ امور جو
خصوصیا ... علا مخالفین سے مقابلہ
ومجادلہ ... حسن براہین سے
شروع ک... پرستوں کی خبر لی۔ اور
ان کے ... پرستوں سے مناظرہ و
مجادلہ ... خانے کا منتظم۔ بت
بنا بنا کر ... میں آئے۔ ان کو بھی
وہ حسب ...

[١٣٩٠] ١٥ـ مَا رَوَاهُ ... عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْخَزَّازِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام فِي الرَّجُلِ يَشُكُّ بَعْدَ مَا يَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ فَقَالَ لَا يُعِيدُ وَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ.

على أنَّ الخبر الثَّاني إنَّما تضمَّن ذكر من صلَّى ركعتين ونسي ركعتين وذلك يكون في الرُّباعيَّات دون صلاة الغداة غير أنَّه وإن كان كذلك فالحكم في ذلك أيضا مثل الحكم في صلاة الغداة من أنَّه متى انصرف إلى استدبار القبلة كان عليه إعادة الصَّلاة والَّذي يدلُّ على ذلك.

[١٣٩١] ١٦ـ مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ زُرْعَةَ عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ مَنْ حَفِظَ سَهْوَهُ فَأَتَمَّهُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ سَجْدَتَا السَّهْوِ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وآله صَلَّى بِالنَّاسِ الظُّهْرَ ثُمَّ سَهَا فَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ ذُو الشِّمَالَيْنِ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَزَلَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ إِنَّمَا صَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وآله أَتَقُولُونَ مِثْلَ قَوْلِهِ قَالُوا نَعَمْ فَقَامَ فَأَتَمَّ بِهِمُ الصَّلَاةَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ قَالَ قُلْتُ أَرَأَيْتَ مَنْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَظَنَّ أَنَّهَا أَرْبَعٌ فَسَلَّمَ وَانْصَرَفَ ثُمَّ ذَكَرَ بَعْدَ مَا ذَهَبَ أَنَّهُ إِنَّمَا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ قَالَ يَسْتَقْبِلُ الصَّلَاةَ مِنْ أَوَّلِهَا قَالَ قُلْتُ فَمَا بَالُ الرَّسُولِ صلى الله عليه وآله لَمْ يَسْتَقْبِلِ الصَّلَاةَ وَإِنَّمَا أَتَمَّ بِهِمْ مَا بَقِيَ مِنْ صَلَاتِهِ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وآله لَمْ يَبْرَحْ مِنْ مَجْلِسِهِ فَإِنْ كَانَ لَمْ يَبْرَحْ مِنْ مَجْلِسِهِ فَلْيُتِمَّ مَا نَقَصَ مِنْ صَلَاتِهِ.

بَابُ ٨٥ السَّهْوِ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ

٣٧٠/١ [١٣٩٢] ١ـ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ صَفْوَانَ وَفَضَالَةَ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَحَدِهِمَا عليهما السلام قَالَ سَأَلْتُهُ عَنِ السَّهْوِ فِي الْمَغْرِبِ فَقَالَ يُعِيدُ حَتَّى يَحْفَظَ إِنَّهَا لَيْسَتْ مِثْلَ الشَّفْعِ.

[١٣٩٣] ٢ـ عَنْهُ عَنِ النَّضْرِ عَنْ مُوسَى بْنِ بَكْرٍ عَنِ الْفُضَيْلِ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنِ السَّهْوِ فَقَالَ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ إِذَا لَمْ تَحْفَظِ الثَّلَاثَ إِلَى الْأَرْبَعِ فَأَعِدْ صَ...

[١٣٩٤] ٣ـ عَنْ ... عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام إِذَا سَهَوْتَ فِي الْمَغْرِبِ فَأَعِدِ الصَّ...

... ذكر المغرب أيضا مع ذكر

[١٣٩٥] ٤ـ فَ... ـفِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ صَلَّ... ـعَتَيْنِ فَأَعَدْتُ فَأَخْبَرْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام فَقَالَ... ـلَ اللَّهِ صلى الله عليه وآله سَهَا فَسَلَّمَ فِي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ ذَكَرَ ...

٣٧١/١ [١٣٩٦] ٥ـ ... الْمُغِيرَةِ النَّضْرِيِّ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام ... أَلَيْسَ قَدِ انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وآله فِي الرَّكْعَ...

... سلَّم في الرَّكعة الثَّانية ولم ... عليه الإعادة بل يجب عليه

[١٣٩٧] ٦ـ ... ـي سَفَرٍ وَأَنَا إِمَامُهُمْ فَصَلَّيْتُ الْمَغْرِبَ فَسَلَّمْتُ ... قَالُوا أَمَّا نَحْنُ فَنُعِيدُ فَقُلْتُ لَكِنِّي لَا أُعِيدُ وَأُ... ـنْ أَمْرِنَا فَقَالَ لِي أَنْتَ كُنْتَ أَصْوَبَ مِنْهُمْ فِعْلًا إِنَّمَا يُعِيدُ مَنْ لَا يَدْرِي ...

فبيَّن عليه السلام في هذا الخبر أنَّ من لا يدري ما صلَّى يجب عليه الإعادة دون من تيقَّن مع أنَّ في الحديثين ما

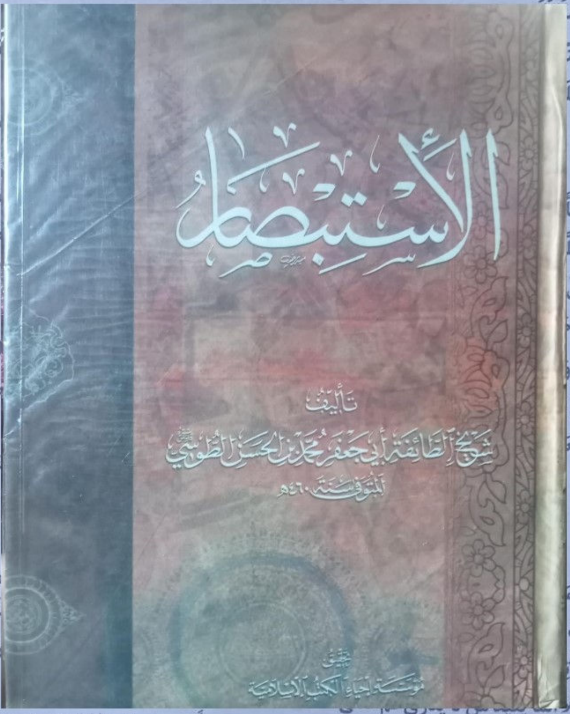

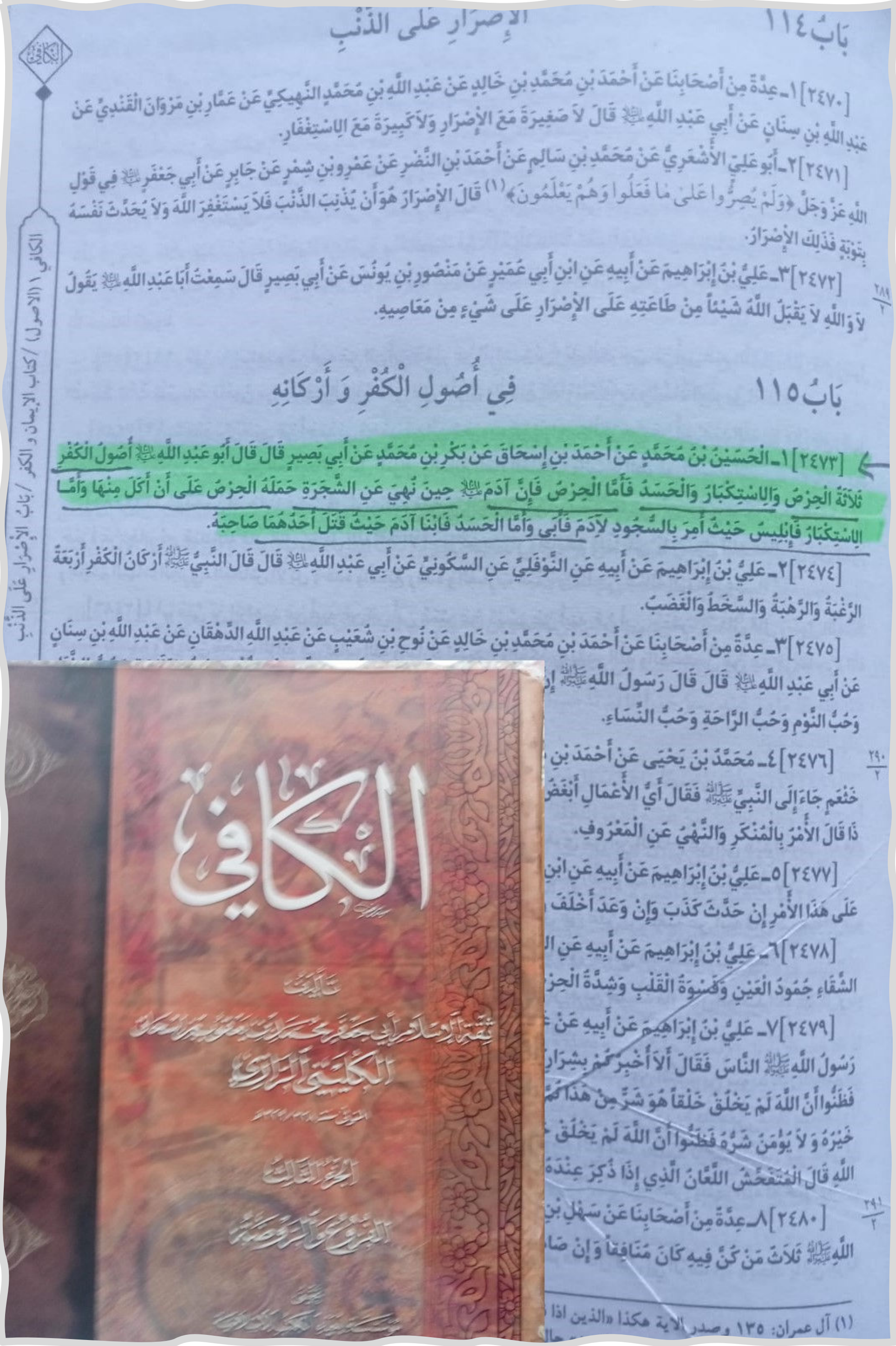

بَابُ ١١٤ الإِصْرَارِ عَلَى الذَّنْبِ

[٢٤٧٠] ١ـ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ النَّهِيكِيِّ عَنْ عَمَّارِ بْنِ مَرْوَانَ الْقَنْدِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ لَا صَغِيرَةَ مَعَ الإِصْرَارِ وَلَا كَبِيرَةَ مَعَ الِاسْتِغْفَارِ.

[٢٤٧١] ٢ـ أَبُو عَلِيٍّ الأَشْعَرِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ النَّضْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ (١) قَالَ الإِصْرَارُ هُوَ أَنْ يُذْنِبَ الذَّنْبَ فَلَا يَسْتَغْفِرَ اللَّهَ وَلَا يُحَدِّثَ نَفْسَهُ بِتَوْبَةٍ فَذَلِكَ الإِصْرَارُ.

[٢٤٧٢] ٣ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ يُونُسَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام يَقُولُ لَا وَاللَّهِ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ شَيْئاً مِنْ طَاعَتِهِ عَلَى الإِصْرَارِ عَلَى شَيْءٍ مِنْ مَعَاصِيهِ.

٢٨٩/٢

بَابُ ١١٥ فِي أُصُولِ الْكُفْرِ وَ أَرْكَانِهِ

[٢٤٧٣] ١ـ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام أُصُولُ الْكُفْرِ ثَلَاثَةٌ الْحِرْصُ وَالِاسْتِكْبَارُ وَالْحَسَدُ فَأَمَّا الْحِرْصُ فَإِنَّ آدَمَ عليه السلام حِينَ نُهِيَ عَنِ الشَّجَرَةِ حَمَلَهُ الْحِرْصُ عَلَى أَنْ أَكَلَ مِنْهَا وَأَمَّا الِاسْتِكْبَارُ فَإِبْلِيسُ حَيْثُ أُمِرَ بِالسُّجُودِ لِآدَمَ فَأَبَى وَأَمَّا الْحَسَدُ فَابْنَا آدَمَ حَيْثُ قَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ.

[٢٤٧٤] ٢ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّوْفَلِيِّ عَنِ السَّكُونِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله أَرْكَانُ الْكُفْرِ أَرْبَعَةٌ الرَّغْبَةُ وَالرَّهْبَةُ وَالسَّخَطُ وَالْغَضَبُ.

[٢٤٧٥] ٣ـ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ نُوحِ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الدِّهْقَانِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ
عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وآله إِ...
وَحُبُّ النَّوْمِ وَحُبُّ الرَّاحَةِ وَحُبُّ النِّسَاءِ.

٢٩٠/٢ [٢٤٧٦] ٤ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ ...
خَثْعَمٍ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله فَقَالَ أَيُّ الأَعْمَالِ أَبْغَضُ ...
ذَا قَالَ الأَمْرُ بِالْمُنْكَرِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمَعْرُوفِ.

[٢٤٧٧] ٥ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ ...
عَلَى هَذَا الأَمْرِ إِنْ حَدَّثَ كَذَبَ وَإِنْ وَعَدَ أَخْلَفَ ...

[٢٤٧٨] ٦ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ...
الشَّقَاءِ جُمُودُ الْعَيْنِ وَقَسْوَةُ الْقَلْبِ وَشِدَّةُ الْحِرْ...

[٢٤٧٩] ٧ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ...
رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وآله النَّاسَ فَقَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِشِرَارِ...
فَظَنُّوا أَنَّ اللَّهَ لَمْ يَخْلُقْ خَلْقاً هُوَ شَرٌّ مِنْ هَذَا ...
خَيْرُهُ وَلَا يُؤْمَنُ شَرُّهُ فَظَنُّوا أَنَّ اللَّهَ لَمْ يَخْلُقْ ...
اللَّهِ قَالَ الْمُتَفَحِّشُ اللَّعَّانُ الَّذِي إِذَا ذُكِرَ عِنْدَهُ ...

٢٩١/٢ [٢٤٨٠] ٨ـ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ ...
اللَّهِ صلى الله عليه وآله ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقاً وَإِنْ صَا...

(١) آل عمران: ١٣٥ وصدر الآية هكذا «الذين اذا ...

الكافي ١ (الأصول) / كتاب الإيمان و الكفر / باب الإصرار على الذنب

فانصرف محمّد بن الحنفيّة وهو يتولّى عليّ بن الحسين(عليه السلام).(١)

٢٠/١٣٠ ـ وروى فضالة بن أيّوب، عن أبان بن عثمان الأحمر، عن أبي عبدالله بن سليمان، عن أبي عبدالله جعفر بن محمّد(عليهما السلام)، قال: حضر عليّ بن الحسين(عليهما السلام) الموت، فقال: يا محمّد، أيُّ ليلة هذه؟ قال: ليلة كذا وكذا.

قال: وكم مضى من الشهر؟ قال: كذا وكذا.

قال: وكم بقي؟ قال: كذا وكذا.

قال: إنّها الليلة التي وُعدتها.

قال: ودعا بوَضوء فقال إنَّ فيه لفأرة. فقال بعض القوم(٢): إنّه ليَهْجُر. فقال: هاتوا المصباح فنظروا فإذا فيه فأرة، فأمر بذلك الماء فأُهريق، وأتوه بماء آخر، ثمَّ توضّأ وصلّى، حتّى إذا كان آخر الليل توفي(صلوات الله عليه).(٣)

٢١/١٣١ ـ أخبرني أبو الحسين محمّد بن هارون، قال: حدّثني أبي، قال: حدَّثنا أبو ع... حدّثني محمّد بن الحسن بن ... عن أبيه يزيد بن حماد، عن ع... بيان، قال: قال أبو عبدالله(... علامات عليّ بن الحسين(عليه ال... نت؟ فقال: أنا أبو خالد الـ...

فقال...

قال ... أبا خالد: أُريد أن أُريك الجـ... نيه.

فمسـ... أنهارها وما شاء

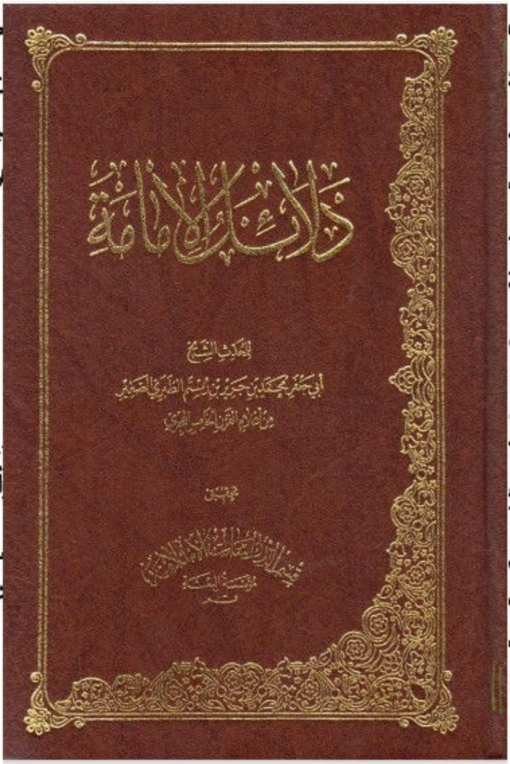

(١) بصائـ... اج: ٣١٦. إعلام الورى: ٢٥٨ ق... شهرآشوب ٤: ١٤٧.

(٢) في «...

(٣) الهدا...

چنانچہ صفر ۱۱ھ اپنی وفات سے چند روز قبل حضرت علیؑ کو روک کر باقی تمام اصحاب کو جن میں اصحاب ثلاثہ بھی شامل تھے حکم دیا کہ اُسامہ بن زید کی ماتحتی میں اہل روم سے جنگ کرنے کے لیے مدینہ سے چلے جائیں۔ جب صحابہ کو اس کا علم ہوا۔ تو وہ چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ اور جب آنحضرت کو ان کے تساہل کی اطلاع ملی تو بڑی شدت سے فرمایا: (جهزوا جيش اسامة لعن الله من تخلّف عنها) اسامہ کے لشکر کو جلد روانہ کرو جو لوگ اس کے ساتھ جانے سے پہلوتہی کریں۔ ان پر خدا کی لعنت ہو[1]۔ مگر اس تاکید و تہدید کے باوجود یہ حضرات وہیں جمے رہے تا کہ وفاتِ رسولؐ کے بعد آپ کی اہل بیتؑ کو مسند خلافت پر متمکن نہ ہونے دیں۔

پانچویں اینٹ: واقعۂ قرطاس:

پیغمبر السلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری لحاتِ حیات میں چاہا کہ ایک ایسا وثیقہ لکھ دیں جس کے بعد اہل اسلام گمراہ نہ ہوں مگر حضرت ثانی آڑے آئے اور صاف کہہ دیا: (ان الرجل ليهجر) (معاذ اللہ) رسول کو ہذیان ہو گیا ہے۔ حسبنا كتاب الله۔ ابن عباس اس واقعہ کو یاد کر کے اس قدر رویا کرتے کہ پاس والے سنگریزے تر ہو جاتے[2]۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ مخصوص وصیت نامہ لکھنے میں کامیاب ہو جاتے اور وہ عامۃ المسلمین کو مل جاتا تو وہ آنحضرت کی وفات حسرت آیات کے بعد چاہِ ضلالت میں نہ پڑتے۔ اور نہ کسی کو جرأت ہوتی کہ وہ امام حسینؑ کو شہید کرے کیونکہ اس صورت میں نہ خلیفۂ اوّل کا دور ہوتا۔ نہ ثانی کا، نہ ثالث کا، نہ معاویہ کا اور نہ یزید کا، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سیادت و قیادت حضرت علیؑ اور ان کے بعد امام حسنؑ اور ان کے بعد امام حسینؑ کے سپرد ہوتی۔ اور یہ حضرات ظاہری طور پر بھی تمام مسلمانوں کے آقا و پیشوا اور مقتدا ہوتے۔ یزید کا کہیں پتہ بھی نہ چلتا۔ پیشوائے اہل حدیث مولوی وحید الزمان

''انہیں کی جوتیوں ک ... کے سور چراتا پھرتا۔

اونٹ کا دودھ اور مُوت ...

ان حقائق کی روشنی م ... رت میں کم از کم پانچ اینٹیں لگ چکی تھیں۔ آج دنیا والوں کو تعجب ... آپؐ کے پیارے نواسہ کو کیونکر شہید کیا؟ امت کیوں کر اس اقد ... لوم ہو جاتا ہے کہ ایسا ہونا ضرور تھا۔ جب بعض بظاہر صحابہ اپنے ذ ... تو نواسۂ رسولؐ کو قتل کرنے سے کیا امر مانع تھا؟ جب خلیفۂ اوّل ... یا تو ان کو نواسۂ رسولؐ کی تعظیم و

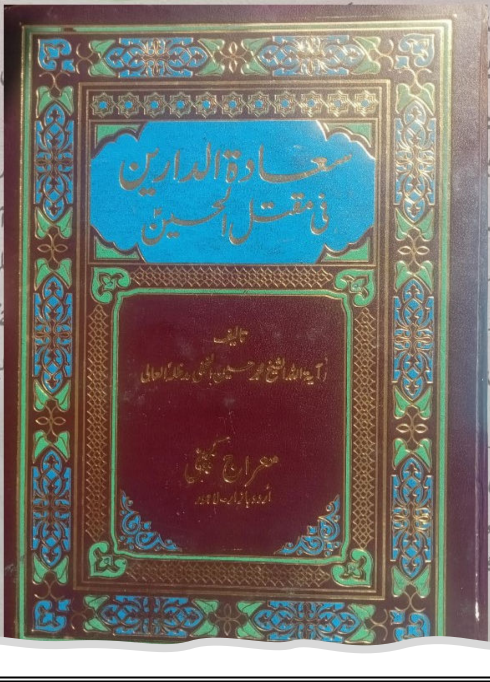

[1] الملل والنحل، ج۱، ص ۲۰، طبع بمبئی ...
[2] بخاری، پارہ اوّل، ص ۱۰۶، طبع لاہ ...
[3] انوار اللغۃ، پارہ ۱۸، ص ۱۷، طبع بنگ ...

رسول کا دماغ خراب ہو گیا ہے! معاذ اللہ یہ دیوانے ہو گئے ہیں! ان کی باتیں کوئی نہ سنے! یہ پاگل پن اور ہذیان کی باتیں کرتے ہیں!!!

بہر حال ان تمام باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ رسولؐ بوقت آخر ایک ایسی اہم شے لکھنا چاہتے تھے جو بعض لوگوں کو ہضم نہ ہو سکی اور مخالفت کر بیٹھے! اور قابل توجہ بات یہ ہے کہ سلسلہ رُواۃ میں سے ابن عباس اور سعید بن جبیر نے تیسری وصیت کو نقل کیا تھا لیکن جب یہ سلسلہ تیسرے راوی جناب سلیمان تک پہنچا تو وہ تیسری شے بھول گئے: (**ونسیت الثالثہ** اور میں تیسری وصیت فراموش کر گیا!) کیونکہ بخاری تصریح کرتے ہیں:

''سفیان بن عینیہ اس حدیث کے سلسلہ رُواۃ میں سے چوتھے فرد کہتے تھے: یہ قول (**نسیت الثالثہ**'' میں تیسری وصیت بھول گیا) سعید بن جبیر یا ابن عباس کا نہیں بلکہ سلیمان کا ہے ''**قال سفیان بن عینیہ: ھذا من قول سلیمان**'' سفیان کہتے ہیں: ''مجھ سے سلیمان نے کہا: میں تیسری وصیت فراموش کر گیا''۔(۱)

پس نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ جس چیز کو فراموشی کا نام دیا گیا وہ صرف اہل بیتؑ کی حاکمیت اور بالاخص علیؑ کی خلافت کا مسئلہ تھا جس کو دیگر مقامات پر مثلاً ابن عباس اور عمر کے درمیان کی گفتگو میں وضاحت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

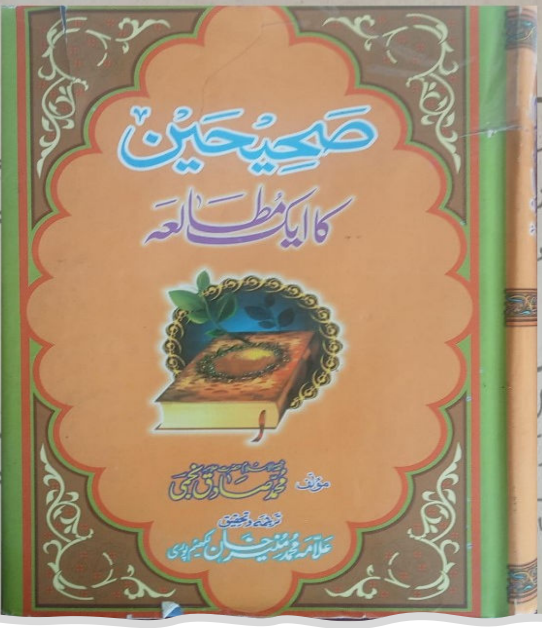

عرض مؤلف

مردہ باد ایسی ... ا، زائل ہو جائیں وہ ذہن
جو عالی اور لا...
میں تحریف کرد... ت پر، جس کی وجہ سے حقائق

ایک اعتراض

بعض علمائے اہل ... تو پھر رسول بعض لوگوں کی
مخالفت کی بنا پر ... کے نفع کے لئے تھی؟

(۱) صحیح بخا... العرب'' حدیث ۲۹۹۷.

سورة التحريم

بسم الله الرحمن الرحيم

يا أيها النبي لم تحرم ما أحل الله لك تبتغي مرضات أزواجك والله
غفور رحيم (١) قد فرض الله لكم تحلة أيمانكم والله مولاكم
وهو العليم الحكيم (٢) وإذ أسر النبي إلى بعض أزواجه حديثا
فلما نبأت به وأظهره الله عليه عرف بعضه وأعرض عن بعض
فلما نبأها به قالت من أنبأك هذا قال نبأني العليم الخبير
(٣) إن تتوبا إلى الله فقد صغت قلوبكما وإن تظاهرا عليه
فإن الله هو مولاه وجبريل وصالح المؤمنين والملائكة
بعد ذلك ظهير (٤) عسى ربه إن طلقكن أن يبدله أزواجا
خيرا منكن مسلمات مؤمنات قانتات تائبات عابدات سائحات
ثيبات وأبكارا (٥) يا أيها الذين آمنوا قوا أنفسكم وأهليكم
نارا وقودها الناس والحجارة عليها ملائكة غلاظ شداد
لا يعصون الله ما أمرهم ويفعلون ما يؤمرون (٦) يا أيها
الذين كفروا لا تعتذروا اليوم إنما تجزون ما كنتم تعملون (٧)

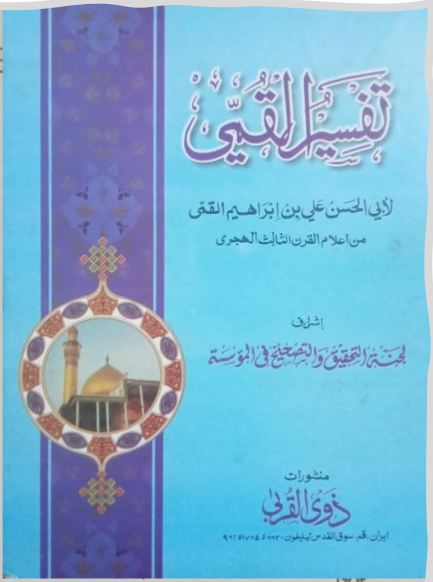

سورة التحريم

مدنية آياتها اثنتا عشرة

بسم الله الرحمن الرحيم

﴿يا أيها النبي لم تحرم ما أحل الله لك تبتغي مرضات أزواجك والله غفور رحيم (١) قد فرض الله لكم تحلة أيمانكم والله مولاكم وهو العليم الحكيم (٢)﴾ أخبرنا أحمد بن إدريس، قال: حدثنا أحمد بن محمد، عن الحسين بن سعيد، عن ابن سيار، عن أبي عبد الله عليه السلام في قوله تعالى: ﴿يا أيها النبي لم تحرم ما أحل الله لك﴾ الآية، قال: اطلعت عائشة وحفصة على النبي صلى الله عليه وآله وهو مع مارية، فقال النبي صلى الله عليه وآله والله ما أقربها، فأمره الله أن يكفر يمينه.

قال علي بن إبراهيم: كان سبب نزولها أن رسول الله صلى الله عليه وآله كان في بعض بيوت نسائه، وكانت مارية القبطية تكون معه تخدمه، وكان ذات يوم في بيت حفصة، فذهبت حفصة في حاجة لها، فتناول رسول الله مارية، فعلمت حفصة بذلك، فغضبت وأقبلت على رسول الله صلى الله عليه وآله وقالت: يا رسول الله هذا في يومي وفي داري وعلى فراشي، فاستحيا رسول الله منها، فقال: كفى فقد حرمت مارية على نفسي ولا أطؤها بعد هذا أبداً، وأنا أفضي إليك سراً، فإن أنت أخبرت به فعليك لعنة الله والملائكة والناس أجمعين، فقالت: نعم ما هو؟ فقال إن أبا بكر يلي الخلافة بعدي، ثم من بعده أبوك فقالت: من أخبرك بهذا؟ قال: الله أخبرني، فأخبرت حفصة عائشة من يومها ذلك، وأخبرت عائشة أبا بكر فجاء أبو بكر إلى عمر، فقال له: إن عائشة أخبرتني عن

www.KitaboSunnat.com

خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَقَالَ النَّاسُ: يَا أَبَا الْحَسَنِ! كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ فَقَالَ: أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللهِ بَارِئًا، فَأَخَذَ بِيَدِهِ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ وَاللهِ بَعْدَ ثَلَاثٍ عَبْدُ الْعَصَا، وَإِنِّي وَاللهِ لَأَرَى رَسُولَ اللهِ ﷺ سَوْفَ يُتَوَفّٰى مِنْ وَجَعِهِ هٰذَا، إِنِّي لَأَعْرِفُ وُجُوهَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عِنْدَ الْمَوْتِ، اذْهَبْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلْنَسْأَلْهُ فِيمَنْ هٰذَا الْأَمْرُ؟ إِنْ كَانَ فِينَا عَلِمْنَا ذٰلِكَ، وَإِنْ كَانَ فِي غَيْرِنَا عَلِمْنَاهُ فَأَوْصٰى بِنَا، فَقَالَ عَلِيٌّ: إِنَّا وَاللهِ لَئِنْ سَأَلْنَاهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَمَنَعَنَاهَا لَا يُعْطِينَاهَا النَّاسُ بَعْدَهُ، وَإِنِّي وَاللهِ لَا أَسْأَلُهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ.

[انظر: ٦٢٦٦]

ابوالحسن! رسول اللہ ﷺ اب کیسے ہیں؟ انھوں نے کہا: الحمد للہ اب اچھے ہیں۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور کہا: اللہ کی قسم! تم تین (دن) کے بعد محکوم اور لاٹھی کے غلام بن جاؤ گے کیونکہ اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ عنقریب آپ اس مرض سے وفات پا جائیں گے۔ میں بنو مطلب کے چہرے ان کی موت کے وقت پہچانتا ہوں۔ آؤ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر اس امر کے متعلق دریافت کریں کہ آپ کے بعد کون آپ کا خلیفہ ہوگا؟ اگر آپ نے ہم لوگوں کو خلافت دی تو معلوم ہو جائے گا اور اگر آپ نے کسی دوسرے کو خلافت سونپی تو بھی معلوم ہو جائے گا اور تب آپ ہمارے متعلق حسن سلوک کی اسے وصیت فرمائیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر ہم نے آپ سے اس امر سے متعلق دریافت کیا اور آپ نے ہمیں محروم فرما دیا تو آپ کے بعد لوگ ہمیں کبھی خلیفہ نامزد نہیں کریں گے۔ اللہ کی قسم! میں تو رسول اللہ ﷺ سے خلافت کے متعلق سوال نہیں کروں گا۔

[4448] حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، دریں اثنا کہ مسلمان سوموار کے دن نماز فجر میں تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ انھیں نماز پڑھا رہے تھے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ ظاہر ہوئے۔ آپ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کا پردہ اٹھایا اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھا جبکہ وہ دوران نماز میں صفیں باندھے ہوئے تھے۔ آپ مسکراتے ہوئے ہنس پڑے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹنا شروع کیا تاکہ صف میں شامل ہو جائیں، انھوں نے خیال کیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے تشریف لانا چاہتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قریب تھا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی صحت یابی کی خوشی میں نماز ہی توڑ دیتے،

د موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

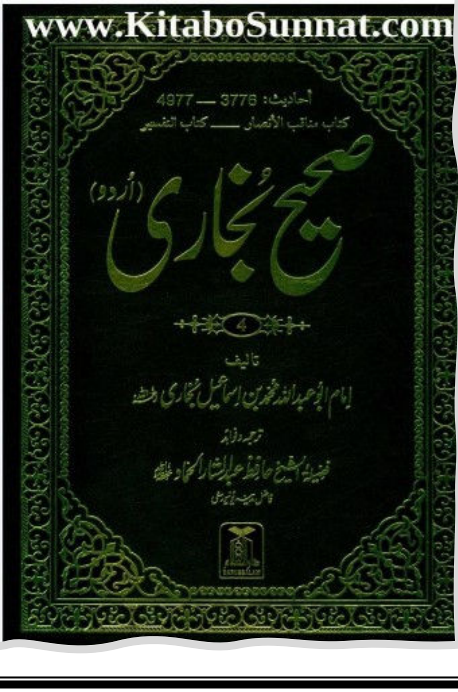

المستدرک (مترجم) جلد پنجم ۱۹۰ کِتَابُ مَعْرِفَةِ الصَّحا

عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی جانب ایک لاکھ درہم ہدیہ بھیجا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے وہ دراہم قبول کر
سے انکار کر دیا اور واپس بھیج دیئے۔ اور فرمایا: میں دنیا کے بدلے دین کو نہیں بیچ سکتا۔ پھر آپ مکہ کی جانب نکل گئے اور را
میں فوت ہو گئے۔

6016 - اَخْبَرَنِی اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْمُزَنِیُّ بِنَیْسَابُوْرَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَدْلِ، ثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ شَرِیْكٍ الْاَسَدِیُّ، بِالْكُوْفَةِ، ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ، ثَنَا اَبُوْ شِهَابٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ قَیْسٍ، عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْكَةَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِئْتُوْنِیْ بِدَوَاةٍ وَكَتِفٍ اَكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ اَبَدًا، ثُمَّ وَلَّانَا قَفَاهُ، ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَیْنَا، فَقَالَ: یَاْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَا بَكْرٍ

(التعلیق – من تلخیص الذهبی) 6016 – إسناده صحیح

✧✧ حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے پاس قلم دوات لاؤ، میں تمہیں تحریر لکھ دوں تاکہ تم کبھی بھی گمراہ نہ ہو، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری جانب پشت کر لی، کچھ دیر بعد آپ نے اپنا چہرہ ہماری طرف کیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ اور مومنین انکار کر رہے ہیں سوائے ابوبکر کے۔

...هِیْمَ الْخُزَاعِیُّ، بِمَكَّةَ، ثَنَا اَبُوْ یَحْیٰى بْنُ اَبِیْ مَسَرَّةَ، ثَنَا
...الرَّحْمٰنِ الْعَطَّارُ، حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَیْمٍ،
...اَبِیْ بَكْرٍ، عَنْ اَبِیْهَا، اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ،
...هَبَطَتِ الْاَكَمَةَ فَمُرْهَا فَلْتُحْرِمْ، فَاِنَّهَا عَمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ

...ذهبی) 6017 – إسناده قوی

...بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا: اپنی بہن
...پہاڑی سے نیچے اترو تو اس کو کہو کہ احرام باندھ لیں کیونکہ یہ

...بَكْرٍ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

...صدیق رضی اللہ عنہما کے فضائل

...لاثَةَ، ثَنَا اَبِیْ، ثَنَا ابْنُ لَهِیْعَةَ، ثَنَا اَبُو الْاَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ،
...رَّةَ عَبْدَاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ رُمِیَ بِسَهْمٍ، فَمَاتَ بَعْدَ ذٰلِكَ

...نوں میں بنی تمیم بن مرہ کی جانب سے عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما
...ید ہو گئے۔

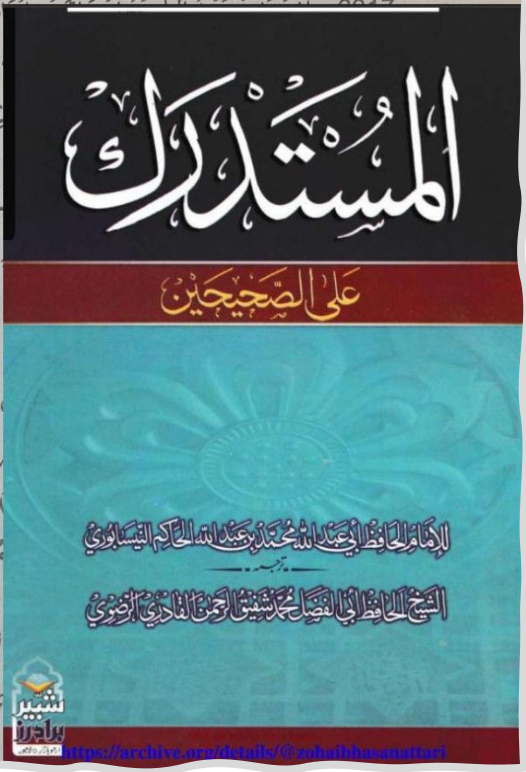

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «بَلْ أَنَا وَارَأْسَاهْ، لَقَدْ هَمَمْتُ - أَوْ أَرَدْتُ - أَنْ أُرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ فَأَعْهَدَ؛ أَنْ يَقُولَ الْقَائِلُونَ، أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّونَ، ثُمَّ قُلْتُ: يَأْبَى اللهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ، أَوْ يَدْفَعُ اللهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُونَ».

[راجع: ٥٦٦٦]

ارادہ ہوا تھا کہ میں ابوبکر اور اس کے بیٹے کو بلاؤں اور انھیں خلیفہ بنا دوں تاکہ کسی دعویٰ کرنے والے یا اس کی خواہش رکھنے والے کے لیے کوئی گنجائش باقی نہ رہے لیکن پھر میں نے سوچا کہ اللہ خود کسی دوسرے کی خلافت کا انکار کرے گا اور مسلمان بھی اسے دفع کریں گے...... یا فرمایا...... اللہ دفع کرے گا اور مسلمان کسی اور کو خلیفہ نہیں بننے دیں گے۔"

٧٢١٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا] قَالَ: قِيلَ لِعُمَرَ: أَلَا تَسْتَخْلِفُ؟ قَالَ: إِنْ أَسْتَخْلِفْ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي: أَبُو بَكْرٍ، وَإِنْ …

[7218] حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ حضرت عمر ؓ سے کہا گیا: آپ کسی کو خلیفہ کیوں نہیں نامزد کر دیتے؟ انھوں نے فرمایا: اگر میں کسی کو خلیفہ نامزد کرتا ہوں تو اس شخص نے خلیفہ نامزد کیا تھا جو مجھ سے بہتر تھے، یعنی ابوبکر ؓ۔ اور اگر میں اسے مسلمانوں کی … چھوڑتا ہوں تو اس بزرگ نے اسے مسلمانوں کی … وڑ دیا تھا جو مجھ سے بہت بہتر تھے، یعنی رسول اللہ … گرامی۔ لوگوں نے اس موقف پر ان کی تعریف … نے فرمایا: کوئی تو میری دل سے تعریف کرتا ہے … تے ہوئے ایسا کرتا ہے۔ اب میں تو یہی غنیمت … خلافت کی ذمہ داریوں سے برابر برابر نجات … مجھے اس کا کوئی ثواب ملے اور نہ مجھ سے اس … باز پرس ہی ہو، میں نے خلافت کا بوجھ زندگی … مرتے وقت اس بار کو نہیں اٹھاؤں گا۔

… حضرت انس ؓ سے روایت ہے، انھوں نے … دوسرا خطبہ سنا جب آپ منبر پر بیٹھے ہوئے … نبی ﷺ کی وفات سے دوسرے دن کا ہے۔ … نے خطبہ پڑھا جبکہ حضرت ابوبکر ؓ خاموش … ات نہ کرتے تھے۔ پھر حضرت عمر نے کہا: مجھے … ول اللہ ﷺ زندہ رہیں گے اور ہمارے کاموں

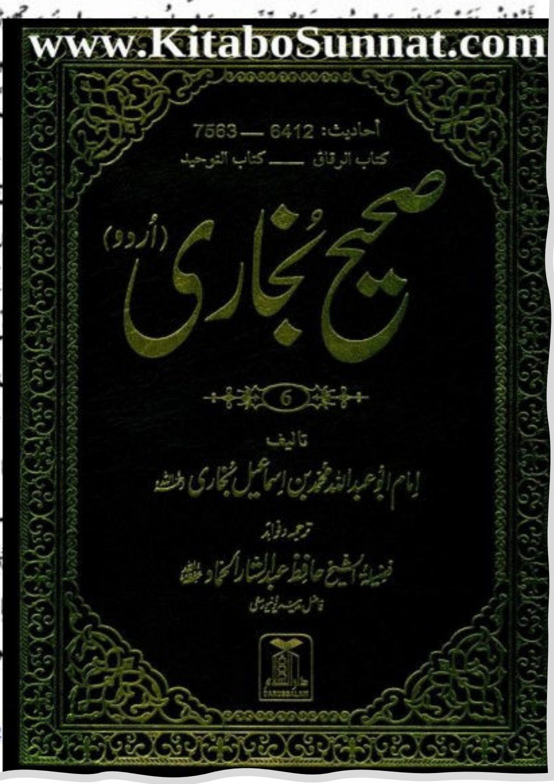

… پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

علم اور اس کے متعلقات کا بیـ ... 149

سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُو ... ب کرے جو میں نے نہیں
أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ ... لے۔"

فائدہ: اس حدیث ... ہیں، خواہ وہ ترغیب و ترہیب سے متعلق ہوں یا احکام و مس... لی ہوں یا فعلی، قائل کو پورے احتیاط سے کام لینا چاہیے ... جائز نہیں، صرف بتانے کے لیے نقل کی جاسکتی ہیں کہ ب... میں پیش کرنا کہ سننے والے انھیں صحیح سمجھ بیٹھیں اور ان ...

۱۱۰ - حَدَّثَنَا مُوسَى ... سے روایت ہے، نبی ﷺ
أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي ... ور احمد) پر نام رکھو مگر میری
النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تَسَـ ... کھو۔ اور یقین کرو جس نے
بِكُنْيَتِي، وَمَنْ رَآنِي ... ے یقیناً مجھ ہی کو دیکھا ہے،
الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِـ ... نہیں آ سکتا۔ اور جو دانستہ
عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ». [انظر: ۳۵۳۹، ۶۱۸۸، ۶۱۹۷، ۶۹۹۳] مجھ پر جھوٹ باندھے، وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔"

فائدہ: خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے کی سعادت ایسی صورت میں بابرکت ہو سکتی ہے جبکہ خواب میں دیکھا ہوا حلیہ کتب حدیث میں موجود آپ کے حلیۂ مبارکہ کے مطابق ہو۔ آپ کے حلیۂ مبارکہ کے متعلق مستند کتاب: الرسول كأنك تراه بہت مفید ہے، جس کا اردو ترجمہ راقم کے قلم سے "آئینۂ جمال نبوت" کے نام سے دارالسلام نے شائع کیا ہے۔

(۳۹) بَابُ كِتَابَةِ الْعِلْمِ

باب:39- علمی باتیں تحریر کرنا

۱۱۱ - حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: قُلْتُ لِعَلِيٍّ: هَلْ عِنْدَكُمْ كِتَابٌ؟ قَالَ: لَا، إِلَّا كِتَابُ اللهِ، أَوْ فَهْمٌ أُعْطِيَهُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ، أَوْ مَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ. قَالَ: قُلْتُ: وَمَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ؟ قَالَ: الْعَقْلُ، وَفَكَاكُ

[111] حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: آیا تمھارے پاس کوئی کتاب ہے؟ انھوں نے فرمایا: "نہیں، ہاں ہمارے پاس اللہ کی کتاب اور وہ فہم ہے جو ایک مسلمان مرد کو دی جاتی ہے یا جو کچھ اس صحیفے میں موجود ہے۔ میں نے پوچھا: اس صحیفے میں کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

64 - كتاب المغازي ... 452

لِلدَّوَاءِ، فَلَمَّا ... ہے۔ پھر آپ کو افاقہ ہوا تو
تَلُدُّونِي؟» قُلْنَا ... ع نہیں کرتا رہا کہ مجھے لدود
فَقَالَ: «لَا يَبْقَ ... ہم نے عرض کی: مریض تو
أَنْظُرُ، إِلَّا الْعَبَّا ... فرمایا: ”گھر میں کوئی آدمی
... دوا ڈالی جائے، صرف
... اس وقت تمھارے ساتھ

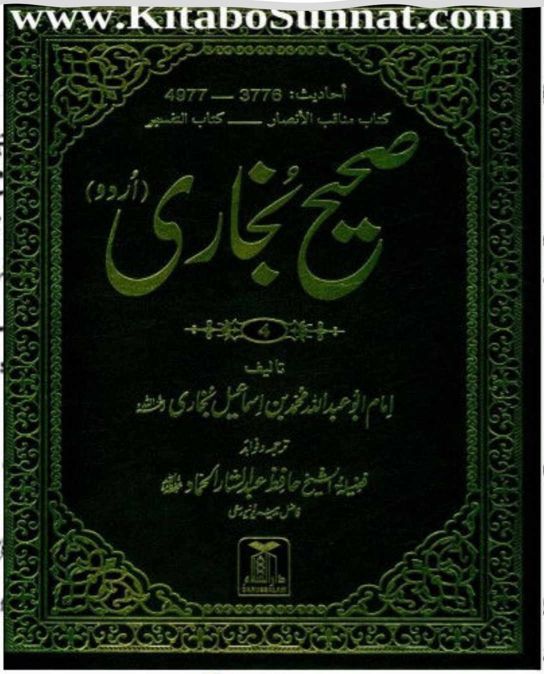

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي ... بیان کی ہے ہشام سے،
عَنْ عَائِشَةَ عَنِ ... ہے، انھوں نے حضرت
[٦٨٩٧ ... ﷺ سے۔

فائدہ: منہ کے ... اور جو ناک میں ڈالی جائے اسے سعوط کہا جاتا ہے۔

٤٤٥٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَزْهَرُ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْصَى إِلَى عَلِيٍّ فَقَالَتْ: مَنْ قَالَهُ؟ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَإِنِّي لَمُسْنِدَتُهُ إِلَى صَدْرِي، فَدَعَا بِالطَّسْتِ فَانْخَنَثَ، فَمَاتَ فَمَا شَعَرْتُ، فَكَيْفَ أَوْصَى إِلَى عَلِيٍّ؟. [راجع: ٢٧٤١]

[4459] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، ان کے پاس ذکر ہوا کہ نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوئی خاص وصیت کی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ کون کہتا ہے؟ میں خود نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھی، آپ میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ آپ نے طشت منگوایا، پھر ایک طرف جھک گئے اور آپ کی وفات ہو گئی۔ اس وقت مجھے بھی معلوم نہیں ہوا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ نے کب وصی بنا دیا؟

٤٤٦٠ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ طَلْحَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَوْصَى النَّبِيُّ ﷺ؟ فَقَالَ: لَا، فَقُلْتُ: كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أَوْ أُمِرُوا بِهَا؟ قَالَ: أَوْصَى بِكِتَابِ اللهِ. [راجع: ٢٧٤٠]

[4460] حضرت طلحہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا نبی ﷺ نے کوئی وصیت کی تھی؟ انھوں نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: پھر لوگوں پر وصیت کیونکر فرض کی گئی ہے یا لوگوں کو اس کا کیونکر حکم دیا گیا ہے؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ نے اللہ کی کتاب پر عمل کرنے کا حکم دیا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

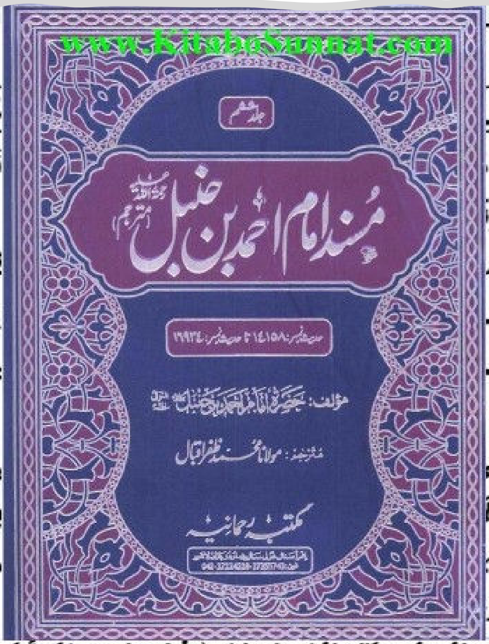

قَالَ أَرْجُو أَنْ يَكُونُوا ثُلُثَ ... أَرْجُو أَنْ يَكُونَ

النَّاسِ قَالَ فَكَبَّرْنَا

(۱۴۷۸۱) حضرت جابر ... مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میری پیروی کرنے وا... بلند کیا، پھر فرمایا مجھے امید ہے کہ وہ تمام لوگوں کا ایک ... امید ہے کہ وہ تمام لوگوں کا ایک نصف ہوں گے۔

(۱۴۷۸۲) حَدَّثَنَا مُوسَى ... صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَمْرَضُ مُؤْمِنٌ وَلَا ... خَطِيئَتَهُ.

(۱۴۷۸۲) حضرت جابر ... جو مؤمن مرد و عورت اور جو مسلمان مرد و عورت بیمار ...

(۱۴۷۸۳) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا عِنْدَ مَوْتِهِ بِصَحِيفَةٍ لِيَكْتُبَ فِيهَا كِتَابًا لَا يَضِلُّونَ بَعْدَهُ قَالَ فَخَالَفَ عَلَيْهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حَتَّى رَفَضَهَا

(۱۴۷۸۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنی وفات سے قبل ایک کاغذ منگوایا تا کہ ایک ایسی تحریر لکھوادیں جس کی موجودگی میں لوگ گمراہ نہ ہو سکیں، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں دوسری رائے اختیار کی، یہاں تک کہ نبی علیہ السلام نے اسے چھوڑ دیا۔

(۱۴۷۸۴) حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرًا أَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الْجِهَادِ مَنْ عُقِرَ جَوَادُهُ وَأُهْرِيقَ دَمُهُ فَقَالَ جَابِرٌ نَعَمْ [انظر: ۱۵۲۸۰].

(۱۴۷۸۴) ابوالزبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے سب سے افضل جہاد اس شخص کا ہے جس کے گھوڑے کے پاؤں کٹ جائیں اور اس کا اپنا خون بہہ جائے؟ انہوں نے فرمایا ہاں!۔

(۱۴۷۸۵) حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ صَدَقَةٌ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنْ الْيَدِ السُّفْلَى [راجع: ۱۳۵۸۰].

(۱۴۷۸۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے افضل صدقہ وہ ہوتا ہے جو کچھ مالداری رکھ کر ہو، اور صدقات میں آغاز ان لوگوں سے کیا کرو جو تمہاری ذمے داری میں ہوں، اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

(۱۴۷۸۶) حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ جَابِرًا أَسَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

المُشركين من جزيرة العرب، وأجيزوا الوَفْد بنَحْوِ ممّا كنت أجيزهم، وسكت عن الثالثة فلا أدري قالها فنسِيُها أو سكت عنها عَمْداً.

أخبرنا محمّد بن عبد الله الأنصاري، حدّثني قُرّة بن خالد، أخبرنا أبو الزّبير، أخبرنا جابر بن عبد الله الأنصاري قال: لمّا كان في مرض رسول الله، ﷺ، الذي توفيّ فيه دعا بصحيفة ليكتب فيها لأمّته كتاباً لا يَضلّون ولا يُضَلّون، قال: فكان في البيت لغطٌ وكلامٌ وتكلّم عمر بن الخطّاب قال فرفضه النبيّ، ﷺ.

أخبرنا حَفْص بن عمر الحَوْضيّ، أخبرنا عمر بن الفضل العبديّ عن نُعيم بن يزيد، أخبرنا عليّ بن أبي طالب: أنّ رسول الله، ﷺ، لمّا ثَقُل قال: يا عليّ ائتني بطَبَقٍ أكتب فيه ما لا تَضلّ أمّتي بعدي، قال: فخشيتُ أن تسبقني نفسه فقلت إنّي أحفظ ذراعاً من الصحيفة، قال: فكان رأسه بين ذراعي وعَضُدي فجعل يُوصي بالصّلاة والزّكاة وما ملكت أيمانكم، قال: كذلك حتى فاظت نفسُه وأمر بشهادة أن لا إله إلاّ الله وأنّ محمّد عبده ورسوله حتى فاظت نفسه، مَن شهد بهما حُرّم على النّار.

أخبرنا حجّاج بن نُصير، أخبرنا مالك بن مِغْوَل قال: سمعتُ طلحة بن مصرّف يحدّث عن سعيد بن جُبير عن ابن عبّاس قال: كان يقول يومُ الخميس وما يومُ الخميس! قال: وكأنّي أنظر إلى دموع ابن عبّاس على خدّه كأنّها نِظام اللّؤلؤ! قال قال رسول الله، ﷺ: ائتوني بالكتف والدواة أكتب لكم كتاباً لا تضلّوا بعده أبداً، قال فقالوا: إنّما يهجر رسول الله، ﷺ.

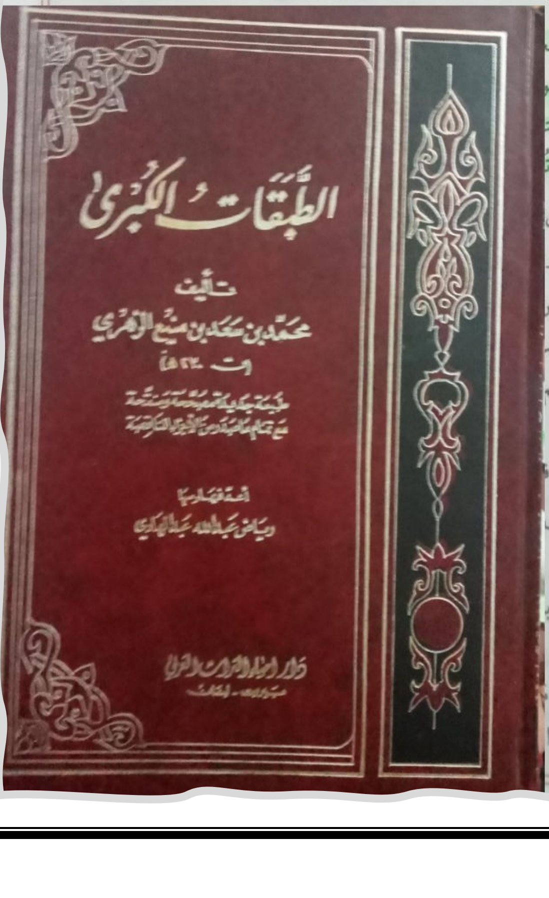

أخبرنا محمّد بن عمر، حدّثني هشام بن س...
النبيّ، ﷺ، وبيننا وبين النّساء حِجابٌ، فقال رسو...
لكم كتاباً لَنْ تَضلّوا بعده أبداً! فقال النسوةُ: ائت...
صواحبه إذا مرض عصرتُنّ أعيُنكُنّ وإذا صحّ أخذتُ...

أخبرنا محمّد بن عمر، حدّثني إبراهيم بن...
بصحيفة ليكتب فيها كتاباً لأمّته لا يَضِلّوا ولا يُضَلّو...

أخبرنا محمّد بن عمر، حدّثني أسامة بن...
عبد الله بن عتبة عن ابن عبّاس قال: لمّا حضـ...
الخطّاب، فقال رسول الله، ﷺ: هلُمّ أكتب لكم...
وعندكم القرآن، حَسْبُنا كتابُ الله! فاختلفَ...
رسول الله، ﷺ، ومنهم من يقول ما قال عمر،...
عنّي! فقال عبيد الله بن عبد الله فكان ابن عبّاس...
يكتب لهم ذلك الكتاب من اختلافهم ولغطِهم.

أخبرنا محمّد بن عمر، حدّثني إبراهيم بـ...
ابن عبّاس: أنّ النبيّ، ﷺ، قال في مرضه الّذي...
أبداً! فقال عمر بن الخطّاب: مَن لفلانة وفلانة...
مات لا ننظرناه كما انتَظَرتْ بنو إسرائيل موسى!...

۲

باب دوم

شیعہ مصادر میں واقعہ قرطاس

شیعہ کتب میں روایات قرطاس اور ان کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

ہم نے ایک اصولی بات شروع میں لکھی تھی کہ اپنے ذاتی مذہبی عقائد کے دلائل کی بنیاد ان کتب سے رکھی جاتی ہے جن کو تسلیم کیا جاتا ہو۔ اس حوالے سے شیعہ امامیہ سے ناچیز کی جہاں بھی واقعہ قرطاس پر گفتگو ہوئی تو وہاں میرا یہی مطالبہ رہا کہ اپنی کتب سے کوئی ایسی باسند صحیح چند روایات پیش کریں جن میں جناب عمر فاروق اعظم علیہ السلام کے حوالے سے وہ سب کچھ ہو جس کا ان پر الزام دھرا جاتا ہے لیکن مباحثہ کے دوران ایسی کوئی ایک روایت بھی نہیں پیش کی جاسکی جس کی بنیاد پر جناب فاروق اعظم علیہ السلام پر الزام قائم کیا جاسکے اور جو پیش کی گئیں ان کا حال اور اس حوالے سے مزید تفصیلی معلومات آپ کو یہاں فراہم کی جائیں گی۔

شیعہ امامیہ کے ہاں واقعہ قرطاس پر کوئی باسند صحیح روایت نہیں اس حوالے سے ان کے چوٹی کے عالم جو اسماء رجال کے بہترین ماہرین میں گنے جاتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ:

1. ترجمہ: یہ بات عجیب معاملے میں سے ہے کہ ہمارے پاس، شیعوں کے نزدیک ائمہ اہل بیت سے مروی ایسی کوئی روایت نہیں ہے اور اگر مروی ہے تو ضعیف سند کے ساتھ (غیر ائمہ اہل بیت سے) کہ جس میں واقعہ قرطاس کا ذکر ہو یعنی جب رسول اللہ ﷺ نے حالت مرض میں دوات مانگی اور عمر نے کہا کہ اس شخص پر درد کا غلبہ ہے یا ہذیان کہہ رہا ہے ہمارے لئے کتاب اللہ کافی ہے جیسا کہ کتب صحاح اور دیگر کتب اہل

سنت میں مروی ہے۔ [مشرعة بحار الأنوار جلد1 ص402]

یہ تو تھی شیعہ عالم کی واقعہ قرطاس کی اسنادی حیثیت کے بارے میں رائے اب ہم فرداً فرداً بھی اسناد پر بحث کر دیتے ہیں۔

کتاب سلیم بن قیس

کتاب سلیم بن قیس اور اس میں موجود واقعہ قرطاس کی اسنادی حیثیت

واقعہ قرطاس کے حوالے شیعہ مصادر میں سے جس کی روایت سب سے پہلے پیش کی جاتی ہے وہ کتاب سلیم بن قیس ہے جو ایک متنازع کتاب ہے متن پر بحث کرنے سے پہلے ہم اس کے مصنف پر ایک تحقیق پیش کرتے ہیں۔

سلیم بن قیس مجہول ہے:

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اس کتاب سلیم بن قیس کا مصنف سلیم بن قیس خود شیعہ علماء کے نزدیک مجہول ہے اس کی تفصیل یہ ہے شیعہ عالم الغضائری رقم طراز ہیں کہ:

کان اصحابنا یقولون: ان سلیما لا یعرف، ولا ذکر فیی خبر، والکتاب موضوع لا مریتہ فیہ، وعلی ذالك علامات فیہ تدل علی ماذکرناہ منھا۔

ترجمہ: ہمارے شیعہ اصحاب کہتے ہیں کہ سلیم بن قیس مجہول ہے اس کا کہیں ذکر تک نہیں ملتا، اس کی کتاب موضوع جھوٹی اور ناقابل التفات ہے۔ اس میں ایسی باتیں بھی ہیں جو اس کے جھوٹا ہونے کا پتا دیتی ہیں۔

[الرجال جلد اول صفحہ 5]

کتاب سلیم پر شیعوں میں ہی اتفاق نہیں:

اب ہم ان مغالطوں کا جواب دیں گے جو کتاب سلیم بن قیس کو ثابت کرنے کے لیے شیعہ امامیہ نے ٹیڑی لاٹھی آسہارا دیتے ہوئے پیش کئے ہیں۔ قارئین کرام، اس کتاب پر امامیہ اس طرح یقین دلانے کی کوشش کرتے ہیں جیسے اس کتاب پر کوئی اختلاف نہیں۔ جبکہ اس کتاب کے بارے میں شیعہ علماء کے چار گروہ ہیں۔:

- **پہلا گروہ:** جو یہ مانتا ہے کہ یہ کتاب معتبر تھی لیکن آج کے زمانے میں موجود کتاب وہ اصل کتاب نہیں۔ اور فی نفسہ اس کی روایات پر احتجاج نہیں کرتے بلکہ اس کو شواہد کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔
- **دوسرا گروہ:** جو شیعہ علماء اس کتاب کو موضوع (گھڑی ہوئی) مانتے ہیں۔
- **تیسرا گروہ:** جو شیعہ علماء اس کتاب پر توقف کرتے ہیں۔
- **چوتھا گروہ:** جو شیعہ علماء اس کتاب کو بالکل ٹھیک اور معتبر مانتے ہیں۔

ہم ان تمام کا احاطہ کریں گے اور ان کے دلائل ذکر کریں گے۔ اب کتاب کی صحت کی جانب بڑھتے ہیں۔ امامیہ کے ہاں عمومی طور پر صحیح سند کو کتاب کے اثبات کے لیے ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اگرچہ ان کے عصر حاضر کے مرجع اعلیٰ سیستانی صاحب اور چند دیگر محققین و مراجع، قرائن، طبقات، علماء کے اعتماد وغیرہ سے کتب کے اثبات بھی کرتے ہیں۔ ہم کوشش کریں گے دونوں مناہج پر کتاب سلیم کو پیش کریں۔

کتاب سلیم سنداً ثابت نہیں:

اسناد کی تحقیق سے قبل چند گذارشات جو قارئین کے لیے جان لینا ضروری ہے۔ اول یہ کہ اس کتاب کو روایت کرنے میں ابان بن ابی عیاش اکیلا ہے اور اس کی کوئی متابعت نہیں۔ جیسا کہ ابن ندیم (امامی) کہتے ہیں:

وأول الكتاب ظهر للشيعة كتاب سليم بن قيس الهلالى رواه ابن أبي عياش ولم يروه غيره»

ترجمہ: سب سے پہلی کتاب جس ک ظہور امامیوں کے ہاں ہوا وہ سلیم بن قیس کی کتاب تھی، اسے ابن ابی عیاش کے سوا کسی نے نقل نہیں کیا۔ [الفهرست ابن نديم صفحه 307]

دوم یہ کہ اس کتاب کی ایک بھی سند ابان بن ابی عیاش تک بھی ثابت نہیں۔ الغرض اس کتاب کی اسناد کی تحقیق پیش خدمت ہے۔

رجال کشی کی سند:

صاحب رجال کشی، سلیم کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

حدثني محمد بن الحسين البراثي، قال: حدثنا «الحسن بن على بن كيسان»، عن اسحاق بن ابراهيم بن عمر اليمانى، عن إبن أذينة، عن أبان بن أبي عياش قال هذا نسخة كتاب سليم... الخ

ترجمہ: مجھ سے محمد بن الحسین البراثی نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہم سے الحسن بن علی بن کیسان نے بیان کیا، وہ اسحاق بن ابراہیم بن عمر الیمانی سے بیان کرتے ہیں وہ ابن اذینہ از ابان بن ابی عیاش کی سند سے بیان کرتے ہیں اور ابان کہتا ہے: یہ سلیم کی کتاب کا نسخہ ہے۔ [إختيار معرفة الرجال صفحه 104]

- مذکورہ سند الحسن بن علی بن کیسان کے باعث ضعیف ہے۔
- جیسا کہ علامہ خوئی نے فرمایا ہے۔ [معجم رجال الحديث جلد نهم صفحه 234]
- مزید جوہری نے اسے مجہول قرار دیا ہے۔ [المفيد من معجم رجال الحديث صفحه 148]
- اسی باعث شیخ حسین علی مصطفی نے بھی اپنی کتاب میں اس سند کو ضعیف گردانا۔ [التاسيس صفحه72]
- مزید اس کے پہلے راوی یعنی محمد بن الحسین البراثی کی بھی امامی قدماء میں سے کسی نے توثیق نہیں کی۔
- جس کے باعث جوہری نے اسے مجہول قرار دیا ہے۔ [المفيد من معجم رجال الحديث صفحه 512]

اگرچہ چند کے نزدیک نجاشی کے کثرت اعتبار کے سبب البراثی معتبر ہے۔ جس میں نظر ہے۔ بہر حال جہالت و ضعف کی علت کے سبب یہ طریق سرے سے ثابت نہیں کہ اس پر کوئی اعتبار کیا جائے۔

طوسی اور نجاشی کی اسناد:

سند ملاحظہ فرمائیں:

أخبرنا به إبن ابي جيد، عن محمد بن الحسن ابن وليد، عن محمد بن أبي القاسم (ماجيلويه)، عن «محمد بن علي الصيرفي» عن حماد بن عيسى وعثمان ابن عيسى، عن أبان بن أبي عياش عنه. ورواه حماد بن عيسى، عن إبراهيم بن

عمر اليماني عنه.

ترجمہ: ہمیں بیان کیا ابن ابي جید، وہ بیان کرتے ہیں محمد بن الحسن ابن ولید، وہ بیان کرتے ہیں محمد بن ابی القاسم ماجیلویہ سے، وہ بیان کرتے ہیں محمد بن علی الصیرفی سے، وہ حماد بن عیسی اور عثمان بن عیسی سے بواسطہ ابان کتاب نقل کرتے ہیں۔ اور حماد بن عیسی نے بواسطہ ابراہیم بن عمر الیمانی سے بھی کتاب کو بیان کیا۔ [الفهرست للطوسی صفحه 143۔ رجال النجاشی جلد اول صفحه 27]

- یہ سند محمد بن علی الصیرفی کی وجہ سے باطل ہے، کیونکہ موصوف کذاب مطلق ہیں.
- علامہ خوئی کہتے ہیں: فإنّ في الطريق محمّد بن علي الصيرفي أبا سمينة وهو ضعيفٌ كذاب۔ اس طریق میں محمد بن علی الصیرفی ابو سمینہ ہے جو کہ ضعیف و کذاب ہے۔ [المعجم رجال الحديث جلد نهم صفحه 235]
- اس راوی کے متعلق نجاشی کہتے ہیں: ضعيف جدا، فاسد الاعتقاد، لا يعتمد في شيء۔۔۔ وقد اشتهر بالكذب بالكوفة۔ شدید ضعیف تھا، برے عقائد والا تھا، اس پر کسی چیز میں اعتماد نہ کیا جائے۔ یہ کوفہ میں جھوٹ بولنے کے لیے مشہور تھا۔ [رجال النجاشی جلد اول صفحه 332]

یہ رہا دوسری سند کا حال اس کے علاوہ بھی مزید الفہرست میں طوسی نے ایک اور سند نقل کی ہے۔ یہ سند بھی ابو سمینہ محمد بن علی الصیرفی کی وجہ سے باطل ہے. جس پر موجود جروحات اوپر ملاحظہ کریں۔ سند کچھ اس طرح ہے کہ:

«أخبرني علي بن أحمد القمي قال: حدثنا محمد بن الحسين بن الوليد قال: حدثنا محمد بن الحسين بن الوليد قال: حدثنا «محمد بن علي الصيرفي» عن

حماد بن عیسی وعثمان ابن عیسی قال حماد بن عیسی وحدثنا ابراهیم بن عمر الیمانی عن سلیم بن قیس بالکتاب.»

اس کے علاوہ ان دونوں اسناد کی تضعیف پر شیعہ عالم سید خوئی کا قول نص ہے کہ:

فطریق الشیخ إلی کتاب سلیم بن قیس بکلا سندیه ضعیف»

ترجمہ: شیخ کے راستے سے کتاب تک جانے والی دونوں اسناد ضعیف ہیں۔[المعجم رجال الحدیث للخوئی جلد نهم صفحه 237]

شیخ نعمانی کی اسناد:

ان کی اسانید دیکھ کر ہم وہی کہیں گے جو شیخ حسین علی مصطفیٰ (امامی عالم) نے کہا:

«أما أسانید النعمانی وطرقه لکتاب سلیم، فعجیبه من الأعاجیب»

ترجمہ: رہی بات نعمانی کی اسانید اور ان کے کتاب سلیم تک طرق کی، تو یہ (اسانید) عجوبوں میں سے ایک عجوبہ ہے۔[التاسیس فی نسبة کتاب سلیم بن قیس صفحه 68]

اسانید دیکھ کر ہمارے قارئین بھی لطف اندوز ہوں گے کہ امامی علماء نے کتاب کے اثبات کے لیے کس حد تک کوشش کی ہے۔ نعمانی صاحب مصنف غیبہ کہتے ہیں:

الحافظ أبی العباس أحمد بن محمد، ومحمد بن همام بن سهیل، وعبد العزیز،

وعبد الواحد ابني عبد الله بن يونس الموصلي، عن «رجالهم» عن عبد الرزاق بن همام، معمر بن راشد، أبان بن أبي عياش عن سليم بن قيس.

ترجمہ: حافظ ابو العباس احمد بن محمد اور محمد بن ہمام بن سہیل اور عبد العزیز اور عبد الواحد یعنی عبد اللہ بن یونس الموصلی کے بیٹوں نے اپنے (نامعلوم) رجال کے واسطہ سے انہوں نے عبد الرزاق بن ہمام، معمر بن راشد، ابان بن ابی عیاش سے انہوں نے سلیم بن قیس سے بیان کیا۔

- موجودہ سند میں کئی کمزوریاں ہیں۔ اس میں مسلسل کئی واسطے گرے ہوئے ہیں یا نامعلوم ہیں
- نعمانی کے شیوخ نے جن سے کتاب حاصل کی یعنی «رجالهم» (ان کے رجال) کا لفظ مبہم ہے اور وہ شیوخ نامعلوم ہیں۔
- عبد الرزاق بن همام الصنعانی اور معمر بن راشد دونوں امامیہ کے حضور مجہول اور عامی ہیں۔

نعمانی صاحب دوسری سند ذکر کرتے ہیں جو کہ ایک لطیفے سے زیادہ کچھ نہیں:

هارون بن محمد قال: حدثني «أحمد بن عبيد الله بن جعفر بن المعلى الهمداني» قال: حدثني أبو الحسن عمرو بن جامع بن عمرو بن حرب الكندي قال حدثنا عبد الله بن مبارك شيخ لنا كوفي ثقة، قال حدثنا عبد الرزاق شيخنا، عن معمر، عن أبان بن أبي عياش، عن سليم بن قيس الهلالي، وذكر أبان

أنه سمعه أيضاً عن عمر بن أبي سلمة، قال معمر: وذكر أبو هارون العبدي أنه سمعه أيضاً عن عمر بن أبي سلمة عن سليم.

ترجمہ: ہارون بن محمد نے کہا: مجھ سے احمد بن عبید اللہ بن جعفر بن المعلیٰ الھمدانی نے بیان کیا: ہم سے ابو الحسن عمرو بن جامی بن عمرو بن حرب الکندی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمارے شیخ عبد اللہ بن مبارک نے بیان کیا جو کہ ثقہ ہیں۔ انہوں نے کہا: ہم سے ہمارے شیخ عبد الرزاق نے معمر کی سند سے، ابان بن ابی عیاش کی سند سے، سالم بن قیس ہلالی کی سند سے، اور ابان نے ذکر کیا ہے کہ وہ اسے عمر بن ابی سلمہ سے بھی سنا، معمر نے کہا: ابوہارون العبدی نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اسے عمر بن ابی سلمہ سے بھی سلیم کی سند سے سنا ہے۔ [الغیبۃ للنعمانی صفحہ 27تا29]

- یہ سند مجاہیل سے لبریز ہے۔
- ہارون بن محمد اور اس کا شیخ احمد بن عبید اللہ بن جعفر بن المعلیٰ الھمدانی کی کوئی توثیق موجود نہیں۔
- ابو الحسن عمرو بن جامع بن عمرو بن حرب الکندی کی بھی کوئی توثیق نہیں اور اس کا شیخ الاسلام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے سماع محال ہے۔
- ابن مبارک خود عامی ہیں۔
- اس سند کو گھڑنے والے پر محض ہنس ہی سکتے ہیں کہ اس نے عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی کو ابن مبارک کا شیخ بنا دیا۔ جبکہ عبد الرزاق خود ابن مبارک کے تلامذہ میں سے ہیں۔
- عبد الرزاق عامی اور مجہول ہیں۔
- معمر عامی اور مجہول ہیں۔

ابان بن ابی عیاش کتاب سلیم کا مرکزی راوی:

ابھی تک اس کتاب کی اسناد میں موجود مرکزی اور بنیادی راوی جس پر کتاب سلیم کا اور سلیم کی مجہول شخصیت کا مدار یعنی ابان بن ابی عیاش کو نظر انداز کر کے محض نچلے رواۃ اور اسناد کا حال بیان کیا گیا جو کہ نہایت خستہ ہے اور جیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ابان تک بھی اس کتاب کی کوئی سند ثابت نہیں۔ لیکن ابان خود کیا ہے؟ تو یہ جان لینا چاہیے کے ابان امامی قدماء کے ہاں خود ضعیف ہے اس پر کذب اور کتاب سلیم کے وضع یعنی خود سے گھڑ لینے کی تہمت بھی ہے اس کا حال ملاحظہ فرمائیں:

- شیخ طوسی کہتے ہیں: «أبان بن أبي عياش فيروز تابعي ضعيف»۔ ابان بن ابی عیاش فیروز تابعی ضعیف ہے۔ [رجال الطوسی 126]
- صاحب خلاصہ رقم طراز ہیں کہ: ابان بن ابی عیاش تابعی ضعیف ہے اس کی روایت پر توجہ و اعتماد نہ کیا جائے خاص کر اس نے ایک کتاب سلیم بن قیس بیان کی جو جھوٹ ہے۔ [خلاصہ اقوال فی معرفۃ الرجال علامہ حلی: صفحہ 325]
- شیخ مفید رقم طراز ہیں کہ: ابان بن ابی عیاش نے جھوٹی کتاب گھڑی "کتاب سلیم بن قیس" جو کہ بالکل جھوٹی اور غیر ثقہ کتاب ہے۔ [تصحیح اعتقاد امامیہ للشیخ المفید: صفحہ 149]
- حلی کہتے ہیں کہ: ابان بن ابی عیاش ضعیف ہے اس نے کتاب سلیم بن قیس گھڑی ہے۔ [کتاب الرجال تقی الدین الحلی: جلد دوم صفحہ 414]
- تفرشی کہتے ہیں کہ: ابن ابی عیاش ضعیف راوی ہے اس کی رویت قبول نہ کریں اور کتاب سلیم اس نے گھڑی ہے۔ [نقد الرجال تفرشی جلد اول صفحہ 29]
- اسی طرح الغضائری لکھتے ہیں کہ: ضعیف، لا یلتفت الیہ، وینسب اصحابنا وضع کتاب

سلیم بن قیس الیہ۔ ابان بن ابی عیاش ضعیف اور نا قابل التفات ہے، ہمارے اصحاب (یعنی شیعہ علماء۔۔۔ حیدری) کے مطابق کتاب سلیم بن قیس اسی ابن ابی عیاش کی گھڑی ہوئی ہے۔ [الرجال جلد اول صفحہ 4]

ابان پر معتبر امامی علماء کی رائے آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ اس قدر طعن کے مقابلے میں ابان کی کوئی توثیق موجود نہیں۔ اور جو توثیقات ہیں وہ متاخرین کی طرف سے ہیں۔ مزید ابان اور کتاب پر طعن علماء کے اقوال کے عنوان کے ذیل میں تفصیل سے آئے گا۔ بہر حال جو اسانید ہم نجاشی، طوسی، کشی اور نعمانی سے نقل کیں، یہی بہترین اسانید تھیں اور امامیہ کے پاس اس کتاب کی ایک بھی سند فی نفسہ اور لذاتہ ثابت نہیں۔ اب جن علماء کا منہج سندی ہے، ان کی آراء جو کہ درج ذیل ہیں ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ خوئی جو کہ امامیہ کے استاذ الاساتذہ ہیں وہ کہتے ہیں:

«والصحيح أنّه لا طريق لنا إلى كتاب سُليم بن قيس المرويّ بطريق حمّاد بن عيسى، عن إبراهيم بن عمر، عنه، وذلك فإنّ في الطريق محمّد بن علي الصيرفي أبا سمينة وهو ضعيفٌ كذاب»

ترجمہ: صحیح بات یہی ہے کہ کتاب سلیم بن قیس تک ہمارا کوئی (صحیح) طریق موجود نہیں۔ جو مروی ہے وہ حماد بن عیسی، عن ابراہیم بن عمر کے راستے سے ہے اور اس طریق میں محمد بن علی الصیرفی ابو سمینہ ضعیف کذاب ہے۔ [المعجم رجال الحدیث جلد دوم صفحہ 235]

سیستانی صاحب جو کہ موجودہ زمانہ میں امامیہ کے مرجع اعلی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس کتاب کے متعلق سوال ہونے پر کہتے ہیں: «فی سندہ اشکال» کہ اس کی سند میں اشکال ہے۔

اصلی کتاب سلیم اگر تھی بھی تو مفقود ہے:

اب رہی بات کہ کچھ شیعہ علماء نے اس کتاب کا اعتبار کیا ہے تو بھی شیعوں کیلئے مشکل یہ ہے کہ جن شیعہ علماء نے کتاب سلیم بن قیس کو معتبر کہا بھی ہے تو ان کے نزدیک موجودہ دور والی زیر بحث کتاب وہ کتاب ہے ہی نہیں جس کو انہوں نے معتبر کہا چنانچہ علامہ خوئی کے تلمیذِ خاص میرزا جواد تبریزی صاحب کہتے ہیں:

1. کتاب سلیم بن قیس کتاب معتبر۔ ولکن لم یثبت أن الکتاب المتداول بین أیدینا هو نفس ذلك الکتاب، والله العالم»

ترجمہ: کتاب سلیم معتبر کتاب تھی لیکن یہ ثابت نہیں کہ آج کے زمانے میں جو کتاب ہمارے ہاتھوں میں ہے یہ وہی (اصلی) کتاب سلیم ہے۔ واللہ اعلم۔ [الأنوار الإلهية فی المسائل العقائدية صفحه 254]

تبصرہ: میرزا صاحب اپنے استاد سید خوئی کی طرح ان افراد میں شامل ہیں جن کے ہاں کتاب ایک زمانے میں معتبر تھی لیکن آج والی کتاب وہ کتاب ہے یا نہیں یہ بات نامعلوم ہے۔ جیسے مسلمان قدیم آسمانی کتب کے متعلق مانتے ہیں۔ عین یہی فتویٰ جو میرزا صاحب نے دیا ہے وہ سید خوئی سے بھی مروی ہے۔ جیسا کہ شیخ حسین علی مصطفیٰ نے اپنی کتاب [التاسیس فی نسبة کتاب سلیم بن قیس صفحه 63] پر ذکر کیا۔ لیکن ہمیں وہ فتوی سید خوئی کی کتب میں نہیں مل سکا۔ ممکن ہے امامیہ نے وہ فتوی چھپا دیا ہو یا مصنف کو غلطی لگی ہو۔ یا ہماری نظر میں نہ آیا ہو۔ واللہ اعلم۔ مزید اس موجود کتاب کے بارے شیخ آصف محسنی فرماتے ہیں:

2. «أنّ کتاب سلیم لم یصل بسندٍ معتبرٍ ولا أنّ نسخته وصلت بسندٍ معتبرٍ، نعم لبعض ما حکی عنه سند معتبر فی مصادر أخری.»

ترجمہ: کتاب سلیم ہم تک کسی معتبر سند کے ساتھ موصول نہیں ہوئی نہ ہی اس کا نسخہ کسی معتبر سند کے ساتھ موصول ہوا، ہاں اس کی بعض چیزیں دوسرے مصادر میں معتبر سند کے ساتھ موجود ہیں۔ [مشرعة بحار الأنوار جلد دوم صفحہ 23]

تبصرہ: اس سے دو چیزیں ثابت ہوئیں پہلی کہ یہ کتاب سنداً معتبر نہیں۔ دوسرا اس کتاب کی محض بعض چیزوں کی متابعت موجود ہے۔ جس سے ہمارے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ اس کتاب کی اکثر روایات کی متابعت موجود ہی نہیں اور یہ ان مطالب میں منفرد ہے۔ شیخ حیدر حب اللہ کہتے ہیں:

كتاب سليم بن قيس لا قيمة تاريخية له، كما حقّقناه في محلّه، وهو الموافق لرأي السيّد الخوئي في هذا الكتاب حيث يقول: والصحيح أنّه لا طريق لنا إلى كتاب سُليم بن قيس المرويّ بطريق حمّاد بن عيسى، عن إبراهيم بن عمر، عنه، وذلك فإنّ في الطريق محمّد بن علي الصيرفي أبا سمينة وهو ضعيفٌ كذاب

ترجمہ: کتاب سلیم کی تاریخ میں کوئی قیمت نہیں، جیسا کہ ہم نے اس کے محل پر واضح کیا ہے، اور (ہمارا وہ موقف) موافق ہے سید خوئی کی آراء کے، جیسا کہ انہوں نے اپنی کتاب میں کہا: صحیح بات یہی ہے کہ کتاب سلیم بن قیس تک ہمارا کوئی (صحیح) طریق موجود نہیں۔ جو مروی ہے وہ حماد بن عیسی، عن ابراہیم بن عمر کے راستے سے ہے اور اس طریق میں محمد بن علی الصیرفی ابو سمینہ کذاب ہے۔

کتاب سلیم کے راوی عبداللہ بن عباس علیہما السلام شیعوں کی نظر میں:

اس روایت کے ایک راوی جناب عبداللہ بن عباس علیہ السلام ہیں جن کا اسلام ہی امامیہ مصادر کی

روایات میں محفوظ نہیں شرح اس کی یہ ہے کہ اولاً جن چند شخصیات کو وفات رسول ﷺ کے بعد ارتداد سے محفوظ کہا گیا ان میں جناب عبد اللہ بن عباس علیہ السلام شامل نہیں ہیں، جب ایک راوی فریق مخالف کے سامنے مسلمان تک نہیں تو اس کی روایت کو بنیاد بنا کر کس طرح داماد جناب علی علیہ السلام خلیفہ المسلمین جناب فاروق اعظم علیہ السلام کے خلاف اتنے بڑے الزام میں پیش کیا جا سکتا ہے؟ ثانیاً جناب عبد اللہ بن عباس علیہ السلام کی مذمت میں کئی روایات شیعہ مصادر میں موجود ہیں جس میں ان کو حضرت علی علیہ السلام کی طرف سے مسلمانوں کا مال کھانے والا اور خائن تک کہا گیا اور جناب حسن علیہ السلام کی طرف سے ان کے انجام کی برائی تک بیان کی گئی ہے اس کی تفصیل مندرجہ ذیل مقامات پر ملاحظہ فرمائیں۔ [رجال کشی رقم 148 روایت 102تا110 تحت جناب عبد اللہ بن عباس علیہ السلام]

کتاب الارشاد شیخ مفید کی روایت قرطاس

شیخ مفید کی کتاب الارشاد میں موجود روایت کی اسنادی و متنی حیثیت کا تحقیقی جائزہ

اول تو شیخ مفید نے جو روایت پیش کی اس کی سند ہی مذکور نہیں اس لحاظ سے تو سرے سے اس کو امامیہ تحقیقی جواب کے تحت پیش ہی نہ کر سکتے۔ دوسرا اس کے بیان کرنے والے جناب عبد اللہ بن عباس علیہ السلام ہیں جن کی مذمت کی روایات خود شیعہ کتب میں موجود ہیں اور شیعہ مصادر میں موجود روایات ارتداد کی روشنی میں ارتداد سے بھی محفوظ نہیں تھے اس لیے بھی ان کی روایت کسی جگہ پیش نہیں کی جا سکتی۔

اب رہی متن کی بات تو **اولاً** متن تو یہ ثابت کر رہا ہے کہ دوات قلم مانگنے کے وقت حضرت علی علیہ السلام بھی وہاں موجود تھے اب جو اعتراض جناب عمر فاروق اعظم علیہ السلام پر بنتا ہے وہی جناب علی علیہ السلام پر امامیہ کا قائم ہوتا ہے۔

ثانیاً یہ بات بھی متن سے ثابت ہو رہی ہے کہ خلافت کے حوالے سے جناب عباس علیہ السلام نے سوال کیا تھا نہ کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کوئی وصیت کی گئی اور جناب عباس علیہ السلام کو بھی رسول اللہ ﷺ نے یہی فرمایا کہ **"تم میرے بعد مغلوب کر دیئے جاؤ گے"**۔

اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ خلافت رسول اللہ ﷺ کے فوراً نہیں ملے گی۔ اور یہ امامیہ کے اس تخیلاتی دنیا کے من گھڑت دعویٰ کی بھی تردید ہے کہ خلافت اہل بیت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے وصیت کرنا تھی۔ جہاں تک اصول اربعہ کی روایت کا تعلق ہے وہاں سرے سے جناب فاروق اعظم علیہ السلام سمیت کسی صحابی کا تذکرہ ہی نہیں اس میں تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دوات قلم اس لیے مانگا تھا کہ تا کہ وہ بتا سکیں کہ بچوں کے یہ نام رکھیں ملاحظہ فرمائیں: [اصول کافی جلد ششم کتاب الفروع کتاب العقیقه رقم روایت 14]۔ [تهزیب الاحکام جلد هفتم فی اولاد ولنفاص والعقیقه، رقم روایت 1751]۔ [وسائل الشیعه جلد 21 کتاب النکاح باب 28، رقم روایت 27399]

قرطاس کا شیعی تصور نبوت پر حملہ ہے

یعنی واقعہ قرطاس پر امامیہ اعتقاد کی روشنی میں نبوت پر ایمان ختم ہو جاتا ہے

اہل سنت کے حوالے سے الحمد اللہ تحقیقی جوابات کے تحت ہم نے اپنی اسی کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے دوات قلم مانگنے پر تفصیلی لکھ دیا ہے جس کے ہوتے ہوئے اہل سنت کا نبوت پر بھی اعتقاد محفوظ ہے اور اصحاب رسول و اہل بیت رسول کے حوالے سے بھی اہل سنت کے اعتقاد کو کوئی زوال نہیں۔ لیکن واقعہ قرطاس پر جو نظریہ شیعہ امامیہ نے رکھا اس کی روشنی میں تو جناب فاروق اعظم علیہ السلام تو بعد کی بات ہے کہ ان پر کیا اعتراض بنتا ہے خود جناب رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر بھی ایمان ناقص ہو کر رسالت پر بہت بڑا اعتراض قائم ہوتا ہے شرح اس کی یہ ہے کہ امامیہ شیعہ کا یہ نظریہ ہے کہ جناب عمر فاروق اعظم علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کو ایسی چیز لکھنے سے روک دیا اور آپ رک گئے جس کے نہ لکھوانے کے نتیجے میں امت گمراہ ہو گئی اور پھر یہ بھی ان کا نظریہ ہے کہ وہ جو نہیں لکھوانے دیا گیا وہ اہل بیت کہ خلافت تھی۔

اس اعتقاد کی صورت میں جناب رسول اللہ ﷺ کی نبوت ناقص ہو گی اور اللہ کی حکم عدولی رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنا لازم آئے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ منصب نبوت کے امر کے لحاظ سے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیتے ہوئے

فرماتا ہے:

1. يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۷﴾

ترجمہ: اے رسول جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے پہنچا دیجیے۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ کی رسالت ادا نہیں کی اور آپ کو اللہ تعالیٰ لوگوں سے بچالے گا بے شک اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ [سورہ مائدہ آیت 67]

یہ آیت یہ بتا رہی ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی طرف سے کسی بھی وحی کو امت تک نہیں پہنچایا تو آپ کی رسالت نامکمل ہے۔ اب اگر جس رسول نے آخر میں آنا تھا جس کے دین کو اللہ نے تمام دنیا پر غالب کرنا تھا جو ایک قبیلہ یا قوم کے لئے نہیں بلکہ تمام دنیا کے انسانوں کے لئے رسول کی حیثیت سے آنا تھا اگر اسی نے وحی نہیں پہنچائی تو اس کی رسالت بھی نامکمل ہے اور اس پر اللہ کے حکم کی حکم عدولی بھی ثابت ہوتی ہے۔ اور ان دونوں صورتوں میں رسول اللہ ﷺ پر شیعہ امامیہ کے نظریہ کی رو سے کہ کسی ایک شخصیت کی رکاوٹ ڈالنے کی وجہ سے امت مسلمہ تک اللہ کا پیغام آپ ﷺ نے نہیں پہنچایا اور امت آپ کے اس فعل کی وجہ سے نعوذباللہ گمراہ ہو گئی۔

2. اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ اخْشَوْنِ ؕ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ فَمَنِ اضْطُرَّ فِىْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

ترجمہ: آج کفار تمہارے دین سے ناامید ہو گئے، خبردار تم ان سے نہ ڈرنا اور مجھ سے ڈرتے رہنا، آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا۔ پس جو شخص شدت کی بھوک میں بے قرار ہو جائے بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے اور بہت بڑا مہربان ہے۔ [سورہ مائدہ آیت 3]

اس آیت سب یہ ثابت ہوتا ہے کہ دین مکمل ہو گیا اب کوئی نیا حکم نہیں آنے والا۔ اگر شیعہ امامیہ کا نظریہ قرطاس مانا جائے تو نبوت پر ایمان کے ساتھ ساتھ دین اسلام بھی غیر ثابت ہو گا۔ یہاں تک کہ اللہ کے رسول نے وہ چیز بھی نہیں بتائی کہ جس کے علم رکھنے سے امت گمراہی سے بچ جاتی (نعوذباللہ)

ہم ایک دفعہ پھر بتا رہے ہیں کہ یہ تمام تر تبصرہ واقعہ قرطاس پر شیعہ امامیہ نظریہ کی روشنی میں الزامی جواب کے طور پر کیا گیا ہے۔

باب دوم

کے حوالہ جات کا عکس

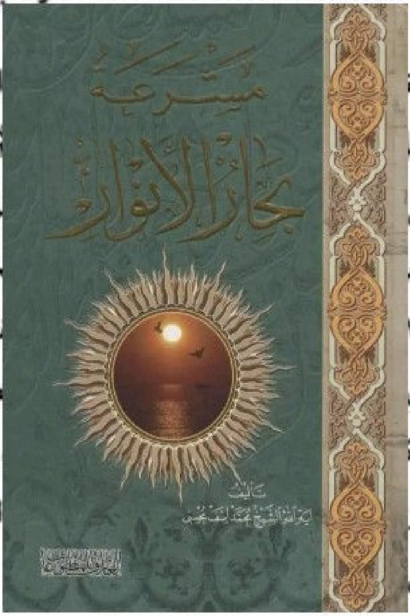

وفي موثـ ... ايات الواردة في

الموضوع هنا، بـ ... ... وأما اكبابي

عليه فانه علّمني ... م ١٧).

المفهوم عـ ... حديد الدقيق وانه

ليس بـ٩٩٩ و ... تح والانفتاح هو

كون الالف الذي ... طبيقاً أو استنباطاً

مسائل كثيرة. لـ ... مختصر حتى اذا

كان المعلم رسو ... لم يكن بممتنع

عادة فهو مشكل ...

فلابد لمن وفقه الله لدرك هذه الامور من ارائة حل معقول. ومجمل الجواب ان التعليم المذكور ليس بطريق عادي.

٣ ـ من عجيب الحال انه لا رواية عند الشيعة ولو بسند ضعيف تروي ما قاله عمر ومن تبعه لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في مرضه بعد رد امره باتيان القرطاس والدواة: ان الرجل يهجر أو قد غلبه الوجع (كلتا الجملتين بمعنى واحد) حسبنا كتاب الله كما نقله اهل السنة في صحاحهم وكتبهم.

٤ ـ جملة من روايات الباب منقولة من كتاب الوصية لعيسى بن المستفاد الضرير نقلها عن موسى بن جعفر عليه السلام لكن عيسى إمّا غير قابل للاعتماد كما يستفاد من كلام النجاشي أو هو مجهول. على ان نسخة كتابه لم تصل بسند معتبر الى ابن طاووس كما اشرنا الى اصل هذا الكلام في أول هذه التعليقة، فلا اعتماد على هذه الروايات، وما قيل في اعتبارها (ص ٤٩٥)

الألف

ثمانية عشر رجلاً

[١] ـ ١ ـ أبانُ بنُ أبي عيّاش، واسمُ أبي عيّاش: فَيْرُوز.[١]

تابعيٌّ، روى عن أنس بن مالك. وروى عن عليّ بن الحُسَيْن ﷺ.

ضَعِيفٌ، لا يُلْتَفَتُ إليه.

وَيَنْسِبُ أصحابُنا وَضْعَ «كتاب سُلَيْم بن قَيْسٍ»[٢] إليه

[٢] ـ ٢ ـ إبْراهيمُ بنُ عُمَر، الصَّنْعانيّ، اليمانيّ، يُكنّ

ضَعِيفٌ جِدّاً.

روى عن أبي جَعْفَر، وأبي عَبْدالله ﷺ.

ولهُ كتابٌ.[٤]

** وهذه المقدّمة، وما سيجيء مثلها في المواضع المتعدّدة عند أوائل الحروف، من أسمائها وأرقام الرجال المعدودين، لم تردْ في نسخة **مجمع الرجال**، وكأنَّ حذفها جاء على أثر تقطيع القهپائي وتوزيعه التراجم على ترتيب الحروف حسب منهجه في كتابه.

١. كذا في «نش» وفي هامش «عش» عن نسخة؛ وعلّق التستري: «إنّه ظاهر المواضع»، يعني: كتب الرجال (**مجمع الرجال**، ج ١، ص ١٦). لكن في «عش» و **مجمع الرجال** بدل «فيروز»: «هارون».

٢. لاحظ ترجمة سليم هنا برقم [٥٥] والمستدرك [١٩٣].

٣. نقله كلّه العلامة في **خلاصة الأقوال**، القسم الثاني (ص٢٠٦، رقم٣) إلّا أنّه قال: ضعيفٌ جدّاً. وذكره ابن داوود في القسم الثاني (رقم ٢)، وذكره في الفصل الذي عقده لمن قيل: إنّه يضع الحديث (رقم ١). ونقل عن ابن الغضائري أنّه ضعيفٌ، قيل: إنّه وضع كتاب سليم.

٤. نقله السيّد في **التحرير الطاووسي** (ص٣١٤).

رجال نجاشیؒ 492

﴿۸۹۳﴾

جناب محمد بن علی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

جناب محمد بن علی بن ابراہیم بن موسیٰ، ابو جعفر القرشی قریش کے حلیف تھے، صراف تھے، یہ خلاد مُقری کے بھانجے تھے، وہ خلاد بن عیسیٰ ہیں، محمد بن علی کا لقب ابو سُمَینہ تھا روایت کرنے میں بہت ضعیف اور فاسد الاعتقاد تھے۔

ان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا، کوفہ سے قم آئے کوفہ میں اپنے کذب میں خاصی شہرت رکھتے تھے، قم میں احمد بن محمد بن عیسیٰ کے ہاں ایک مدت تک مقیم رہے پھر قم میں اپنے غلو میں مشہور ہوئے تو ان سے دوری اختیار کی گئی، احمد بن محمد بن عیسیٰ نے انہیں قم سے نکال دیا تھا، ان کے لئے یہی قصہ ہے۔ ان کی کتابوں کے نام یہ ہیں:

کتاب الدلائل، کتاب الوصایا، کتاب العتق

ہمیں ابوالحسین علی بن احمد نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہم سے بیان کیا محمد بن حسن نے، انہوں نے کہا: ہم سے بیان کیا محمد بن ابی القاسم ماجیلویہ نے اور انہوں نے محمد بن علی سے اُن کی کتاب "الدلائل" کے بارے میں اور ہمیں محمد بن جعفر نے خبر دی، اُنہوں نے کہا: ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن سعید نے، اُنہوں نے کہا: ہم سے بیان کیا جعفر بن عبداللہ المحمدی نے

،اور انہوں نے محمد بن علی ... م یتساءلون اور کتاب کتاب

الآداب کے بارے میں ... بن یحییٰ نے، انہوں نے کہا:

ہم سے بیان کیا میرے ... ور انہوں نے محمد بن علی سے

ان کی کتابوں کے بار...

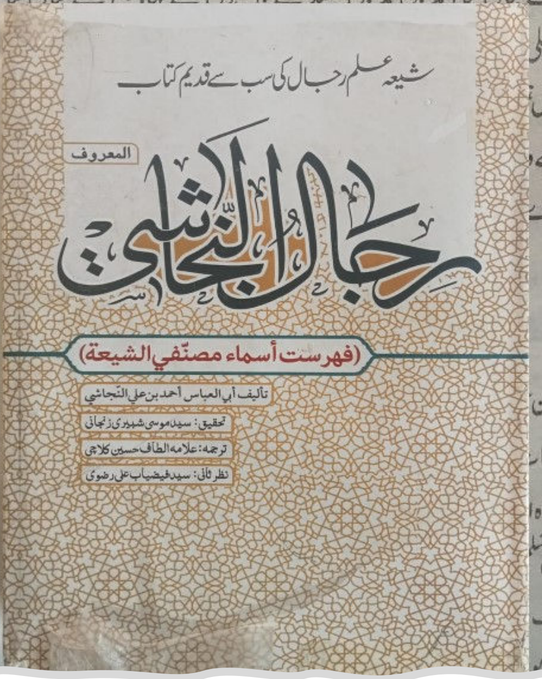

جناب محمد بن ... عالم فقیہ قاری، لغوی اور اہم

راوی تھے یہ عرب دیہا... ہت کچھ حاصل کیا۔ یعقوب

بن سکیت اور محمد بن عبدہ ...

ہمیں محمد بن سَلَـ... اس خاندان کے لوگ عالم

اور فاضل ہیں، آج تک ... حکمرانوں کے کاتب چلے

آ... اشعار کا ذکر ہے۔

كيسان ـ فيهما تحريف لا محالة، فإنّ الراوي عن ابن أذينة هو إبراهيم بن عمر اليماني، لا ابنه إسحاق، بل لا وجود لاسحاق بن إبراهيم، ومن المطمأن به أنّ التحـريف من النسّـاخ، والصحيح فيه: الحسن بن علي بن كيسان، عن أبي إسحاق إبراهيم بن عمر اليماني، عن ابن أذينة.

وكيفما كان فطريق الشيخ إلى كتاب سليم بن قيس بكلا سنديه ضعيف، ولا أقلّ من جهة محمد بن علي الصيرفي (أبي سمينة).

روى عن أمير المؤمنين عليه السلام، وروى عنه أبان. الكافي: الجزء ١، كتاب الحجّة ٤، باب الاشارة والنصّ على الحسن بن علي عليه السلام ٦٦، الحديث ١، وفي التهذيب: الجزء ٩، باب الوصية ووجوبها، الحديث ٧١٤، أبان رفعه إلى سليم بن قيس الهلالي.

وروى عنه أبان بن أبي عيّاش. الكافي: الجزء ١، كتاب فضل العلم ٢، باب المستأكل بعلمه ... ث ١، والجزء ٢، كتاب الايا... ى ما يكون به العبد مؤمناً ...

وروى عن... وروى عنه أبان بن أبي عيا... الاثني عشر والنصّ عليهم، ...

وروى بعـ... ليه السلام. الفقيه: الجزء ٤،...

وروى عنـ... ٩٠.

وروى عنـ... علم ٢، باب استعمال العلم ... ، والجزء ٢، كتاب الايمان و... والتهذيب:

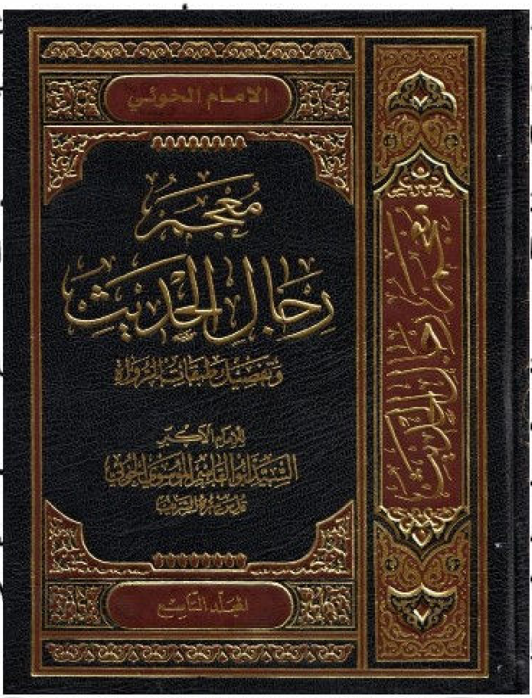

ثلاثين و مائة.

[١٢٦٣] ٣٥ ـ أيوب بن وشيكة.

[١٢٦٤] ٣٦ ـ أبان بن أبي عياش فيروز، تابعي، ضعيف.

[١٢٦٥] ٣٧ ـ ابان بن تغلب، أبو سعيد البكري الجريري.

[١٢٦٦] ٣٨ ـ أنس بن عمرو الازدي.

[١٢٦٧] ٣٩ ـ أسلم المكي القواس.

[١٢٦٨] ٤٠ ـ إسرائيل بن عبّاد المكي.[١]

[١٢٦٩] ٤١ ـ أعين الرازي، يكنى أبا معاذ.

[١٢٧٠] ٤٢ ـ إسحـ

[١٢٧١] ٤٣ ـ إسحـ

[١٢٧٢] ٤٤ ـ أسلـ

[١٢٧٣] ٤٥ ـ أحمد

[١٢٧٤] ٤٦ ـ أحمد

[١٢٧٥] ٤٧ ـ إسحـ

[١٢٧٦] ٤٨ ـ اسيد

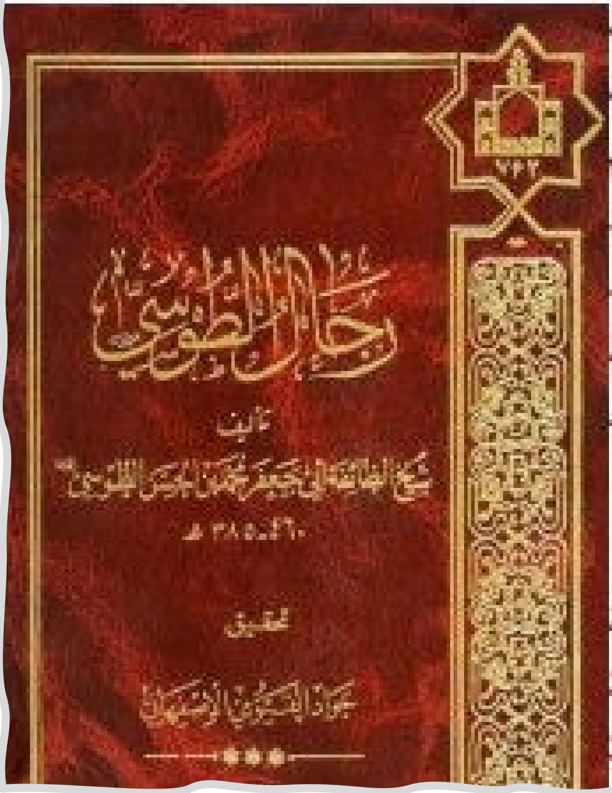

[١٢٧٧] ١ ـ بشر بن

[١٢٧٨] ٢ ـ بشر بن

[١٢٧٩] ٣ ـ بشر بن

علمنا أنّه ثابت، وإن روى غيره ... الأئمّة.

منصوص، مثلهم إذ ذاك علامة ... معناه،

وأنّه لا يجوز أن يفتي الإمام ... ع ذلك

المختصّون بعلم الدّين من أصـ ... القول

فيه، ولـو ذهب عن واحد منهـ ... روفـون

بالفُتيا[2] والحلال والحرام، ونقل ...

ومتى وجدنا حديثاً يخالف ... أرجناه،

لقضاء الكتاب بذلك وإجماع ...

وكذلك إن وجدنا حديثاً ... عقل[4]

بفساده، ثمّ الحكم بذلك على ... أضيف

إليهم موقوف على لفظه، وما ... وتقضي

العادات بذلك أو تنكره. فهذه ... في الحقّ

في الأخبار المختلفة، والصّريح فيها لا يتمّ إلاّ بعد إيراد الأحاديث، والقول في كلّ واحد منها ما يبيّنا طريقه.

وأمّا ما تعلّق به أبو جعفر ــ رحمه الله ــ من حديث سليم الّذي رجع فيه إلى الكتاب المضاف[6] إليه برواية أبان بن أبي عيّاش، فالمعنى فيه صحيح، غير أنّ هذا الكتاب غير موثوق به، ولا يجوز العمل على أكثره، وقد حصل فيه تخليط وتدليس، فينبغي للمتديّن أن يجتنب العمل بكلّ ما فيه، ولا يعوّل على جملته

(١) في المطبوعة: المعناه.
(٢) م،ر: في.
(٣) م،ر: الأئمّة.
(٤) في المطبوعة: العقول.
(٥) في بعض النسخ: أمرج.
(٦) م،ر: مضافاً.

والتقليد لرواته [1] وليفزع إلى العلماء فيما تضمّنه من الأحاديث ليوقفوه [2] على الصّحيح منها والفاسد، والله الموفّق للصّواب.

[تمّت وبالخير خُتمت، قد فرغت من تحرير هذه الرّسالة المتعلّقة على اعتقادات ابن بابويه ـ رحمه الله ـ لشيخنا الإمام العلاّمة السّعيد المفيد [3] ـ طاب ثراه ـ في اليوم التّاسع من شهر محرّم الحرام من شهور سنة ثمانين بعد الألف (١٠٨٠) من الهجرة المصطفويّة ـ على مشرّفها وآله ألف تحيّة ـ وكتبها لنفسه ولمن يشاء الله من بعده ... ين ـ تجاوز الله عن سيّئاته، وحشره مع ... أجمعين ـ آمين ربّ العالمين؛ بمنّه وكرمه ...

تمّت المقابلة ... الحسيني؛ ببغداد، العراق].

(١) في المطبوعة: لراويه.

(٢) مج، «ق»: ليطّهوه.

(٣) استدراك ـ قال الحاف... سلام ـ ص ١٨٠ ج ١ ط ٢ هند ١٣٦٤هـ ... ع علماء الرافضة أبو عبد الله محمد بن مح... ـيد و كان ذا جلالة عظيمة في دولة بني ... ين سنة و له مصنفات كثيرة وكان خاشعاً م... ـهم ع.

■ تلميذ الحافظ أحمد بن تيمية الحراني المتوفّى سنة ٧٢٨هـ عن ٦٧ سنة، مؤلّف كتاب الرّدّ على المنطقيين، ذلك الكتاب الفلسفي الذي قام بطبعه ونشره للمرة الأولى الأستاذ الفضال عبد الصمد شرف الدين الكتبي سنة ١٣٦٨هـ ببمباي ـ الهند، وكان طبعه في مطبعته القيمة في قالب قشيب جميل عن نسخة وحيدة كتب عليها المصنف بخطّه مصدراً بمقدمة له و كلمة للدكتور السيد سليمان الندوي مدير مجلة (معارف) المحترم. أنظر (الفرقان الآخر ـ ص ٣١ ـ ٣٧ ج ١ مج ٣٨ ط هند). ع.

باب الهمزة / أبان ٣٩

الأئمة عليهم السلام، رجال الشيخ(١)(٢).

٩/١ ـ أبان بن أبي عمران الفزاري:

الكوفي، من أصحاب الصادق عليه السلام، رجال الشيخ(٣).

١٠/٢ ـ أبان بن أبي عيّاش فيروز(٤):

تابعي ضعيف، من أصحاب علي بن الحسين(٥) والباقر(٦) والصادق(٧) عليهم السلام، رجال الشيخ.

تابعي، روى عن أنس بن مالك، وروى عن علي بن الحسين عليه السلام، ضعيف لا يلتفت إليه، ونسب(٨) وضع كتاب سليم بن قيس إليه(٩)، رجال ابن الغضائري(١٠).

١١/٣ ـ أ

من أصحا

١٢/٤ ـ

السيس ... الشيخ(١٢).

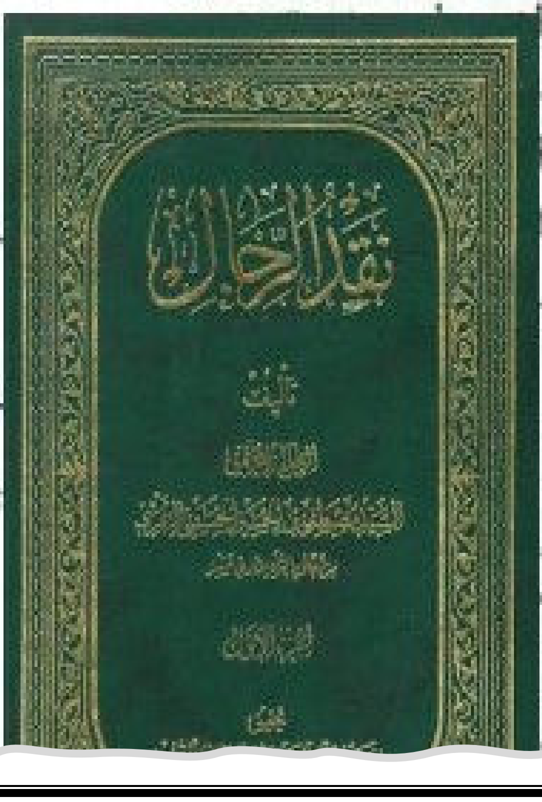

(١) رجال الشيخ:

(٢) الشيخ آدم بن ... علي الطوسي

تصانيفه، ب

(٣) رجال الشيخ: ... ١٥١/١٨٥

ومجمع الرجال

(٤) البصري ١ (م

(٥) رجال الشيخ:

(٦) رجال الشيخ:

(٧) رجال الشيخ:

لم يرو عن سليم بن قيس غير أبان بن أبي عيّاش.

والجواب عن ذلك أنّ ما ذكره العقيقي باطل جزماً، فقد روي عن سليم ابن قيس في الكافي وغيره من غير طريق أبان.

وأما ما ذكره ابن الغضائري من انحصار راوي كتاب سليم بن قيس بأبان، فيردّه ما ذكره النجاشي والشيخ من رواية حمّاد بن عيسى، عن إبراهيم بن عمر الصنعاني، عنه كتابه.

الوجه الثالث: أنّ راوي كتاب سليم بن قيس أبان بن أبي عيّاش وهو ضعيف، وإبراهيم بن عمر الصنعاني وقد ضعّفه ابن الغضائري، فلا يمكن الاعتماد على كتاب سليم بن قيس.

والجواب أنّ إبراهيم بن عمر وثّقه النجاشي ولا يعارضه تضعيف ابن الغضائري على ما مرّ الكلام في ترجمته.

هذا، والصحيح أنه لا طريق لنا إلى كتاب سليم بن قيس المرويّ بطريق حمّاد بن عيسى، عن إبراهيم بن عمر، عنه، وذلك فإنّ في الطريق محمد بن علي الصيرفي أبا سمينة وهو ضعيف كذّاب.

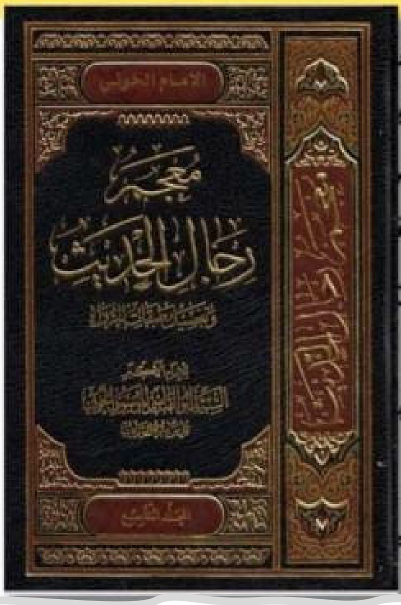

الجهة الثالثة: قد عرفت أنّ للشيخ إلى

حمّاد بن عيسى، وعثمان بن عيسى، عن أ

الثاني حمّاد بن عيسى، عن إبراهيم بن عم

وأما النجاشي فالظاهر أنّ في عبارته سق

عن سليم) قد سقطت بعد قوله: (وعثمان بن

ذكره ابن الغضائري من اختلاف سند هذا

أذينة، عن إبراهيم بن عمر الصنعاني، عن أ

يروي عن عمر، عن أبان بلا واسطة.

وذلك فإنّ عمر بن أذينة غير مذكور في

قصة أصحاب العقدة ٢٣

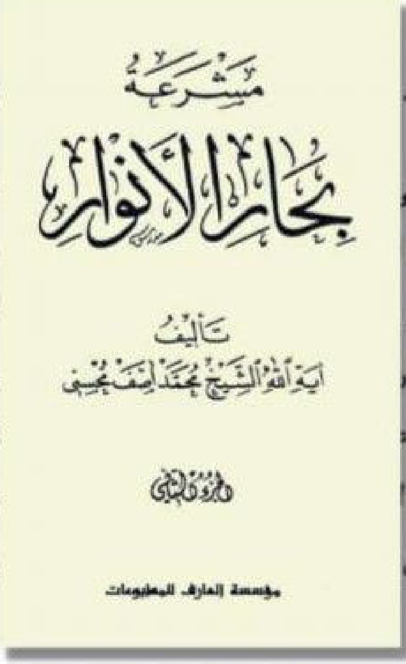

الطويل، وهو مضافا ال   خـر، ولا يـبعد
الاطمئنان بقوله ﷺ   المؤلف بطرق.

والاحاديث عن   الظن بصدقها،
وبالجملة الناظر يعلم ا   وهو اخبار
النبي ﷺ بما جرى   ه.

وإخباره ﷺ   بي ﷺ علمه
من ظاهر حال جمع من   الحدس لكثير
من الناس.

الباب ٣: .... (٢٨: ٨٥)

أقول: ليس في الباب رواية معتبرة سنداً، والرجوع الى روايات الطرف المقابل انفع لا قناعهم وأقوم لاثبات الحجة عليهم واحسن للانصاف.

وقصة اصحاب العقدة امر ممكن في نفسها، لكن الرواية الثالث (٢٨: ٨٦ الى ١١٤) المشتملة عليها غير معتبرة سنداً، وهي تشبه رسالة لطولها فيقوى احتمال وضعها ولو ببعض الزيادات. لكن على القصة شواهد ذكرها المعلق في الحاشية (٢٨: ١١٨) وما بعدها. نعم في تعيين اصحابها اختلاف، ففي رواية أنهم خمسة، وفي رواية الكافي غير المعتبرة سنداً (٢٨: ١٢٣) ستة وفي رواية أنهم سبعة.

وجدير بالذكر ان كتاب سليم لم يصل بسند معتبر ولا ان نسخته وصلت بسند معتبر، نعم لبعض ما حكي عنه سند معتبر في مصادر اخرى.

ثم ان المصنف ذكر (٢٣) رواية عامية في نيابة الاول عنه ﷺ في

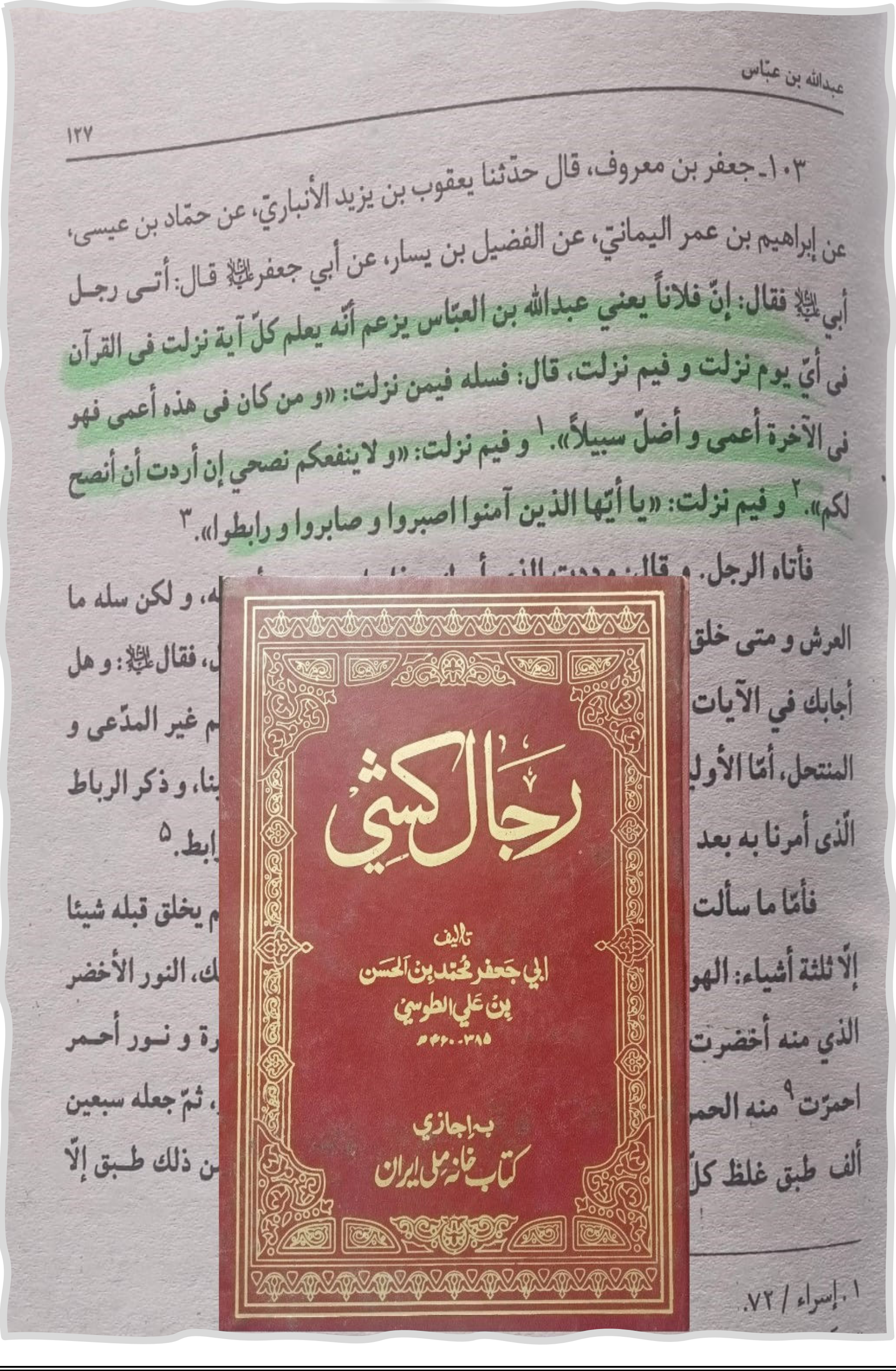

عبدالله بن عبّاس

١٢٧

١٠٣ـ جعفر بن معروف، قال حدّثنا يعقوب بن يزيد الأنباريّ، عن حمّاد بن عيسى، عن إبراهيم بن عمر اليمانيّ، عن الفضيل بن يسار، عن أبي جعفر عليه السلام قال: أتى رجل أبي عليه السلام فقال: إنّ فلاناً يعني عبدالله بن العبّاس يزعم أنّه يعلم كلّ آية نزلت في القرآن في أيّ يوم نزلت و فيم نزلت، قال: فسله فيمن نزلت: «و من كان في هذه أعمى فهو في الآخرة أعمى و أضلّ سبيلاً».[1] و فيم نزلت: «و لا ينفعكم نصحي إن أردت أن أنصح لكم».[2] و فيم نزلت: «يا أيّها الذين آمنوا اصبروا و صابروا و رابطوا».[3]

فأتاه الرجل. و قال …
… ه، و لكن سله ما
العرش و متى خلق … ، فقال عليه السلام: و هل
أجابك في الآيات … م غير المدّعى و
المنتحل، أمّا الأولى … ينا، و ذكر الرباط
الّذي أمرنا به بعد … رابط.[5]

فأمّا ما سألت … م يخلق قبله شيئا
إلّا ثلاثة أشياء: الهو… ك، النور الأخضر
الذي منه أخضرت … رة و نور أحمر
احمرّت[9] منه الحمـ… ، ثمّ جعله سبعين
ألف طبق غلظ كلّ … ن ذلك طبق إلّا

١. إسراء / ٧٢.

٢٨ ـ باب كراهة التسمية بالحكم وحكيم وخالد ومالك وحارث ويس وضِرار ومرّة وحرب وظالم وضريس وأسماء أعداء الأئمة (عليهم السلام)

[٢٧٣٩٩] ١ ـ محمّد بن يعقوب، عن عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد بن عثمان، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال: إنَّ رسول الله (صلى الله عليه وآله) دعا بصحيفة حين حضره الموت يريد أن ينهى عن أسماء يتسمّى بها، فقبض ولم يسمّها، منها: الحكم وحكيم وخالد ومالك، وذكر أنّها ستّة أو سبعة ممّا لا يجوز أن يتسمّى بها.

[٢٧٤٠٠] ٢ ـ وعن محمّد بن يحيى، عن محمّد بن الحسين، عن محمّد بن
عبدا ... عن أبي جعفر
(علي ... خالد.
... ذي قبله.

[٤٠١ ... ن خالد، عن
محمّد ... بدالله (عليهما
السلا ... م في يس؟ يعني
التسم ...

[٤٠٢ ... السلام) قال:
إنَّ الش ... ختال.

١ ـ ال
٢ ـ ال
(١
٣ ـ ال
٤ ـ تقا

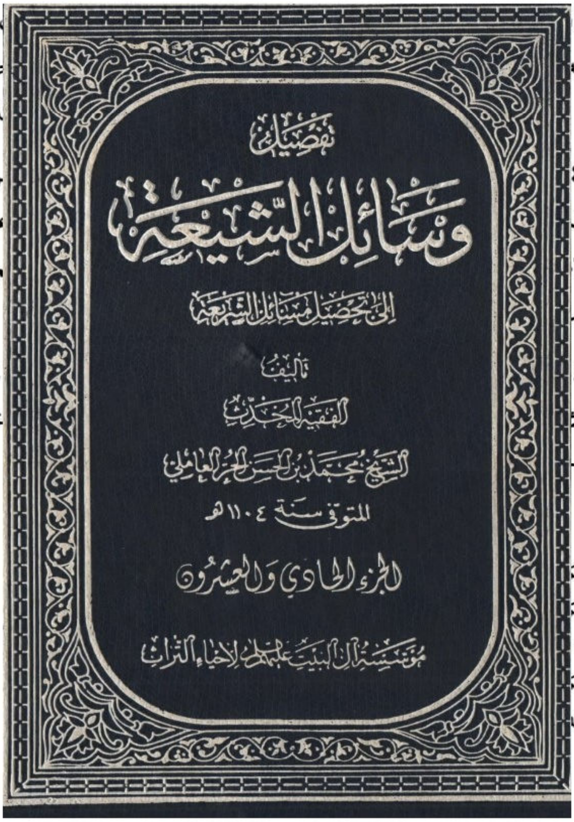

۳

باب سوم

المیہ جمعرات

تیجانی کی کتاب "المیہ جمعرات" کے مندرجات کا جواب۔

واقعہ قرطاس کے حوالے سے کئی صدیوں سے امامیہ شیعہ کی طرف سے جو اعتراضات کئے جاتے ہیں ان پر وقتاً فوقتاً مذہب حقہ اہل سنت کے علماء نے اپنے اپنے ادوار میں جواب دیا ہے۔ اور کچھ علماء نے اس پر رسائل بھی چھوٹے چھوٹے لکھے ہیں۔ گزشتہ صدی میں اس واقعہ قرطاس پر تیجانی سماوی شیعہ نے بھی ایک کتاب "المیہ جمعرات" کے نام سے لکھی جو دیکھنے کو تو 328 صفحات پر مشتمل تھی لیکن جب ہم نے اس کتاب کو کھول کر دیکھا تو 328 صفحات میں سے واقعہ قرطاس پر صرف 42 صفحات جناب فاروق اعظم علیہ السلام پر اعتراض قائم کرنے کی غرض سے تھے۔ باقی اگلی ساری کتاب ان ہی کہانیوں، جھوٹے قصوں اور باطل استدلال وغیرہ پر مشتمل تھی جو عموماً شیعہ اسلام دشمن کتب میں ہوتی ہیں۔ اور ان 42 صفحات پر بھی وہی دوات قلم نہ دینا، خلافت علوی نہ لکھوانے دینا وغیرہ جیسے پرانے گھسے پٹے اعتراض ہی کاپی تھے جو بقیہ شیعہ علماء اپنی کتب میں زیر بحث عنوان سے لکھتے آرہے ہیں۔

جہاں تک کتابت کے بارے رسول اللہ ﷺ کے حکم کا وحی ہونے کا تعلق ہے تو اس میں خود شیعہ کے

پاس کوئی دلیل نہیں کہ یہ حکم وجوبی تھا یا استحباب کے درجہ میں تھا۔ خود جو چیزیں اس کے تحت شیعہ علماء پیش کرتے ہیں وہ اس دعوے کا رد کرتی ہیں کہ یہ حکم وحی خدا تھا۔ چنانچہ یہی مصنف جس کی کتاب "المیہ جمعرات" پر ہم تبصرہ کر رہے ہیں اسی میں تیجانی سماوی تاریخ بغداد کی ایک روایت لائے ہیں جس میں یہ موجود ہے کہ:

- "رسول اللہ ﷺ نے اپنی مرض الموت میں اس خواہش کو لکھنا چاہا تھا اور ان کا پورا ارادہ ہو گیا تھا کہ علی کا نام تحریری طور لکھ دیں"۔ [المیہ جمعرات صفحہ 50]

جب کہ خود مصنف المیہ جمعرات جناب تیجانی سماوی کو یقین نہیں کہ یہ روایت درست ہے کہ نہیں چنانچہ ساتھ ہی رقم طراز ہیں کہ:

- "اگر یہ روایت درست ہے تو اس کا مقصد یہ ہے کہ حضرت عمر کو رسول اللہ ابھی زیادہ اسلام کا مفاد عزیز تھا"۔ [المیہ جمعرات صفحہ50]

قارئین کرام! اندازہ لگائیں شیعہ مصنف کو جس تاریخی کچرے پر خود یقین نہیں اس کی بنیاد پر اپنے گستاخانہ نظریات کی بنیاد رکھ رہا ہے یہ اس شیعہ مصنف کی علمی حالت ہے جس کو اپنے ہی دیئے گئے حوالوں کے سچ یا جھوٹ ہونے کا یقین نہیں۔ پھر شیعہ عالم کی اسی نقل شدہ روایت میں یہ بھی ہے کہ جناب عبداللہ بن عباس علیہ السلام کو جناب عمر فاروق اعظم علیہ السلام نے فرمایا:

- کیا علی یہ سمجھتے ہیں کہ رسول خدا نے ان کی خلافت پر نص فرمائی ہے؟
- ابن عباس نے کہا جی ہاں!۔ [شرح نہج البلاغہ ابن جلد سوم صفحہ 97]

اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جناب علی علیہ السلام کو اپنی خلافت کے بارے میں نص کا اعتقاد اپنی ذاتی رائے تھی۔ یہ اس شیعہ عالم کے علمی حوالوں کی حالت ہے جو خود شیعہ کے گلے میں پڑ گئے۔ پھر اسی حوالے میں یہ بھی

موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے کسی فرمان میں واضح طور پر جناب علی علیہ السلام کے لیے خلاف کا اعلان نہیں کیا چنانچہ روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں:

- "رسول خدا نے ﷺ نے اپنی زندگی میں متعدد مرتبہ ایسے اشارے ضرور کئے تھے لیکن ان میں بات کی وضاحت نہیں تھی" (یعنی جناب علی علیہ السلام کی خلافت)۔ [المیہ جمعرات صفحہ 50]۔ [شرح نہج البلاغہ ابن حدید جلد سوم صفحہ 97]

تیجانی سماوی نے اپنی اسی کتاب میں صحیح بخاری کی روایات پر جھوٹ بولتے ہوئے لکھا ہے کہ:

- "تیسری وصیت (خلافت علوی) کو رسول خدا تحریری طور پر لانا چاہتے تھے اور اس پر ہذیان ہذیان کہ کر حضور کریم کی شان گستاخی کی گئی۔ تعجب تو یہ ہے کہ کل وصیتیں تین تھیں دو وصیتوں کے وقت حضور اپنے ہوش و حواس میں تھے لیکن تیسری وصیت کے وقت ان پر ہذیان ہو گیا تھا (نعوذباللہ)"۔ [المیہ جمعرات صفحہ 49]

تیجانی سماوی نے تیسری وصیت کے حوالے سے واقعہ قرطاس پر مثالی جھوٹ بولا ہے اور جن الفاظ کو اپنے ہذیان سے وہ تیسری وصیت کے فرمانے کے وقت پر فٹ کر رہا ہے ایسا کوئی ثبوت قرطاس کی روایات میں نہیں بلکہ وہاں تو یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ساری گفتگو کے بعد صرف تیسری نہیں بلکہ تینوں وصیتیں آخر پر رسول اللہ ﷺ نے فرمائیں وصایا والی مکمل روایت ملاحظہ فرمائیں:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَوْمُ الْخَمِيسِ، وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ، فَقَالَ: ائْتُونِي أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا، فَتَنَازَعُوا وَلَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ، فَقَالُوا: مَا شَأْنُهُ أَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوهُ، فَذَهَبُوا يَرُدُّونَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: دَعُونِي، فَالَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي إِلَيْهِ وَأَوْصَاهُمْ بِثَلَاثٍ، قَالَ: أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَأَجِيزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيزُهُمْ، وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ، أَوْ قَالَ: فَنَسِيتُهَا.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جمعرات کے دن کا ذکر کیا اور فرمایا، معلوم بھی ہے جمعرات کے دن کیا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے مرض میں تیزی پیدا ہوئی تھی۔ اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا کہ لاؤ، میں تمہارے لیے وصیت نامہ لکھ دوں کہ تم اس پر چلو گے تو اس کے بعد پھر تم کبھی صحیح راستے کو نہ چھوڑو گے لیکن یہ سن کر وہاں اختلاف پیدا ہو گیا، حالانکہ نبی ﷺ کے سامنے نزاع نہ ہونا چاہیے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ کیا آپ ﷺ شدت مرض کی وجہ سے بے معنی کلام فرما رہے ہیں؟ (جو آپ کی شان اقدس سے بعید ہے) پھر آپ سے بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ پس آپ سے صحابہ پوچھنے لگے۔ آپ نے فرمایا جاؤ میں جس کام میں مشغول ہوں، وہ اس سے بہتر ہے جس کے لیے تم کہہ رہے ہو۔ اس کے بعد آپ نے صحابہ کو تین چیزوں کی وصیت کی، فرمایا کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دو۔ ایلچی (جو قبائل کے تمہارے پاس آئیں) ان کی اس طرح خاطر کیا کرنا جس طرح میں کرتا آیا ہوں اور تیسری بات ابن عباس نے یا سعید نے بیان نہیں کی یا سعید بن جبیر نے یا سلیمان نے کہا میں تیسری بات بھول گیا۔ [صحیح بخاری رقم حدیث 4431]

قارئین کرام یہ وہ روایت ہے جس پر تیجانی سماوی صاحب نے سفید جھوٹ بولا تھا کہ تیسری وصیت کے

وقت صحابہ کرام نے رکاوٹ ڈالی جبکہ صحابہ کرام کے سوال و جواب شروع میں آپس میں گفتگو کے دوران ہو چکے تھے۔ اور تیجانی سماوی نے جناب عمر فاروق اعظم علیہ السلام ہی پر نہیں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی بغیر ثبوت کے جھوٹ بولا کہ وہ جناب علی علیہ السلام کی خلافت کی وصیت لکھوانا چاہتے تھے۔

کتاب تنزیہ امامیہ

محمد حسین نجفی کی کتاب کے مندرجات کا جواب

واقعہ قرطاس پر بحث کرتے ہوئے شیعہ عالم محمد حسین نجفی صاحب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کتاب سر العالمین کا حوالہ کچھ ان الفاظ سے دیا کہ:

- "رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا نے اپنی وفات کے وقت فرمایا - مجھے کاغذ اور دوات لا کر دو تا کہ میں ہر قسم کے اجمال و اشکال کو دور کر کے تمہیں بتا دوں کہ میرے بعد خلافت کا حقدار کون ہے ؟ اس پر عمر نے کہا ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو کہ وہ بہکی ہوئی باتیں کر رہے ہیں"۔ [تنزیہ امامیہ جدید پانچواں باب صفحہ 272]

جواب اول:

پہلی بات تو یہ ہے کہ زیر بحث کتاب سر العالمین سرے سے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہے ہی نہیں کئی علماء اہل سنت نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کی تفصیلات پر بحث کرتے ہوئے اس کتاب بنام "سر

العالمین" کو امام کی کتب میں سرے سے شامل ہی نہیں کیا۔ چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد خاص اور ان کی کتاب احیاء العلوم کے شارح علامہ محمد الحسینی زبیدی کی کتاب "اتحاد السادات المتقین" نے علامہ غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کا تذکرہ حروف تہجی کے اعتبار سے اپنی اس کتاب میں کیا لیکن کتاب سر العالمین کا کہیں ذکر نہیں کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کتاب کا کوئی تعلق نہیں۔ [اتحاف السادات المتقین صفحہ 41]

حضرت علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں کہ:

- "اور جو کچھ دوسری کتابوں میں ہے وہ محض پردہ داری و زمانہ سازی، جیسے کتاب سر العالمین کہ اس کو امام غزالی کی طرف منسوب کرتے ہیں علی ہذا القیاس اور بہت سی کتب شیعہ نے تصنیف کی ہیں اور ان کو معتبر اہل سنت کا نام لگا کر مشہور کر دیتے ہیں"۔ [تحفہ اثنا عشریہ باب دوم کید اکیس صفحہ 76]

خود شیعہ کے ہاں بھی کتاب سر العالمین کی نسبت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف نسبت مشکوک ہے چنانچہ شیعہ پیشوا الجزائری نقل کرتے ہیں:

- "بعض دفعہ امام غزالی کی طرف ایک کتاب کی نسبت کی جاتی ہے جو کہ سر العالمین کے نام سے موسوم ہے اس میں ایک مقالہ ہے جس میں ان کا حق کی طرف میلان ہے اور اس کے ساتھ نطق ظاہر ہوتا ہے تا کہ اس پر حجت و برہان بنے اور بعض علماء نے اس کتاب کا غزالی کی تصنیف ہونے کا انکار کیا ہے اور یا یہ کہ یہ مقالہ الحاقی ہے"۔ [انوار نعمانیہ جلد دوم صفحہ 286]

جواب دوم:

خود اس کتاب کے مندرجات امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتب کے خلاف ہیں۔ الاقتصاد فی

الاعتقاد" امام کی مسلمات کتب میں گنی جاتی ہے جس کا امام کی کتب میں ہونا ثابت ہے۔ چنانچہ الاقتصاد فی اعتقاد کے متعدد مقامات پر نہ صرف امام غزالی رحمۃ اللہ نے اس مسئلہ پر بحث کی ہے، بلکہ مسئلہ خلافت کو امامیہ کے خلاف غیر منصوص باور کرایا ہے، چنانچہ اس میں وضاحت و صراحت سے لکھا ہوا ہے کہ:

"فان قیل، فهلا قلتم ان التنصیص واجب من النبی والخلیفة کی یقطع ذلك دابر الاختلاف کما قالا بعض الامامیه..."

ترجمہ: یعنی اگر یہ کہا جائے کہ تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ حضور ﷺ کی طرف سے خلیفہ کی جانب سے مسئلہ خلافت کو نصاً بیان کرنا واجب تھا، تاکہ اختلاف کی بنیاد ہی ختم ہو جاتی، جیسا کہ امامیہ کہتے ہیں۔ [اقتصاد فی الاعتقاد باب صفحہ 297]

اس سے صاف اور بالکل واضح طور پر امام غزالی کا مسئلہ خلافت کے بارے میں مؤقف واضح ہو جاتا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے بعد خلافت کے معاملہ میں بطور نص کے کوئی واضح ارشاد نہیں فرمایا، جیسا کہ امامیہ کا گمان ہے کہ آپ نے خلافت کے بارہ میں نصاً ارشاد فرمایا تھا اور یہ مؤقف زیر بحث کتاب سر العالمین کے مندرجات کے بھی خلاف ہے۔ اس کے علاوہ اسی "الاقتصاد فی الاعتقاد" پر خلفائے راشدین کی ترتیبِ فضیلت کو بیان کرتے ہوئے لکھا:

فاما الخلفا الراشدون فهم افضل من غيرهم وترتيبهم فی الفضل عند اهل السنة کترتيبهم فی الامامة.

ترجمہ: یعنی خلفا راشدین دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے افضل ہیں اور اہل سنت کے

ہاں ان کی آپس میں ایک دوسرے پر فضیلت کی ترتیب بھی وہی ہے، جو ان کی خلافت کی ترتیب ہے۔ [الاقتصاد فی الاعتقاد صفحہ 300]

اس کے چند سطر بعد فرماتے ہیں:

وهم قد اجمعوا على تقديم ابي بكر ثم نص ابوبكر على عمر، ثم اجمعوا بعده على عثمان ثم على رضي الله عنهم، وليس يظن عنهم الخيانة في دين الله تعالىٰ لغرض من الاغراض وكان اجماعهم على ذلك من احسن ما يستدل به على مراتبهم في الفضل، ومن هذا اعتقد اهل السنة هذا الترتيب في الفضل.

ترجمہ: یعنی ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ کی خلافت پر اجماع ہوا، پھر حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت عمر رضی اللہ کی خلافت کی تصریح کی، اس کے بعد حضرت عثمان غنی اور پھر حضرت علی مرتضیٰ کی خلافت پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع ہوا، اور حضرات صحابہ کرام میں سے کسی پر اللہ کے دین کے معاملہ میں کسی قسم کی ذاتی یا دنیاوی غرض کی وجہ سے خیانت کا گمان نہیں کیا جا سکتا۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا خلافت کے معاملہ میں اجماع حضرات خلفاء کرام کے ایک دوسرے پر فضیلت اور بیان مراتب کے بہترین دلائل میں سے ہے، اہل سنت والجماعت کا حضرات خلفا کی ایک دوسرے پر فضیلت کی ترتیب کا عقیدہ بھی اسی سے ماخوذ ہے۔ [الاقتصاد فی الاعتقاد صفحہ 301]

علامہ قمر الدین سیالوی صاحب نے قرطاس کے واقعہ پر لکھا تھا کہ:

- "بالفرض اس روایت میں خلافت کا ذکر تک نہیں - حضرت علی کی خلافت وہ بھی بلا فصل کیسے ثابت ہو

گئی"۔ [رسالہ مذہب شیعہ صفحہ 79]

اس کے جواب میں محمد حسین نجفی نے یہ جواب دیا کہ علامہ خفاجی کی طرف سے لکھا کہ آنحضرت ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ خلافت کا مسئلہ واضح کر دیں تاکہ اس میں لوگ اختلاف نہ کریں۔ [نسیم الریاض جلد چہارم صفحہ 307 بحوالہ تنزیہ امامیہ جدید صفحہ 271]

جواب:

علامہ قمر الدین سیالوی صاحب کا جواب میں محمد حسین نجفی صاحب نے نہ تو کوئی روایت پیش کی جس میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کا ذکر فرمایا ہو، اور نہ کوئی ایسی روایت پیش کی کہ جس میں مطلقاً خلافت کا ذکر ہو۔ اور جو عبارت نسیم الریاض وغیرہ سے محمد حسین نجفی صاحب نے پیش کی اس میں بھی کسی روایت کا ذکر نہیں بس احتمال ہے۔

جبکہ ہم نے باب اول میں یہ ثابت کیا ہے کہ اگر کسی شخصیت کی خلافت کے لکھوانے کا ارادہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بھی تھا تو وہ امام اول خلیفہ بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق علیہ السلام کی خلافت و امامت کا ذکر خیر تھا جیسے کہ صحیح الاسناد روایات سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے۔ اور رہی شفا و شرح شفا کے حوالے کی حقیقت تو اس میں تو یہ کہیں نہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کا تذکرہ علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ یا علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے روایات قرطاس میں تسلیم کیا بلکہ انہوں نے تو محمد حسین نجفی جیسے شیعہ کا رد کیا ہے چنانچہ علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

- "اور یہ کہا گیا ہے کہ جو آپ ﷺ سے طلب کیا گیا تھا وہ امر خلافت اور اس کی کتابت کے بارے میں تھا"۔ [الشفاء فصل پنجم صفحہ 212]

علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ جن کی کتاب کا حوالہ محمد نجفی نے اپنی کم علمی یا جان بوجھ کر حق کو چھپانے کی غرض سے دیا انہوں نے ہی حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کی وصیت کا رد کرتے ہوئے لکھا کہ:

ترجمہ: (جیسے رافضہ کا وصیت کا دعوی) کہ نبی ﷺ نے علی کرم اللہ وجہہ کیلئے وصیت کی تھی۔ اور اس لیے ان کو وصی کا نام دیتے ہیں۔ اور یہ کہ بعض صحابہ نے اس کو لکھا تھا۔ (اور اس کے علاوہ) جیسے رافضہ کا رسول اللہ ﷺ پر افتراء اور دعوی کرتے ہیں کہ وہ تحریر جس کے لکھوانے کا نبی ﷺ ارادہ فرمایا تھا اس میں علی کی خلافت کی وصیت تھی۔ اس لیے عمر فاروق اعظم علیہ السلام نے اس سے منع کیا۔ اور یہ بات ان کا فاروق اعظم پر جھوٹ ہے۔ [نسیم الریاض جلد ششم قسم الثالث فیما یجب للنبی ﷺ و ما یستحیل فی حقہ صفحہ 76]

اور جو عبارت نجفی صاحب نے پیش کی وہ اس طرح ہے۔

قال سفیان اراد ان یبین امر خلافت بعدہ حتی لا یختلفو فیھا.

ترجمہ: جناب سفیان رحمہ اللہ نے فرمایا لکھنے کا ارادہ خلافت کے بارے میں تھا تا کہ لوگ اختلاف نہ کریں۔ [نسیم الریاض جلد سوم باب القسم ثالث فیما یجب للنبی ﷺ و ما یستحیل فی حقہ صفحہ 68]

اور اسی کے ساتھ اسی صفحہ پر علامہ خفاجی صحیح مسلم کی روایت جس میں جناب ابو بکر صدیق علیہ السلام کی خلافت کا اشارہ تھا اس کو نقل کر کے نجفی صاحب اینڈ کمپنی کا رد کیا لیکن اس کے باوجود جناب علامہ خفاجی کی عبارت کو اپنے حق میں سمجھنے کا ادھار کھائے بیٹھے ہیں پوری بحث سکین میں قارئین کو نظر آئے گی۔

مسند احمد کے حوالے کی حقیقت:

مسند احمد کے حوالے سے جناب عمر فاروق اعظم علیہ السلام پر الزام لگاتے ہوئے ایک روایت پیش کی جاتی

ہے کہ جناب عمر فاروق اعظم علیہ السلام نے سامان کتابت لے کر پھینک دیا۔

جواب:

شیعہ نے مسند احمد کی روایت کا ترجمہ غلط کیا ہے یہ روایت جناب جابر بن عبد اللہ علیہ السلام سے مروی ہے متن ملاحظہ فرمائیں:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا عند موتہ بصحیفتہ لیکتب فیھا کتابا لا یضلون بعدہ قال فخالف علیھا عمر بن الخطاب خطاب حتیٰ رفضھا

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے اپنی وفات سے قبل ایک کاغذ منگوایا تاکہ ایک ایسی تحریر لکھوادیں جس کی موجودگی میں لوگ گمراہ نہ ہوسکیں لیکن حضرت عمر فاروق علیہ السلام نے دوسری رائے اختیار کی یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔ [مسند احمد جلد ششم رقم حدیث 14783 مرویات جناب جابر بن عبد اللہ علیہ السلام]

یہاں پر یہ کہیں نہیں کہ جناب عمر فاروق اعظم علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے دوات قلم لے کر پھینک دی مزید صحیفہ لائے جانے کی یہ روایت بھی شاذ ہے۔ شرح اس کی یہ ہے کہ بقیہ تمام روایات میں یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس دوات قلم لایا ہی نہیں گیا کیوں کہ ایک تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بالخصوص جناب فاروق اعظم علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کی بیماری کی تکلیف کی وجہ سے آپ کو مزید تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا اور دوسرا یہ کہ اس حکم سے خود ہی رسول اللہ ﷺ نے رجوع فرمالیا تھا جیسا کہ صحیح بخاری کی روایات سے یہ پہلے باب میں ثابت کیا جاچکا ہے۔

طبقات ابن سعد کی روایت کی حقیقت:

طبقات ابن سعد کی روایت جو واقعہ قرطاس کے متعلق ہے اس حوالے سے بھی جناب عمر فاروق اعظم علیہ السلام پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ ازواج مطہرات علیہم السلام کی طرف سے بھی کہنے کے باوجود قلم دوات رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیا گیا۔ [طبقات ابن سعد جلد دوم فی مغازی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم]

جواب:

طبقات ابن سعد کی روایت میں ایک راوی محمد بن عمر واقدی ہے۔ محمد بن عمر واقدی پر اسماء الرجال کے محدثین کی آراء ملاحظہ فرمائیں:

- امام نسائی رحمہ اللہ (المتوفی 303) کہا: والكذابون المعروفون بِوَضع الحَدِيث على رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أَرْبَعَة ١ ابْن أبي يحيى بِالْمَدِينَةِ ٢ والواقدي بِبَغْدَاد ٣ وَمُقَاتِل بن سُلَيْمَان بخراسان ٤ وَمُحَمّد بن السعيد بِالشَّام۔ اللہ کے رسول ﷺ پر حدیث گھڑنے والے مشہور و معروف جھوٹے راوی چار ہیں (1) مدینہ میں ابن ابی یحیی۔ (2) بغداد میں واقدی۔ (3) خراسان میں مقاتل بن سلیمان۔ (4) شام میں محمد بن سعید۔ [أسئلة للنسائی فی الرجال المطبوع فی رسائل فی علوم الحدیث ص 76]
- امام ابن القیسرانی رحمہ اللہ (المتوفی 507) نے کہا: أجمعوا على تركه۔ اس کے متروک ہونے پر محدثین کا اجماع ہے۔ [معرفة التذكرة لابن القيسراني]
- امام ذہبی رحمہ اللہ (المتوفی 748) نے کہا: قد انعقد الإجماع اليوم على أنه ليس

بحجة، وأن حديثه في عداد الواهي۔ آج اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ واقدی حجت نہیں ہے اور اس کی حدیث سخت ضعیف میں شمار ہوگی۔ [سیر أعلام النبلاء للذهبي جلد نهم]

- امام اِسحاق بن راھَوَیہ رحمہ اللہ (المتوفی 237) نے کہا: عندی ممن یضیع الحدیث۔ میرے نزدیک یہ حدیث گھڑنے والوں میں سے تھا۔ [الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 8/ 20 وسنده صحيح]
- امام شافعی رح فرماتے ہیں: کتب واقدی کذب۔ واقدی کی کتابیں جھوٹ کا پلندہ ہیں۔ [جرح و تعدیل امام ابن ابی حاتم]
- امام اہل سنّت احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ھو کذاب۔ بہت بڑا جھوٹا ہے۔ [الضعفاء الکبیر]
- امام یحییٰ ابن معین رح فرماتے ہیں: اس کی حدیث لکھی بھی نہیں جائے گی اور فرماتے ہیں۔ لیث بشیء۔ یہ کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ [جرح و تعدیل]
- امام ابوحاتم رازی فرماتے ہیں: متروك۔ [جرح و تعدیل]
- امیر المومنین فی الحدیث امام فقہ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: متروك الحديث۔ نیز فرماتے ہیں اسے احمد۔ ابن نمیر۔ امام عبد اللہ بن مبارک۔ اور اسماعیل ابوزکریا نے متروک کرار دیا ہے۔ [ضعفاء الکبیر]
- امام مسلم اپنی کتاب میں فرماتے ہیں: متروك الحديث۔ [الکنی والاسماء]
- امام محمّد بن بشار رح فرماتے ہیں: میں نے اپنے زندگی میں اس واقدی سے بڑا کذاب نہیں دیکھا۔ [تاریخ بغداد سند صحیح]

- امام ابن حبان فرماتے ہیں: یہ ثقہ راویوں سے مقلوب روایتیں بیان کرتا تھا سند میں ہیرا پھیری کرتا اور یہ جان بوجھ کے ایسا کرتا تھا اسی لیے امام احمد نے اسے کذاب قرار دیا۔ [کتاب مجروحین]
- حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس کی ساری کاروائیاں اپنے اس ایک قول میں بیان کر دی: اس کو جھوٹ بولتے ہوئے شرم ہی نہیں آتی تھی۔ [اتحاف الخیرۃ]

کچھ لوگ ایک اور مغالطہ یہ دینے کے کوشش کرتے ہیں کے یہ جروحات اس کی حدیث کے بارے میں ہیں جب کے محدثین موقوف اور مقطوع اقوال کو بھی حدیث کی تعریف میں شامل کرتے تھے۔ جو رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بول سکتا ہے وہ غیر رسول پر جھوٹ بدرجہ اتم بول سکتا ہے۔ علاوہ ازیں جو راوی رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے بیان کرنے میں جھوٹا ہو اس کی طرف سے کسی اور شخصیت کے بیان کردہ اقوال کیسے قبول کئے جاسکتے ہیں ۔؟

- طبقات ابن سعد کی زیر بحث روایت کا دوسرا راوی ہشام بن سعد ابو عباد المدنی" ہے جس کی نسبت امام نسائیؒ فرماتے ہیں "ضعیف تھے"۔ امام نسائیؒ کا ایک اور قول ہے کہ "قوی نہ تھے"۔
- ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں "صدوق ہے لیکن اس کو وہم رہتا ہے"۔ اس پر تشیع کا الزام بھی ہے۔
- امام ذہبیؒ فرماتے ہیں "امام احمدؒ کا قول ہے کہ حافظ حدیث نہ تھے، یحییٰ القطانؒ ان سے کوئی روایت بیان نہیں کرتے تھے"۔
- امام احمدؒ کا ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ "محکم الحدیث نہ تھے"۔
- ابن معینؒ فرماتے ہیں کہ "نہ قوی تھے اور نہ ہی متروک"۔
- ابن عدیؒ کا قول ہے کہ "ضعف کے باوجود ان کی حدیث لکھی جاتی ہے"۔

- ہشام بن سعد کے تفصیلی ترجمہ کے لیے 1.ضعفاء والمتروکون للنسائیؒ، 2.ضعفاء الکبیر للعقیلیؒ، 3.تاریخ الکبیر للبخاریؒ، 4.جرح والتعدیل لابن حاتمؒ، 5.مجروحین لابن حبانؒ،6. کامل فی الضعفاء لابن عدیؒ 6.میزان الاعتدال للذہبیؒ، 7.تقریب التہذیب لابن حجرؒ اور 8. مجموع فی الضعفاء والمتروکین وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

کتاب کشف الاسرار

خمینی ایرانی کی رسوائے زمانہ کتاب میں مذکور اعتراض کا جواب

ایرانی شیعہ عالم کی طرف سے اس کی رسوائے زمانہ کتاب کشف الاسرار میں جناب عمر فاروق اعظم علیہ السلام پر دوات قلم نہ دینے کے الزام کو ڈسکس کرتے ہوئے یہ اعتراض پیش کیا گیا تھا کہ:

- "(جناب عمر فاروق رضی اللہ کا) یہ (عدم تعمیل) قرآن کی کئی آیات کے مخالف ہے مثلاً وَ مَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی ﴿۳﴾ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ﴿۴﴾ اور نہ وہ (نبی کریم ﷺ) اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں۔ وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔" [کشف الاسرار صفحہ 119]

جواب:

خمینی کا استدلال قرآن مجید کی ان آیات سے ہے جس میں نبی کریم ﷺ کے قول کو وحی خداوندی فرمایا گیا ہے۔ یعنی جناب عمر فاروق اعظم علیہ السلام نے دوات قلم نہ دے کر وحی خداوندی کی مخالفت کی۔

کیا حضور ﷺ کا ہر قول وحی ہے؟

خمینی نے سورہ نجم کی آیات پیش کی ہیں ان کا تعلق قرآن مجید سے ہے نہ کہ ہر بات سے ہے۔ اور واقعہ قرطاس سے پہلے قرآن مجید کا نزول مکمل ہو گیا تھا۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ:

1. ان ضمیر معلوم هو القرآن کانه یقول: ما القرآن الا وحی

ترجمہ: آیت کریمہ ان ھو الا وحی یوحی میں ھو ضمیر کا مرجع قرآن ہے گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قرآن صرف وحی ہے۔ [تفسیر رازی جلد 28 تحت سورہ نجم]

مزید امام فرماتے ہیں: اگر حضرت اقدس ﷺ کے ہر قول کو وحی مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی اجتہاد نہیں فرمایا اور یہ بھی ظاہر کے خلاف ہے کیونکہ حضرت اقدس ﷺ نے جہاد میں اجتہاد فرمایا ہے اور حضرت ماریہ قبطیہ سلام اللہ علیہا کو یا شہد کو حضور کریم ﷺ نے اپنے اوپر حرام فرمایا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ [تحریم آیت 1]۔ اور اگر حضرت اقدس ﷺ کا حرام فرمانا وحی ہوتا تو "لم تحرم" نہ فرمایا جاتا اسی طرح کچھ لوگوں کو آپ ﷺ نے غزوہ تبوک میں نہ جانے کی اجازت دے دی تو اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی: عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى یَتَبَیَّنَ لَكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَ تَعْلَمَ الْكٰذِبِیْنَ [توبہ آیت 43] ثابت ہوا رسول اللہ ﷺ کا ہر کلام وحی نہیں ہوتا۔ ورنہ حضرت ﷺ کو "لم اذنت" نہ فرمایا جاتا ملاحظہ فرمائیں تفصیل کے لیے امام رازی کی تفسیر۔

اسی طرح شیعہ مفسر طبرسی نے مجمع البیان میں جو لکھا اس کا مفہوم بھی یہی ہے لکھتے ہیں کہ:

2. ترجمہ: یعنی جو قرآن اور جو اس کے احکام کے بارے آپ ﷺ فرماتے ہیں وہ اللہ کی طرف سے آپ پر وحی ہوئے ہیں۔ [تفسیر مجمع البیان فی تفسیر القرآن جلد نہم تحت سورہ نجم]

اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ان آیات کا تعلق قرآن مجید اور اس کے متعلق احکامات سے ہے نہ کہ رسالت کی ہر بات سے۔ اس کے علاوہ ہم نے اور کئی دلائل اپنی اسی کتاب میں دے دیئے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہر بات وحی نہیں ہوتی۔

نبی ﷺ فاروق اعظم علیہ السلام سے راضی گئے

جناب عبد اللہ بن عباس علیہ السلام کی گواہی۔

واقعہ قرطاس کو جس صحابی کے واسطہ سے پیش کیا جاتا ہے وہ جناب عبد اللہ بن عباس علیہ السلام ہیں ان ہی کے بیان کردہ واقعہ کی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ کی جناب عمر فاروق اعظم علیہ السلام سے ناراضگی ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ جب کہ انہوں نے خود ہی جناب عمر فاروق اعظم علیہ السلام کی طرف سے جناب رسول اللہ ﷺ پر بیماری کی شدت والی رائے کی تائید کی ہے۔ بخاری کے الفاظ ہیں: "لما اشد النبی ﷺ و جعه" کہ جن نبی ﷺ پر بیماری شدید ہو گئی۔ [صحیح بخاری جلد اول رقم حدیث 114]

اسی طرح انہوں نے اس بات کی بھی گواہی دی کہ جناب رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے جناب عمر فاروق اعظم علیہ السلام سے راضی گئے پوری روایت ملاحظہ فرمائیں:

حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، قَالَ: لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَأْلَمُ، فَقَالَ لَهُ: ابْنُ

عَبَّاسٍ وَكَأَنَّهُ يُجَزِّعُهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَلَئِنْ كَانَ ذَاكَ لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ، ثُمَّ فَارَقْتَهُ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ، ثُمَّ صَحِبْتَ أَبَا بَكْرٍ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ، ثُمَّ فَارَقْتَهُ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ، ثُمَّ صَحِبْتَ صَحَبَتَهُمْ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُونَ، قَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِضَاهُ فَإِنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى مَنَّ بِهِ عَلَيَّ، وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ أَبِي بَكْرٍ وَرِضَاهُ فَإِنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِنَ اللَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ مَنَّ بِهِ عَلَيَّ وَأَمَّا مَا تَرَى مِنْ جَزَعِي فَهُوَ مِنْ أَجْلِكَ وَأَجْلِ أَصْحَابِكَ

ترجمہ: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی کر دیے گئے تو آپ نے بڑی بے چینی کا اظہار کیا۔ اس موقع پر ابن عباس رضی اللہ عنہمانے آپ سے تسلی کے طور پر کہا کہ اے امیر المومنین! آپ اس درجہ گھبرا کیوں رہے ہیں۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے اور حضور ﷺ کی صحبت کا پورا حق ادا کیا اور پھر جب آپ آنحضرت ﷺ سے جدا ہوئے تو حضور ﷺ **آپ سے خوش اور راضی تھے**، اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صحبت اٹھائی اور ان کی صحبت کا بھی آپ نے پورا حق ادا کیا اور جب جدا ہوئے **تو وہ بھی آپ سے راضی اور خوش تھے**۔ آخر میں مسلمانوں کی صحبت آپ کو حاصل رہی۔ ان کی صحبت کا بھی آپ نے پورا حق ادا کیا اور اگر آپ ان سے جدا ہوئے تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انہیں بھی آپ اپنے سے خوش اور راضی ہی چھوڑیں گے۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابن عباس! تم نے جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا اور آنحضرت ﷺ کی رضا و خوشی کا ذکر کیا ہے تو یقیناً یہ صرف اللہ تعالیٰ کا ایک فضل اور احسان ہے جو اس نے مجھ پر کیا ہے۔ اسی طرح جو تم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صحبت اور ان کی خوشی

کا ذکر کیا ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان ہے لیکن جو گھبراہٹ اور پریشانی مجھے پر ہے وہ تمہاری وجہ سے اور تمہارے ساتھیوں کی وجہ سے ہے۔ [صحیح بخاری جلد سوم رقم حدیث 3692]

[تمت بالخیر والحمد للہ رب العالمین]

باب سوم

کے حوالہ جات کا عکس

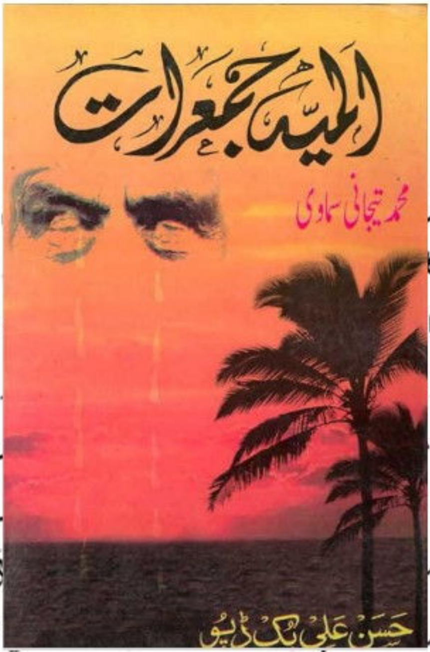

اب سوال ... خدا کیا لکھنا چاہتے تھے ؟ اس سوال کا ... دیا ہے ۔ جسے احمد بن ابی طاہر نے تا... ابن ابی الحدید نے بھی شرح نہج البلاغہ ... یہ ہے : " حضرت عبداللہ بن عباس ... ت عمر نے ان سے کہا کہ ابن عباس ... اونٹ کی قربانی لازمی ہوگی .... کیا ا... کی خلش باقی ہے؟

ابن عباس ... علیؑ یہ سمجھتے ہیں کہ رسول خدا نے ان کی خلافت پر نص فرمائی تھی ؟

ابن عباس نے کہا جی ہاں ! تو حضرت عمر نے کہا کہ رسول خدا نے اپنی زندگی میں متعدد مرتبہ ایسے اشارے ضرور کئے تھے لیکن ان میں بات کی وضاحت موجود نہ تھی۔ رسولِ خدا نے اپنے مرضُ الموت میں اس خواہش کو لکھنا چاہا تھا اور ان کا پورا ارادہ ہو گیا تھا کہ علیؑ کا نام تحریری طور رکھ دیں ۔ میں نے اسلام و مسلمین کے مفاد کو مد نظر رکھتے ہوئے انہیں ایسا نہ کرنے دیا ۔ میری مخالفت کی وجہ سے رسولِ خدا بھی سمجھ گئے کہ میں ان کے مافی الضمیر کو تاڑ چکا ہوں اسی وجہ سے رسول خدا رک گئے ۔"

اگر یہ روایت درست ہے تو اس کا مقصد یہ ہے کہ حضرت عمر کو جناب رسول خدا سے بھی زیادہ اسلام کا مفاد عزیز تھا ۔ اگر امر واقعہ یہی ہے تو پھر اللہ تعالی کو (نعوذ باللہ) چاہیے تھا کہ وہ حضور اکرمؐ کی بجائے حضرت عمر کو ہی نبوت عطا فرماتا ۔

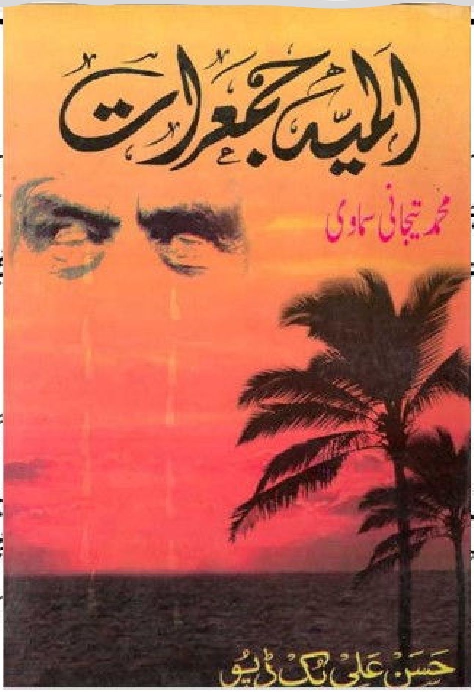

کبھی گمراہ نہ ہو گے ۔ … نے کہا کہ
حضورؐ ہذیان کہہ رہے … آپ نے
فرمایا : میں جس حالت … ہے دعوت
دے رہے ہو ۔ (۱)

قارئینِ کرام !

اب آپ … گئی اور یہ
مزاحمت کیوں کی گئی … پیش آئی ؟
کیا ایسا تو نہ تھا کہ … شخصیت کی
جانشینی کا ذکر کرتے … لکھ کر دینا
چاہتے تھے ؟

تاکہ کسی کو ان کی جانشینی کے متعلق کوئی شک و شبہ نہ رہ سکے اور حضرت عمر بھی اس حقیقت سے بخوبی واقف تھے ۔ حضور اکرمؐ کا ارادہ بھانپ کر انھوں نے اس کی بھرپور مخالفت کی اور عجیب و غریب بات یہ ہے کہ محدثین کہتے ہیں کہ حضورؐ نے تین چیزوں کے متعلق وصیت فرمائی تھی ۔ دو وصیتیں تو بیان بھی کی گئی ہیں اور حضرت ابو بکر نے ان دونوں پر عمل بھی کیا تھا ۔ لیکن تیری وصیت راوی کو بھول جاتی ہے ۔ یا وہ اسے جان بوجھ کر بیان نہیں کرتا ۔

اسی تیسری وصیت کو رسولِ خداؐ تحریری صورت میں لانا چاہتے تھے اور اس پر ہذیان'ہذیان کہہ کر حضور کریمؐ کی شان میں گستاخی کی گئی ۔ تعجب تو یہ ہے کہ کل وصیتیں تین تھیں ۔ دو وصیتوں کے وقت حضورؐ اپنے ہوش و حواس میں تھے ۔ لیکن تیسری وصیت کے وقت ان پر ہذیان طاری ہو گیا تھا ۔ (نعوذ باللہ)

---

(۱) تاریخ ابن خلدون ۔ ج ۲ ۔ ص ۲۹۰ ۔

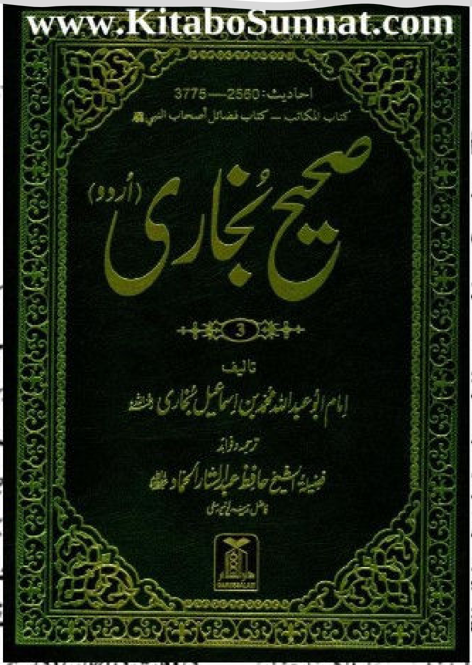

64 - كِتَابُ الْمَغَازِي 440

سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ ...
بِالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا، ثُ...
قَبَضَهُ اللهُ. [راجع: ٧٦٣]

٤٤٣٠ - حَدَّثَنَا مُ...
شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، ...
ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ ...
اللهُ عَنْهُ يُدْنِينِي ا...
عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْ...
فَقَالَ: إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ ...
عَبَّاسٍ عَنْ هٰذِهِ الْآيَ...
وَالْفَتْحُ﴾ [النصر: ١] فَ...
أَعْلَمَهُ إِيَّاهُ. فَقَالَ: مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ.
[راجع: ٣٦٢٧]

...اس ؓ سے روایت ہے، انھوں
...ب ؓ مجھے اپنے قریب بٹھایا
...ت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے
...ں بیٹے ہیں۔ حضرت عمر ؓ نے
...جانتے ہو۔ پھر آپ نے ابن
...یمہ کے متعلق پوچھا: ﴿إِذَا جَاءَ
... ابن عباس ؓ نے کہا: اس
...نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو آپ
کی وفات کی اطلاع دی ہے۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: میں بھی اس آیت کریمہ سے وہی جانتا ہوں جو آپ جانتے ہیں۔

٤٤٣١ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَوْمُ الْخَمِيسِ، وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ؟ اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَجَعُهُ فَقَالَ: «ائْتُونِي أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا»، فَتَنَازَعُوا وَلَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ، فَقَالُوا: مَا شَأْنُهُ أَهَجَرَ؟ اسْتَفْهِمُوهُ، فَذَهَبُوا يَرُدُّونَ عَلَيْهِ فَقَالَ: «دَعُونِي فَالَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ»، وَأَوْصَاهُمْ بِثَلَاثٍ، قَالَ: «أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَأَجِيزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيزُهُمْ»، وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ - أَوْ قَالَ: فَنَسِيتُهَا -.
[راجع: ١١٤]

[4431] حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے، انھوں نے جمعرات کے دن کا ذکر کیا اور فرمایا تمھیں معلوم بھی ہے کہ جمعرات کے دن کیا ہوا تھا؟ اس دن رسول اللہ ﷺ کے مرض میں شدت پیدا ہوئی۔ اس وقت آپ نے فرمایا: ”تم میرے پاس آؤ، میں تمھیں کوئی دستاویز لکھ دوں کہ اس کے بعد تم کبھی صحیح راستے کو نہ چھوڑو گے۔“ لیکن وہاں اختلاف ہو گیا، حالانکہ نبی ﷺ کے سامنے اختلاف نہیں ہونا چاہیے تھا۔ کچھ لوگوں نے کہا: آپ کا کیا حال ہے؟ کیا آپ شدت مرض کی وجہ سے بے معنی کلام کر رہے ہیں؟ آپ سے بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ اس کے بعد صحابۂ کرام ؓ آپ سے پوچھنے لگے تو آپ نے فرمایا: ”جاؤ، میں جس کام میں مشغول ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کے لیے تم کہہ رہے ہو۔“ اس کے بعد آپ نے صحابۂ کرام کو تین چیزوں کی وصیت فرمائی: آپ نے فرمایا: ”مشرکین کو جزیرۂ عرب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

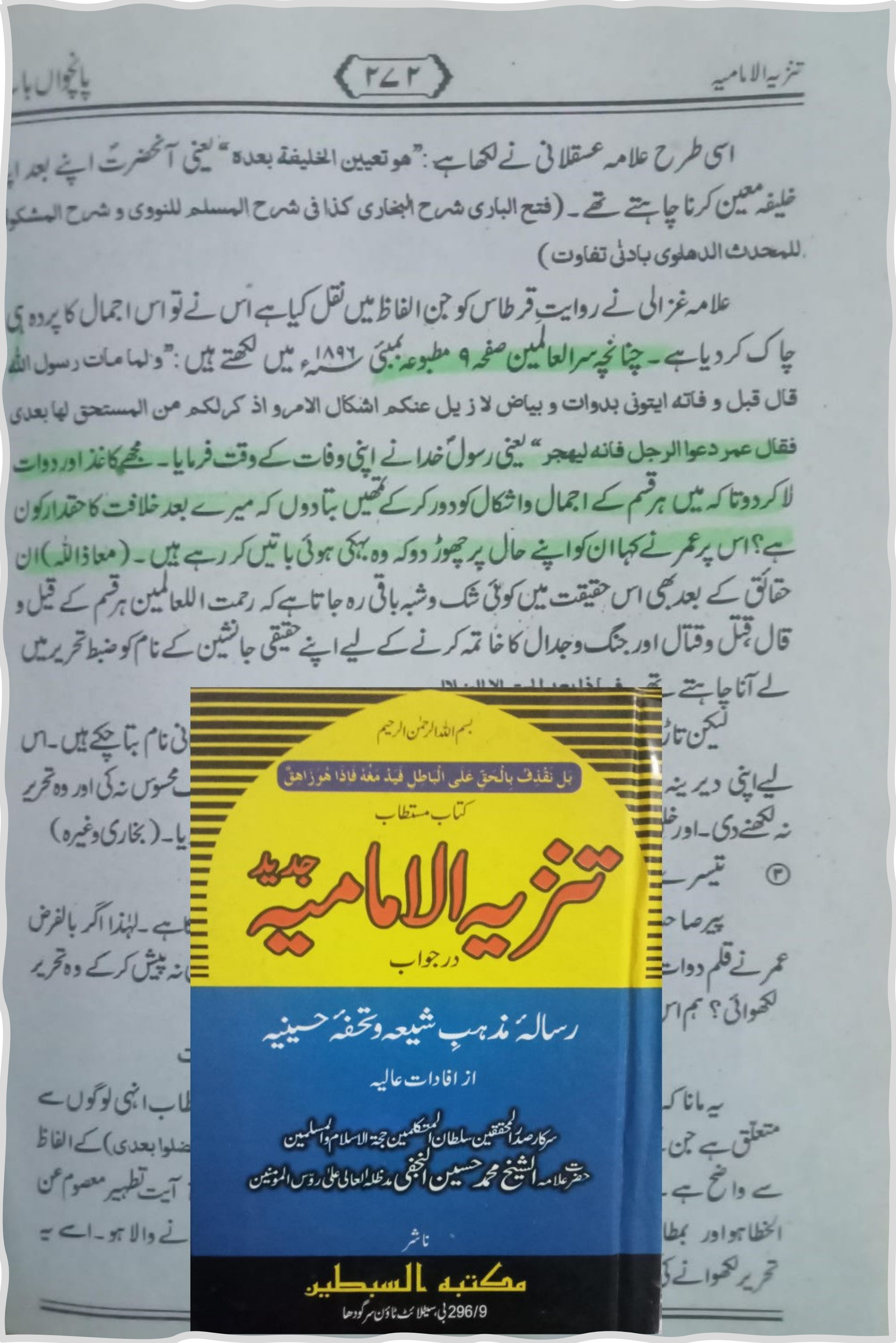

تنزیہ الامامیہ ﴿۲۷۲﴾ پانچواں باب

اسی طرح علامہ عسقلانی نے لکھا ہے: "ھو تعیین الخلیفۃ بعدہ" یعنی آنحضرتؐ اپنے بعد اپنا خلیفہ معین کرنا چاہتے تھے۔ (فتح الباری شرح البخاری کذا فی شرح المسلم للنووی و شرح المشکوۃ للمحدث الدھلوی بادنیٰ تفاوت)

علامہ غزالی نے روایتِ قرطاس کو جن الفاظ میں نقل کیا ہے اس نے تو اس اجمال کا پردہ ہی چاک کر دیا ہے۔ چنانچہ سر العالمین صفحہ ۹ مطبوعہ بمبئی ۱۸۹۶ء میں لکھتے ہیں: "ولما مات رسول اللہ قال قبل و فاتہ ایتونی بدوات و بیاض لا زیل عنکم اشکال الامر و اذ کر لکم من المستحق لھا بعدی فقال عمر دعوا الرجل فانہ لیھجر" یعنی رسولؐ خدا نے اپنی وفات کے وقت فرمایا۔ مجھے کاغذ اور دوات لاکر دو تاکہ میں ہر قسم کے اجمال واشکال کو دور کر کے تمھیں بتا دوں کہ میرے بعد خلافت کا حقدار کون ہے؟ اس پر عمر نے کہا ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو کہ وہ بہکی ہوئی باتیں کر رہے ہیں۔ (معاذاللہ) ان حقائق کے بعد بھی اس حقیقت میں کوئی شک وشبہ باقی رہ جاتا ہے کہ رحمت اللعالمین ہر قسم کے قیل و قال قتل وقتال اور جنگ وجدال کا خاتمہ کرنے کے لیے اپنے حقیقی جانشین کے نام کو ضبط تحریر میں لے آنا چاہتے تھے ...

لیکن تا ... نی نام بتا چکے ہیں۔ اس لیے اپنی دیرینہ ... محسوس نہ کی اور وہ تحریر نہ لکھنے دی۔ اور خل ... یا۔ (بخاری وغیرہ)

(۳) تیسر ...

پیر صا ... تا ہے۔ لہٰذا اگر بالفرض عمر نے قلم دوا ... نہ پیش کر کے وہ تحریر لکھوائی؟ ہم ا ...

یہ مانا ک ... طاب انہی لوگوں سے متعلق ہے جن ... ضلوا بعدی) کے الفاظ سے واضح ہے ... آیت تطہیر معصوم عن الخطا ہو اور بمطا ... نے والا ہو۔ اسے یہ تحریر لکھوانے کی ...

باب دوم

اور بطلان مذہب اہل سنت درج کرتے ہیں۔ خطبۂ ابتدائی میں وصیت بصیغہ چھپانے اور حفظ امانت کی کہ جو کچھ اس کتاب میں لکھا ہے یہی عقیدۂ پنہانی ہمارا ہے۔ اور جو کچھ دوسری کتابوں میں ہے وہ محض پردہ داری وزمانہ سازی، جیسے کتاب "سر العالمین" کہ اس کو امام محمد غزالی کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ علی ہذا القیاس اور بہت کتابیں تصنیف کی ہیں، اور معتبرین اہل سنت کا ہر ایک میں نام لگا دیا ہے۔ ظاہراً وہ شخص کہ کسی بزرگ کے کلام سے تو آشنا ہو لیکن مذاقِ سخن میں بھی اس کے اور غیر کے امتیاز و تفرقہ کر سکے کمیاب ہوتا ہے۔ ناچار عوام طالب اس مکر میں غوطہ کھاتے ہیں اور بہت حیران و پریشان ہوتے ہیں۔

کید بست و دوم یہ کہ مطاعن اور باطل کرنے والی باتیں مذہب اہل سنت کی اُن کتابوں سے جو نہایت کمیاب و نا اس سبب سے کہ وہ کتابیں ہر کسی کے پاس ہر ین شک اور شبہے میں پڑ جاتے ہیں۔ اور دل اہل سنت کے درمیان میں مطابقت کیونکر ہو نہیں کہ بالفرض گر نقل صحیح بھی ہو تاہم روایتیں شہرت اور صحت ماخذ یعنی جہاں سے کتنے ہیں ان سب باتوں میں ایک درجہ ہیں مقابل روایات مشہورۂ صحیحۃ الماخذ صریحۃ شیعہ الزام اہل سنت میں نقل کرتے ہیں سب ا بھی جائیں تو التزام صحت جمیع ما فیہا کا نہیں بیاض رطب و یابس اس میں جمع کر کے محتاج کشف الغمہ اور حلی، الفین اسی قسم کی کتا میدانِ مناظرہ سے ہم ہی لئے جاتے ہیں۔ اور ابن بھر بھر کر اپنے اعتقاد میں جانتے ہیں کہ اہل سنت کو الزام دیدیا ہے۔

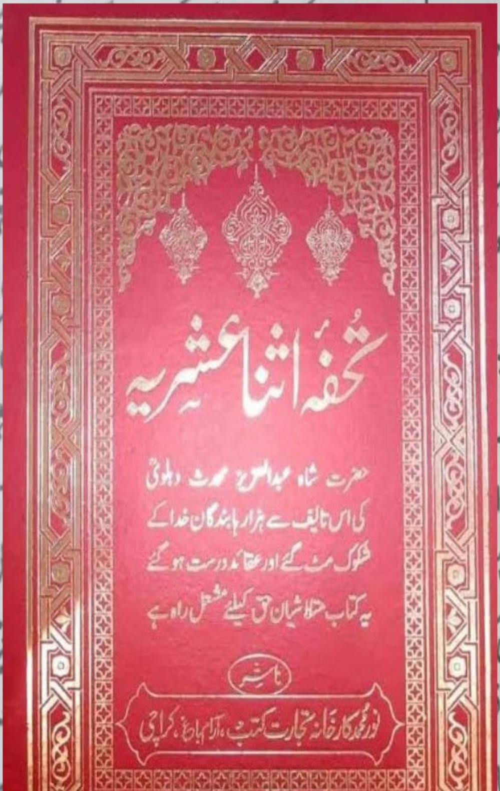

شئتَ من الأشرار طولَ عمرِهِ . . لم يضرَّهُ السكوتُ[١] ، ولو هفا هفوةً بالطعن في مسلم بما هو بريء عند الله تعالىٰ منه . . فقدْ تعرَّضَ للهلاك[٢] .

بل أكثرُ ما يعلمُ في الناس لا يحلُّ النطقُ به لتعظيم الشرع الزجرَ عن الغيبة مع أنه إخبارٌ بما هو متحققٌ في المغتاب ، فمن يلاحظُ هٰذه الفصول ولم يكنْ في طبعه ميلٌ إلى الفضول . . آثرَ ملازمةَ السكوت وحُسْنَ الظنِّ بكافة المسلمين ، وإطلاقَ اللسان بالثناء علىٰ جميع السلف الصالحين[٣] .

هٰذا حكمُ الصحابة عامةً .

الراشدون هم خير الصحابة وترتيبهم كترتيبهم في الإمامة

فأما الخلفاءُ الراشدون . . فهم أفضلُ من غيرهم ، وترتيبُهم في الفضل عند أهل السنة كترتيبهم في الإمامة .

وهٰذا بمكان قولنا : فلانٌ أفضلُ من فلان ؛ معناه : أن محلَّهُ عندَ اللهِ تعالىٰ في الدار الآخرة أرفعُ ، وهٰذا غيبٌ لا يطلعُ عليه إلا الله ورسوله إنْ أطلعَهُ عل ... الشرع متواترةً مقتضيةً ل ... علىٰ جميعهم ، واستنباطُ ... رميٌ في عَمايةٍ واقتحامُ أ ...

لا تغرنك الظواهر، فالله مطلع على السرائر

وتعرُّ ... أيضاً ، وغايتُهُ رجمُ ظنٍّ ... وجل بمكان ؛ لسرٍّ في قا ...

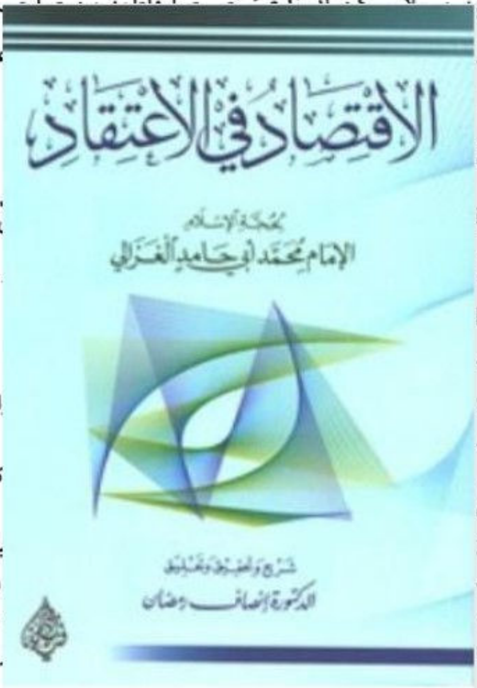

---

(١) بخلا ... لهذا نقل عن السلف قولهـ ...

(٢) ففي ... كافر . . فقد باء به أحدُ ...

(٣) فكان ... يه بالبحث والتنقيب والتـ ... ومن أهم الكتب في ذلك ... ، و« العواصم من القوا ... اليماني .

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ. آج تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا۔

(پ ۶ المائدہ ۳) (ترجمہ کنز الایمان)

اور یہ کہ حضور ﷺ کا بھی ارشاد ہے کہ میں تم کو کتاب الٰہی اور اپنی عترت کے لازم پکڑنے کی وصیت کرتا ہوں۔[1] اب حضرت عمر ؓ کا یہ قول کہ حَسْبُنَا كِتَابَ اللّٰهِ یعنی "ہمیں کتاب الٰہی کافی ہے۔" سو یہ اس کا جواب ہے جس نے آپ ﷺ سے نزاع کیا نہ یہ کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے حکم وارشاد کی مخالفت ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ سیدنا عمر ؓ کو یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ منافقین اور جن کے دلوں میں بیماری ہے یہ طعنہ زنی نہ کرنے لگیں کہ یہ وثیقہ تنہائی میں گھڑ لیا گیا ہے اور طرح طرح کی باتیں بنانے لگیں جیسا کہ روافض نے وصیت وغیرہ کا من گھڑت دعویٰ کیا اور ایک قول یہ ہے کہ یہ حکم نبی کریم ﷺ کی طرف سے ان کے لئے بطریق مشورہ و اختیار تھا آیا وہ سب اتفاق کرتے ہیں یا اس سے اختلاف۔ پس جب ان سے اختلاف رونما ہوا تو آپ ﷺ نے یہ ترک فرمایا۔

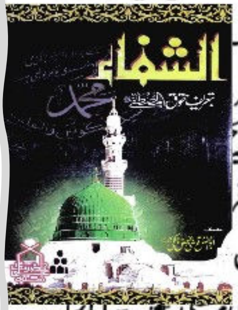

حدیث کے معنی میں یہ کہتی ہے کہ دراصل نبی کریم ﷺ تو ان کی استدعا کو قبول فر... وہ آپ سے ایسے وثیقے کے خواہشمند تھے نہ یہ کہ شروع ہی میں آپ ﷺ نے یہ... سے بعض صحابہ نے ایسی استدعا کی تھی چنانچہ آپ ﷺ نے ان کی خواہش قبول فر... نے اس استدعا کو ان وجوہات کی بنا پر ناپسند کیا جن کا تذکرہ کیا جا چکا ہے اور اس میں حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول سے استدلال کیا جو انہوں نے سیدنا علی مرتضیٰ ؓ سے کہا تھا کہ تم ہمارے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو بس اگر امر ہمارے لئے ہے تو ہم جان لیں گے مگر حضرت علی نے اسے ناپسند رکھا ان کا ارشاد ہے کہ خدا کی قسم ہرگز ایسا نہیں کروں گا (آخر حدیث تک۔)[2] اور اس جماعت نے حضور ﷺ کے اس ارشاد سے بھی استدلال کیا کہ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو میں اسی میں بہتر ہوں۔ مطلب یہ کہ میں امر کو پہچاننے کی بہ نسبت اس حال میں زیادہ خوش ہوں کہ میں اس امر سے باز رہوں اور تمہارے پاس صرف کتاب الٰہی ہے اور تم اپنی اس استدعا سے مجھے باز رکھو اور ذکر کیا کہ وہ لوگ آپ ﷺ کے بعد امر خلافت کی تعیین اور اس کی کتابت کے خواہاں تھے۔

---

1. طبرانی کمافی مناہل الصفا للسیوطی صفحہ ۲۲۵

2. صحیح بخاری باب مرض النبی ﷺ و باب وصال النبی ﷺ جلد ۶ صفحہ ۱۱

بهذا.

(وقد قيل) في الجواب، عن قول عمر لرسول الله، صلى الله تعالى عليه وسلم، على تقدير تسليمه إنه إنما **(خشي عمر)** رضي الله تعالى عنه، من **(تطرق المنافقين)**، أي وصولهم من طريق نفاقهم.

(و) من وصول **(من في قلبه مرض)** لحقده على الإسلام، وأهلة كاليهود **(لما كتب في ذلك)**، أي بسبب **(الكتاب في الخلوة وإن يتقولوا في ذلك الأقاويل)**، أي أن يكذبوا بإسنادهم ماليس فيه له، وأصل معنى التقول تكلف القول، وفسر بما ذكر قوله تعالى: ﴿ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ ٱلْأَقَاوِيلِ ﴾ [الحاقة: ٤٤]، وجمع الأقاويل تحقيرًا لما يقولونه، أو أنه خشي أن يتأولوا ما يكتب فيه بتأويلات باطلة كما وقع من بعض الزنادقة **(كادعاء الرافضة الوصية)** أي أن النبي، صلى الله تعالى عليه وسلم، أوصى لعلي، كرم الله وجهه، وتسميتهم له الوصي لذلك وأن بعض الصحابة كتب ذلك، **(وغير ذلك)** مما افتراه الرافضة على رسول الله، صلى الله تعالى عليه وسلم، وقد ادعوا أن الكتاب الذي أراد النبي، صلى الله تعالى عليه وسلم، كتابته كان فيه الوصية بخلافة علي، فلذا منع منه عمر وهو كذب منهم عليه، وسموا رافضة من الرفض، وهو الترك لرفضهم زيد بن علي لأمور فصلوها، وقيل غير ذلك، وهم فرق يطول ذكرهم.

(وقيل) في توجيهه: **(إنه)**، أي أمره **(كان من النبي)** صلى الله تعالى عليه وسلم أمر **(عليه على طريق المشورة)** والتخيير ت ... ـه

والمشورة، بفتح الميم وضم الشين وسكو ... ن

الشين وفتح الواو.

وقول الحريري، في الدرة: إنه خطأ ... رة

من شرت العسل، إذا اجتنيته، **(والا** ... ل

يختلفون على ذلك) الأمر الذي أراد أن ... ه،

وتنازعوا **(تركه)** وكف عنهم لا أنهم ع ...

(وقالت طائفة أخرى) في معنى الحدي ... ان

مجيبًا لما طلب منه)، أي كانوا سألوه أن ... ه:

«هلموا»، إلى آخره، **(لا أنه ابتدأ بالأمر** ...)،

أي طلبه **(منه بعض أصحابه)** ممن كان ع ... ره

ذلك غيرهم) أي غير من طلبه كعمر، ر ... يه

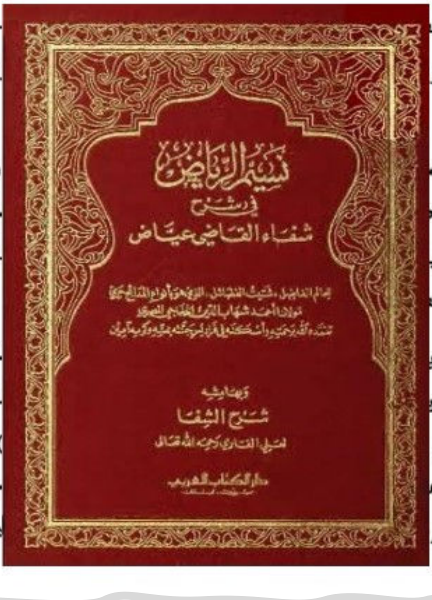

(أكتب لكم كتابًا لن تضلوا بعده أبدًا) وهذه آكد من الأولى لقوله فيها: لن وأبدًا **(فتنازعوا)**، أى وقع بينهم نزاع، واختلاف فى مجلسه، صلى الله تعالى عليه وسلم، هل يكتبون أم لا؟، **(فقالوا)** كما فى البخارى: **(ما لـه أهجر)** من الهجر، بالضم وسيأتى بيانه، قيل: إنه ظهر لعمر، رضى الله تعالى عنه، أن ما أراد كتابته ما فيه إرشادهم للأصلح، وما لم يجب؛ لأنه، صلى الله تعالى عليه وسلم، لم يترك مما يجب تبليغه شيئًا، وقد قال تعالى: ﴿مَّا فَرَّطْنَا فِى ٱلْكِتَٰبِ مِن شَىْءٍ﴾ [الأنعام: ٣٨]، وقيل: إنه أراد كتابة أمور شرعية، على وجه يرفع الخلاف بينهم.

وقال سفيان: أراد أن يبين أمر الخلافة بعده حتى لا يختلفوا فيها، ويأتى فى كلام المصنف، رحمه الله تعالى، حكايته غير منسوب ويؤيده، ما رواه مسلم أنه، صلى الله تعالى عليه وسلم، قال فى أول مرضه لعائشة: «ادعى لى أباك وأخاك، أكتب كتابًا، فإنى أخاف أن يتمنى متمن ويقول قائل: ويأبى الله عز وجل، والمؤمنون إلا أبا بكر»، وأيد الأول بقول عمر، رضى الله تعالى عنه، حسبنا كتاب الله وهو شاهد لهذا أيضًا، وقال الخطابى: إنما ذهب عمر إلى أنه لو مضى على شىء، أو أشياء بطلت أقوال العلماء، والاجتهاد، ورده ابن الجوزى بأنه: لا يلزم ما ذكر؛ لأن الحوادث لا تنحصر، وقال: إنما ... فى المرض ربما يجد المنافقون سبيلاً للك... ه وسلم، أوتى جوامع الكلم، فيجوز أن ... ج منه بسهولة حتى لا يحتاج لاجتهاد بـ... وسلم، معصوم من أن يقول فى مرضه ... حواله، لا وجه له، ولفظ الحديث كما فى الـ... عليه وسلم، وفى البيت رجال، فقال رسو... ، أكتب لكم كتابًا لا تضلون بعده»(١).

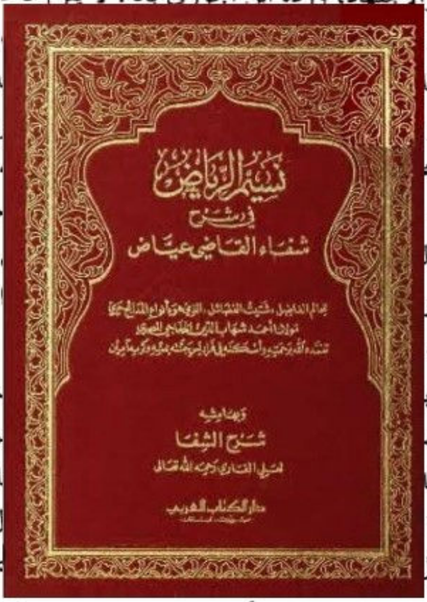

فقال بـ... سلم، قد غلبه المرض، وعندنا القرآن حـ... وا فمنهم من يقول: قربوا يكتب لكم كتابًا ... لما كثر اللغو، والاختلاف قال: «قوموا»، ... ل: إن الرزية كل الرزية ما حال بين رسول ... تب لاختلافهم، ولغطهم.

وقال الشهرستانى: إنه أول اختلاف وقع فى الإسلام، **(استفهموه)**، أى قولهم:

(١) تقدم تخريجه.

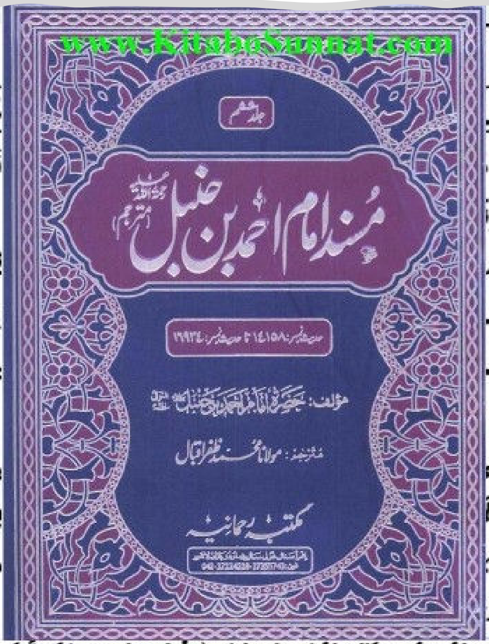

مُسند امام احمد بن حنبل مُسند جابر رضی اللہ عنہ

قَالَ أَرْجُو أَنْ يَكُونُوا ثُلُثَ أَرْجُو أَنْ يَكُونَ

النَّاسِ قَالَ فَكَبَّرْ

(۱۴۷۸۱) حضرت جابر ۔۔۔ مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میری پیروی کرنے وا ۔۔۔ بلند کیا، پھر فرمایا مجھے امید ہے کہ وہ تمام لوگوں کا ایک ۔۔۔ امید ہے کہ وہ تمام لوگوں کا ایک نصف ہوں گے۔

(۱۴۷۸۲) حَدَّثَنَا مُوسَى ۔۔۔ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَمْرَضُ مُؤْمِنٌ وَلَا ۔۔۔ خَطِيئَتَهُ.

(۱۴۷۸۲) حضرت جابر ۔۔۔ جو مؤمن مرد و عورت اور جو مسلمان مرد و عورت بیمار ۔۔۔

(۱۴۷۸۳) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا عِنْدَ مَوْتِهِ بِصَحِيفَةٍ لِيَكْتُبَ فِيهَا كِتَابًا لَا يَضِلُّونَ بَعْدَهُ قَالَ فَخَالَفَ عَلَيْهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حَتَّى رَفَضَهَا

(۱۴۷۸۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنی وفات سے قبل ایک کاغذ منگوایا تا کہ ایک ایسی تحریر لکھوا دیں جس کی موجودگی میں لوگ گمراہ نہ ہو سکیں، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں دوسری رائے اختیار کی، یہاں تک کہ نبی علیہ السلام نے اسے چھوڑ دیا۔

(۱۴۷۸۴) حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرًا أَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الْجِهَادِ مَنْ عُقِرَ جَوَادُهُ وَأُرِيقَ دَمُهُ فَقَالَ جَابِرٌ نَعَمْ [انظر: ۱۵۲۸۰].

(۱۴۷۸۴) ابوالزبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے سب سے افضل جہاد اس شخص کا ہے جس کے گھوڑے کے پاؤں کٹ جائیں اور اس کا اپنا خون بہہ جائے؟ انہوں نے فرمایا ہاں!۔

(۱۴۷۸۵) حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ صَدَقَةٌ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنْ الْيَدِ السُّفْلَى [راجع: ۱۳۵۸۰].

(۱۴۷۸۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے افضل صدقہ وہ ہوتا ہے جو کچھ مالداری رکھ کر ہو، اور صدقات میں آغاز ان لوگوں سے کیا کرو جو تمہاری ذمے داری میں ہوں، اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

(۱۴۷۸۶) حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ جَابِرًا أَسَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

المُشركين من جزيرة العرب، وأجيزوا الوَفْد بنَحْوِ ممّا كنت أجيزهم، وسكت عن الثالثة فلا أدري قالها فنسيتُها أو سكت عنها عَمْداً.

أخبرنا محمّد بن عبد الله الأنصاري، حدّثني قُرّة بن خالد، أخبرنا أبو الزّبير، أخبرنا جابر بن عبد الله الأنصاري قال: لمّا كان في مرض رسول الله، ﷺ، الذي توفيّ فيه دعا بصحيفة ليكتب فيها لأمّته كتاباً لا يَضلّون ولا يُضَلّون، قال: فكان في البيت لغطٌ وكلامٌ وتكلّم عمر بن الخطّاب قال فرفضه النبيّ، ﷺ.

أخبرنا حَفْص بن عمر الحَوْضيّ، أخبرنا عمر بن الفضل العبديّ عن نُعيم بن يزيد، أخبرنا عليّ بن أبي طالب: أنّ رسول الله، ﷺ، لمّا ثَقُلَ قال: يا عليّ ائتني بطَبَقٍ أكتب فيه ما لا تَضلّ أمّتي بعدي، قال: فخشيتُ أن تسبقني نفسه فقلت إنّي أحفظ ذراعاً من الصحيفة، قال: فكان رأسه بين ذراعي وعَضُدي فجعل يُوصي بالصّلاة والزّكاة وما ملكت أيمانكم، قال: كذلك حتى فاظت نفسُه وأمر بشهادة أن لا إله إلاّ الله وأنّ محمّد عبده ورسوله حتى فاظت نفسه، مَن شهد بهما حُرّم على النّار.

أخبرنا حجّاج بن نُصير، أخبرنا مالك بن مِغْوَل قال: سمعتُ طلحة بن مصرّف يحدّث عن سعيد بن جُبير عن ابن عبّاس قال: كان يقول يومُ الخميس وما يومُ الخميس! قال: وكأنّي أنظر إلى دموع ابن عبّاس على خدّه كأنّها نِظام اللّؤلؤ! قال قال رسول الله، ﷺ: ائتوني بالكتف والدواة أكتب لكم كتاباً لا تضلّوا بعده أبداً، قال فقالوا: إنّما يهجر رسول الله، ﷺ.

أخبرنا محمّد بن عمر، حدّثني هشام بن سعد عن زيد بن أسلم عن أبيه عن عمر بن الخطّاب قال: كُنّا عند النبيّ، ﷺ، وبيننا وبين النّساء حِجابٌ، فقال رسول الله، ﷺ: اغسلوني بسبع قِرَبٍ واتوني بصحيفة ودواة أكتب لكم كتاباً لَنْ تَضلّوا بعده أبداً! فقال النسوةُ: ائتوا رسول الله، ﷺ، بحاجته. قال عمر: فقلتُ اسكتْنَ فإنكنّ صواحبه إذا مرض عصرتُنّ أعْيُنكُنّ وإذا صَحّ أخذتُنّ بعُنُقه! فقال رسول الله، ﷺ: هُنّ خيرٌ منكم!

أخبرنا محمّد بن عمر، حدّثني إبراهيم بن يزيد عن أبي الزّبير عن جابر قال: دعا النبيّ، ﷺ، عند موته بصحيفة ليكتب فيها كتاباً لأمّته لا يَضِلّوا ولا يُضَلّوا فلغطوا عن

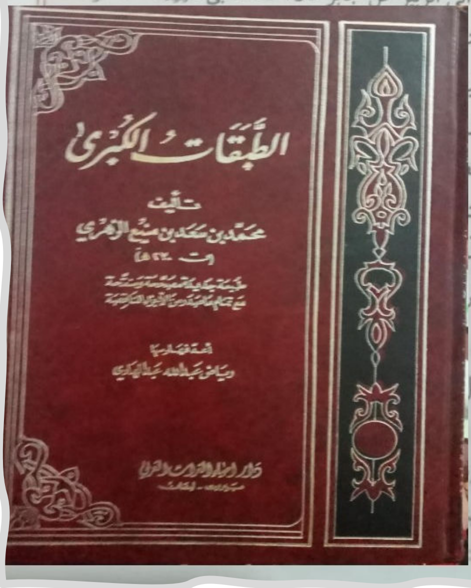

أخبرنا محمّد بن عمر، حدّثني أسامة بن زيد اللّ
عبد الله بن عتبة عن ابن عبّاس قال: لمّا حضرت رسول
الخطّاب، فقال رسول الله، ﷺ: هلُمّ أكتب لكم كتاباً لن ت
وعندكم القرآن، حَسْبُنا كتابُ الله! فاختلفَ أهلُ البيت
رسول الله، ﷺ، ومنهم من يقول ما قال عمر، فلمّا كثر اللّ
عنّي! فقال عبيد الله بن عبد الله فكان ابن عبّاس يقول: الر
يكتب لهم ذلك الكتاب من اختلافهم ولغطِهم.

أخبرنا محمّد بن عمر، حدّثني إبراهيم بن إسماعيل
ابن عبّاس: أنّ النبيّ، ﷺ، قال في مرضه الّذي مات فيه:
أبداً! فقال عمر بن الخطّاب: مَن لفلانة وفلانة مَدائن الرّو
مات لا ننظرناه كما انتَظَرتْ بنو إسرائيل موسى! فقالت زي

قلت: يَرْوي عن ابْنِ عمِّه أبي بكر بن محمد، ومحمد بن إبراهيم التيمي. وعنه أيضاً عَبْدُاللهِ بن إدريس، وأبو عاصم.

٧٩٩٨ [٧٨٩٧] ـ محمدُ بْنُ عَمَارَةَ اللَّيْثِيُّ[١]. شيخ. حدّث بـ «دمشق» بعد عام ثلثمائة. يجهل. ما روى عنه سوى ابنه أحمد.

٧٩٩٩ [...] ـ محمدُ بْنُ عُمَرَ (ق) بْنِ وَاقِدٍ الأَسْلَمِيُّ[٢]، مولاهم الواقدي المدني القاضي، صاحب التصانيف، وأحدُ أوعية العلم على ضَعْفِه.

قال ابْنُ مَاجَه: حدثنا ابن أبي شيبة، حدثنا شيخ لنا، حدثنا عبدُ الحميد بن جعفر؛ فذكر حديثاً في اللباس يوم الجمعة، وحسبك أنَّ ابْنَ ماجه لا يجسر أَنْ يُسمِّ... بغداد.

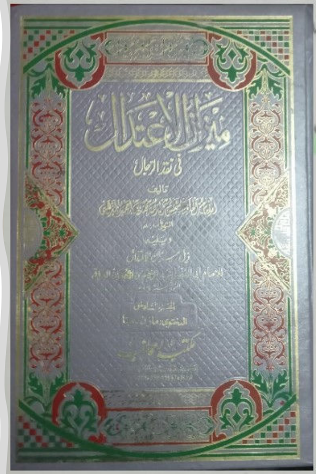

قال أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: هو كَذَّابٌ، يقلب الأحاديث؛ يلقى حديثَ... معمر ونحو ذا.

وقال ابنُ مَعِينٍ: ليس بثقة.

وقال ـ مَرَّةً: لا يكتب حديثه.

وقال البُخَارِيّ وأبو حاتم: متروك.

وقال أَبُو حَاتِمٍ أيضاً والنَّسَائِيُّ: يضع الحديث.

وقال الدَّارَقُطْنِيُّ: فيه ضَعْف.

وقال ابنُ عَدِيٍّ: أحاديثُه غير محفوظة والبلاءُ منه.

وقال ابنُ الجوْزيّ وغيره: هو محمد بن أبي شملة. دلّسه بعضهم.

وأما البُخَاري فذكر ابن أبي شملة بعد الواقدي.

وقال أَبُو غَالِبٍ ابن بنت معاوية بن عَمْرو: سمعت ابن المديني يقول: الواقدي يضع الحديث.

أَبُو أُمَيَّةَ الطَّرَسُوسِيُّ، حدثنا الوَاقِدي، حدثنا مالك وابن أبي الرجال، عن أبي الرجال، عن عَمْرة، عن عائشة ـ مرفوعاً: «صَوْمُكُمْ يَوْمَ تَصُومُونَ وفِطْرُكم يَوْمَ تُفْطِرُونَ»[٣].

---

(١) ينظر: المغني ٢/٦١٩.

(٢) ينظر: تهذيب الكمال ٣/١٢٤٩، خلاصة تهذيب الكمال ٢/٤٤٢، تقريب التهذيب ٢/١٩٤، تهذيب التهذيب ٩/٣٦٣، الكاشف ٣/٨٢، الجرح والتعديل ٨/٩٢، الوافي بالوفيات ٢٣٨٤، نسيم الرياض ٣/٨٩، المغني رقم ٥٨٦١، جمع ١/٢٠٥، تاريخ بغداد ٣/٣، سير الأعلام ٩/٤٥٤، ضعفاء ابن الجوزي ٣/٨٧.

(٣) أخرجه ابن حبان في المجروحين ٢/٢٩١، وأخرجه الترمذي من حديث أبي هريرة (٦٩٧) بلفظ «الصوم...

ميزان الاعتدال/ج٦/ص١٨

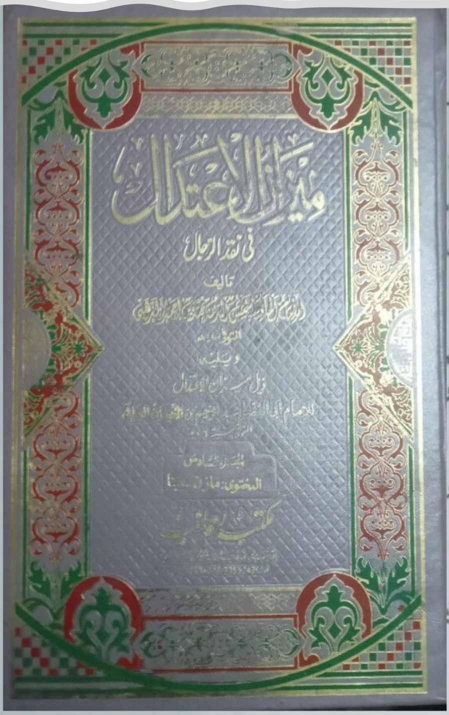

قال ابنُ أبي حَاتِمٍ في العلل: سمعتُ أبي يقول:
ابنُ جُرَيجٍ، عن عطاء، عن ابن عباس، قال ر
ذهاب مال فاحْتَسب لم يشْكُ إلى الناس كان حقًّ

قال أبُو حَاتِمٍ: هذا موضوع لا أصلَ له.

وكان بقية يدلّس فظنّ هؤلاء أنه يقول في
القول ينقله إلى حديث حفظ القرآن فهو باطل. و

٩٢٣١ [٥١٠٢ ت] ـ هِشَامُ بنُ زِيَادٍ [ت
والحسن، وعنه شيبان بن فَرُّوخ، والقواريري، و

ضعفه أحْمَدُ وغيره.

وقال النَّسَائِيُّ: متروك.

وقال ابنُ حِبَّانَ: يروي الموضوعات عن الث

وقال أبُو دَاودَ: كان غير ثقة.

وقال البُخَارِيّ: يتكلمون فيه.

٩٢٣٢ [٥١٠٣ ت] ـ هِشَامُ بنُ سَعْدٍ [عو، م]، أبو عَبَّاد المدنيُّ(٣)، مولى بني مخزوم،

= تهذيب الكمال: ٣/ ١١٣، الكاشف: ٢/ ٢٢١، الجرح والتعديل: ٩/ ٢٣٥، نسيم الرياض: ٥/ ٦١، الثقات: ٩/ ٢٣٣، المعين: ١٠٢١، التمهيد: ٢/ ٤٥، المعرفة والتاريخ: ١/ ٥٥٦، تاريخ أبو زرعة الدمشقي: ٢٣، المعجم المشتمل: ت (١١١٧).

(١) ذكره ابن أبي حاتم في العلل: (١٨٧١) ٢/ ١٢٦ وقال: قال أبي هذا حديث موضوع لا أصل له وكان بقية يدلس فظنوا هؤلاء أنه يقول في كل حديث حدثنا ولا يعتقدون الخبر منه، (٢٠٢٨)، وقال: قال أبي: هذا حديث باطل، ذكره ابن القيسراني في التذكرة؛ (٧٤٢)، وللحديث طرق أخرى منها: ما أخرجه الطبراني في الكبير: ١١/ ١٨٤، الشجري في الأمالي: ٢/ ٢٨٠، ٢٨٥، والهندي في الكنز: (٦٦٩٦) وعزاه للطبراني عن ابن عباس برقم: (٦٦٩٥) وعزاه لأحمد عن أنس، (٦٦٣٤) وعزاه لابن ماجه عن الحسن بن علي رضي الله عنهما.

(٢) ينظر: تهذيب الكمال: ٣/ ١٤٤٥، خلاصة تهذيب الكمال: ٣/ ١١٣، تقريب التهذيب: ٢/ ٣١٨، تهذيب التهذيب: ١١/ ٣٨، الكاشف: ٣/ ٢٢٢، تاريخ البخاري الكبير: ٨/ ١٩٩، تاريخه الصغير ٢/ ١٨٠، ضعفاء ابن الجوزي: ٣/ ١٧٤، معرفة الثقات: ١٩٠٩، الكامل: ٧/ ٢٥٦٤، الجرح والتعديل: ٩/ ٢٣٨، تاريخ الثقات: ٤٥٧، المغني: ٦٧٤٧، الضعفاء الكبير: ٤/ ٣٣٩، مجمع ١/ ٩١، تاريخ الدوري: ٢/ ٦١٦، ابن الجنيد ت (٢٨٢)، ابن طهمان ت (٣٨٤)، علل أحمد ٢/ ٢٠٢، ابن محرز ت (٦٤)، المجروحين: ٣/ ٨٨، المعرفة ليعقوب: ٣/ ٥٥، ضعفاء الدارقطني ت (٥٦٢)، الكنى للدولابي: ٢/ ١٢٧.

(٣) ينظر: تهذيب الكمال: ٣/ ١٤٤٠، خلاصة تهذيب الكمال: ٣/ ١١٤، تقريب التهذيب: ٢/ ٣١٨، =

يقال له يتيم زيد بن أسلم صَحِبَه وأكْثَر عنه، وروى عن عمرو بن شُعيب، والمقبري، ونافع. وعنه ابنُ وهب، والقَعْنَبي، وجماعة كثيرة.

قال أحْمَدُ: لم يكن بالحافظ. وكان يحيى القطان لا يحدث عنه. وقال أحمدُ أيضاً: لم يكن محكم الحديث.

وقال ابنُ مَعِينٍ: ليس بذاك القوي، وليس بمتروك.

وقال النَّسَائي: ضعيف.

وقال ـ مرَّةً: ليس بالقوي.

وقال ابنُ عَدِيٍّ: مع ضعفه يكتب حديثه.

وأما أَبُو دَاوُدَ فقال: هو أثْبَتُ الناس في زيد بن أسل

وقال الحَاكِمُ: أخرج له مسلم في الشواهد.

وقال أَبُو حَاتِم: هو وابن إسحاق عندي واحد.

توفي في حدود الستين ومائة.

ومن مناكيره ما ساق الترمذي له عن سعيد بن أبي

الله بن عَمْرو رفعه «مَنْ مات يوم الجمعة أو ليلتها غفر له»

ابن أبي فُديك، حدثنا هشام بن سعد، عن ابن شه

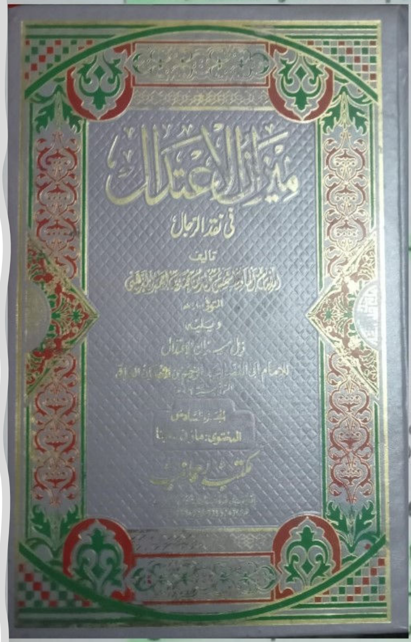

= تهذيب التهذيب: ١١/ ٣٩، الكاشف: ٣/ ٢٢٢، تاريخ البخا
ضعفاء ابن الجوزي: ٣/ ١٧٤، تاريخ الإسلام: ٦/ ٣١١، ال
الأعلام: ٧/ ٣٤٤، معرفة الثقات: ١٩٠٠، تراجم الأحبا
معين: ٣/ ٦١٧، المعين: ٦٢٤، تاريخ الدوري: ٢/ ٦١٧، علل أحمد: ٢/ ٤٥، تاريخ خليفة: ٤٢٩، المعرفة ليعقوب: ٢/ ١٧٣، تاريخ أبو زرعة الدمشقي: ٥٧٦، الجمع لابن القيسراني: ٢/ ٥٥٠، تذكرة الحفاظ: ١/ ٢٠٢.

(١) وللحديث طرق أخرى منها: أخرجه أحمد في المسند: ٢/ ١٧٦، ٢٢٠، عن عبدالله بن عمرو وأخرجه أبو نعيم في الحلية: ٣/ ١٥٥ عن جابر مرفوعاً وذكره الهندي في الكنز: (٢١٠٨٣) وعزاه للشيرازي في الألقاب عن ابن عمرو وينظر شواهده: (٢١٠٧٩)، (٢١٠٨٠)، (٢١٠٨١)، (٢١٠٨٢)، (٢١٠٨٤)، (٢١٠٨٨)، ذكره العجلوني في الكشف: ٢/ ٣٨٨، وقال رَوَى عبد الرزاق عن ابن شهاب أن النبي ﷺ قال مَنْ مات يوم الجمعة أو ليلة الجمعة وقِي فتنةَ القبر وكُتِب شهيداً، وروَى أبو قُرة في السنن عن ابن عمر مرفوعاً مثلَه، وأخرجه الترمذي عنه، ولم يذكر الشهادة، وقال غريب منقطع. ووصله الطبراني وأبو يعلى عن ابن عمرو، وأخرجه عنه أيضاً أحمد وإسحاق والطبراني، ورواه أبو نعيم عن جابر بلفظ مَن مات يوم الجمعة أو ليلة الجمعة أجيرَ من عذاب القبر، وجاء يومَ القيامة عليه طابع الشهداء، ورواه أبو يعلى عن أنس والديلمي عن علي بلفظ مَن مات يومَ الجمعة أو ليلةَ الجمعة دفع الله عنه عذاب القبر، ويروى الآمنُ من فتنة القبر لمن مات في أحد الحرمين أو في طريق مكة أو مرابطاً، ولمن يقرأ سورة الملك عند منامه.

«۱۱۹»

مخالفتهای اینها با گفته های پیغمبر اسلام محتاج یك کتابست هر کس بخواهد مجملی
از آنرا ببیند بکتاب فصول المهمه تألیف علامهٔ بزرگوار السید شرف الدین العاملی
رجوع کند

٤ـ در آنموقع که پیغمبر خدا صلی الله علیه وآله در حال احتضار و مرض موت
بود جمع کثیری در محضر مبارکش حاضر بودند پیغمبر فرمود بیائید برای شما یك
چیزی بنویسم که هرگز بضلالت نیفتید عمربن الخطاب گفت (هجر رسول الله) و این
روایت را مورخین و اصحاب حدیث از قبیل بخاری و مسلم و احمد با اختلافی در لفظ
نقل کردند و جملهٔ کلام آنکه این کلام یاوه از ابن خطاب یاوه‌سرا صادر شده است و
تا قیامت برای مسلم غیور کفایت میکند الحق خوب قدردانی کردند از پیغمبر خدا
که برای ارشاد و هدایت آنها آنهمه خون دل خورد و زحمت کشید انسان باشرف
دیندار غیور میداند روح مقدس این نور پاك با چه حالی پس از شنیدن این کلام از ابن
خطاب از این دنیا رفت و این کلام یاوه که از اصل کفر و زندقه ظاهر شده مخالف است
با آیاتی از قرآن کریم ـ سورهٔ نجم (آیهٔ ۳) وَ ما یَنطِقُ عَنِ الهَوی اِن هُوَ اِلّا
وَحیٌ یُوحی عَلَّمَهُ شَدیدُ القُوی ـ پیغمبر نطق نمیکند از روی هوای نفس کلام او
نیست مگر وحی خ... ...ست با آیهٔ اطیعوا الله
و اطیعوا الرسول ... ...بکم بمجنون و
غیر آن از آیات د...

نتیجه سخن ... ...ن شیخین از قرآن
در این باره ... ...سلمانان نیز باداخل
در حزب خود آنها بود... ...جرئت حرف زدن
در مقابل آنها که بایـ... ...ا اگر گاهی یکی
از آنها یك حرفی... ...که اگر در قرآن
هم این امر با سرا... ...برنمیداشتند و

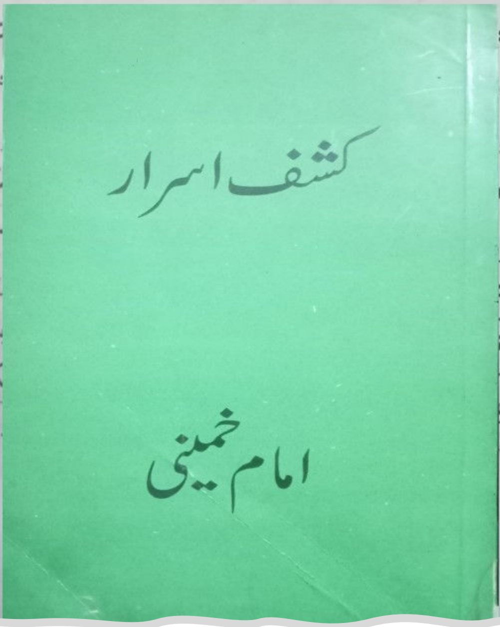

Ataunnabi.com

إن ابيض القار تغلبنى ، قال الله تعالى (فإن استقر مكانه فسوف ترانى) ولم يوجد الاستقرار ولا الرؤية ، فعلم أن دلالته على النفى أتم ، فإن مدلوله إلى مدلول ما أقرب فاستعمل أحدهما مكان الآخر هذا هو الظاهر ، وما يقال إن وما ، حرفان نافيان فى الأصل ، فلا حاجة إلى الترادف .

﴿ المسألة الثانية ﴾ هو ضمير معلوم أو ضمير مذكور ، نقول فيه وجهان (أشهرهما) أنه ضمير معلوم وهو القرآن ، كأنه يقول : ما القرآن إلا وحى ، وهذا على قول من قال النجم ليس المراد منه القرآن ، وأما على قول من يقول هو القرآن فهو عائد إلى مذكور (والوجه الثانى) أنه عائد إلى مذكور ضـ ... عن الهوى) فى
ضمنه النطق و ... ، وجه آخر أبعد
وأدق ، وهو أ ... أنه ما جن
وما مسه الجن ... فليس بشاعر ،
(فإن الشعراء يـ ... ليهم حيث قالوا
قوله (قوله كاه ... يقول (كاهن)
ولا (شاعر)كا ... لاماتذكرون) .

﴿ المسألة ... حى اسم معناه
الكتاب ومصـ ... شارة والإفهام
فإن قلنا هو ضـ ... كتاب ويوحى
بمعنى يرسل ، و ... وإلهام ، بمعنى
المفعول أى مر ... هو الإلهام ملهم
من الله ، أو مر ...

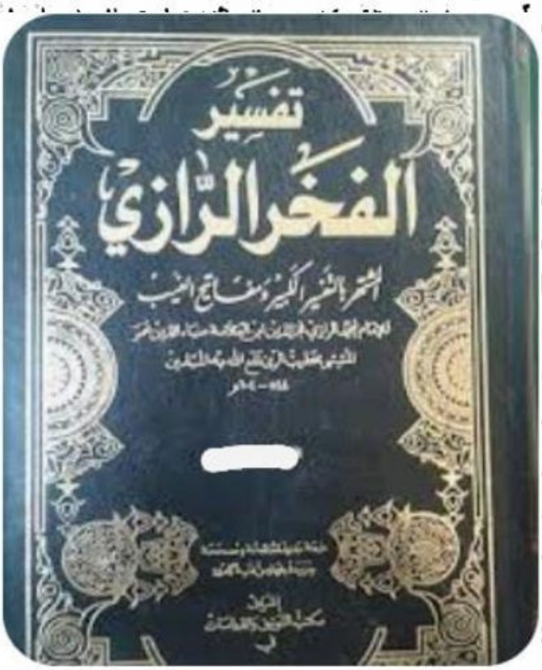

﴿ البحث ... أن النبى ﷺ
ماكان ينطق إلا ... ن هو إلا وحى
يوحى) إن كان ضمير القرآن فظاهر وإن كان ضميرا عائدا إلى قوله فالمراد من قوله هو القول الذى كانوا يقولون فيه إنه قول شاعر ، ورد الله عليهم فقال (ولا بقول شاعر) وذلك القول هو القرآن ، وإن قلنا بما قالوا به فينبغى أن يفسر الوحى بالإلهام .

﴿ البحث الثانى ﴾ هذا يدل على أنه ﷺ لم يجتهد وهو خلاف الظاهر ، فإنه فى الحروب اجتهد وحرم ما قال الله لم يحرم وأذن لمن قال تعالى (عفا الله عنك لم أذنت لهم) ، نقول على ما ثبت لاتدل الآية عليه .

﴿ البحث الثالث ﴾ ... أن يكون من أوحى يوحى ، تقول عدم يعدم ، وأعدم يعدم وكذلك علم يعلم وأعلم يعلم فنقول يوحى من أوحى لامن وحى ، وإن كان وحى وأوحى كلاهما جاء بمعنى ولكن الله فى القرآن عند ذكر المصدر لم يذكر

https://arabicdawateislami.net
For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

www.KitaboSunnat.com

٣٦٩٢ - حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَأْلَمُ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَكَأَنَّهُ يُجَزِّعُهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! وَلَئِنْ كَانَ ذَاكَ، لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ، ثُمَّ فَارَقْتَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ، ثُمَّ صَحِبْتَ أَبَا بَكْرٍ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ، ثُمَّ فَارَقْتَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ، ثُمَّ صَحِبْتَ صَحَبَتَهُمْ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ، وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُونَ، قَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَرِضَاهُ فَإِنَّ ذٰلِكَ مَنٌّ مِنَ اللهِ تَعَالٰى مَنَّ بِهِ عَلَيَّ، وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ أَبِي بَكْرٍ وَرِضَاهُ فَإِنَّمَا ذٰلِكَ مَنٌّ مِنَ اللهِ، جَلَّ ذِكْرُهُ، مَنَّ بِهِ عَلَيَّ، وَأَمَّا مَا تَرٰى مِنْ جَزَعِي فَهُوَ مِنْ أَجْلِكَ، وَمِنْ أَجْلِ أَصْحَابِكَ، وَاللهِ لَوْ أَنَّ لِي طِلَاعَ الْأَرْضِ ذَهَبًا، لَافْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ عَذَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ قَبْلَ أَنْ أَرَاهُ.

[3692] حضرت مسور بن مخرمہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ جب حضرت عمر ؓ زخمی کر دیے گئے تو انھوں نے سخت بے چینی کا اظہار کیا۔ اس موقع پر حضرت ابن عباس ؓ نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے کہا: امیر المومنین! آپ اس قدر گھبرا کیوں رہے ہیں؟ آپ تو رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں رہے اور آپ ﷺ کی صحبت کا پورا حق ادا کیا، پھر آپ جب (رسول اللہ ﷺ سے) جدا ہوئے تو نبی ﷺ آپ پر خوش تھے۔ پھر آپ نے حضرت ابوبکر ؓ کی صحبت اٹھائی اور ان کی رفاقت کا بھی آپ نے پورا پورا حق ادا کیا، پھر آپ جب (ان سے) جدا ہوئے تو وہ بھی آپ سے خوش تھے۔ پھر آپ نے دیگر مسلمانوں کی صحبت اختیار کی تو ان کی صحبت کا بھی آپ نے پورا پورا حق ادا کیا۔ اگر آپ ان سے جدا ہوں گے تو بایں حالت جدا ہوں گے کہ وہ سب آپ پر راضی ہوں گے۔ حضرت عمر نے ابن عباس ؓ سے فرمایا کہ جو آپ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اور آپ کی رضامندی کا ذکر کیا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے جو اس نے مجھ پر کیا ہے اور جو آپ نے ابوبکر ؓ کی رفاقت اور ان کی رضامندی کا ذکر کیا ہے تو یہ بھی اللہ کا بہت بڑا احسان ہے جو اس نے مجھ پر کیا ہے، البتہ جو تم میری گھبراہٹ کو ملاحظہ کر رہے ہو تو یہ تمھاری اور تمھارے ساتھیوں کی فکر کی وجہ سے ہے۔ اللہ کی قسم! اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا تو اللہ کے عذاب کا سامنا کرنے سے پہلے اس کا فدیہ دے کر اس سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرتا۔

... عن ابن ... على

حماد بن زید نے کہا کہ ہم سے ایوب نے، انھوں نے ابن ابی ملیکہ سے اور انھوں نے ابن عباس ؓ سے بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ میں حضرت عمر ؓ کے پاس گیا۔ پھر

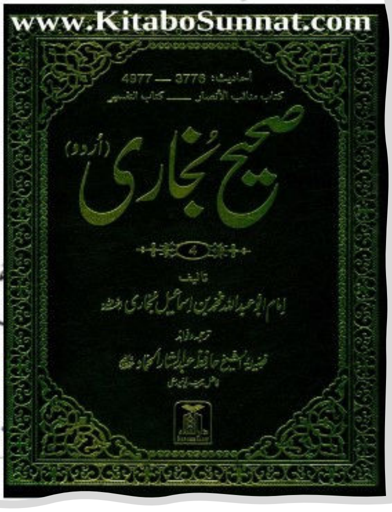

... متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کتابیات

کتاب کی تیاری میں استعمال کی گئی کتب

مصادر اہل سنت	مصادر اہل تشیع
القرآن المجید	رجال النجاشی
اتحاف الخیرة	ترجمہ وحاشیہ مقبول
اتحاف السادة المتقین	مراة العقول
الادب المفرد	تفسیر منہج الصادقین
اسباب نزول	تفسیر مجمع البیان
اسئلة النسائی فی الرجال	تفسیر فرات الکوفی
الاقتصاد فی الاعتقاد	صحیفہ رضا
تاریخ بغداد	احتجاج طبرسی
تحفہ اثناء عشریہ	نہج البلاغة
تفسیر الکبیر للرازی	مجالس المومنین

جامع ترمذی	تنزیہہ الانبیاء والائمۃ
الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم	حیات القلوب
رسالہ مذہب شیعہ	مستدرک الوسائل
سنن ابن ماجہ	سفینۃ البحار
سنن ابو داؤد	بحار الانوار
سیر اعلام النبلاء	اصول کافی
صحیح البخاری	تفسیر متقین
صحیح مسلم	تفسیر صافی
الضعفاء الکبیر	تفسیر عیاشی
طبقات ابن سعد	تفسیر المیزان
فتح الباری شرح صحیح البخاری	تفسیر قمی
کتاب الشفاء	معجم رجال الحدیث
کتاب المجروحین	امالی شریف مرتضی
الکنی والاسماء	امالی شیخ صدوق
مستدرک حاکم	ارشاد القلوب
مسند احمد	کتاب الرجال تقی الدین الحلی
معرفۃ التذکرہ ابن القیسرانی	الفہرست ابن ندیم
مفردات القرآن	تفسیر البرھان
میزان الاعتدال	کتاب الرجال للغضائری
نسیم الریاض شرح کتاب الشفاء	وسائل الشیعہ

[redacted]	معجم رجال الحدیث
[redacted]	خلاصۃ الاقوال فی معرفۃ الرجال
[redacted]	اختیار معرفۃ الرجال
[redacted]	الانوار الالٰہیہ فی مسائل العقائدیۃ للتبریزی
[redacted]	معالم الاصول
[redacted]	شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید
[redacted]	المفید من معجم رجال الحدیث
[redacted]	الاستبصار
[redacted]	کتاب الارشاد
[redacted]	المیہ جمعرات
[redacted]	الانوار النعمانیہ
[redacted]	اعلام الوری
[redacted]	تنزیہہ امامیہ جدید
[redacted]	کشف الاسرار
[redacted]	کتاب سلیم بن قیس
[redacted]	کتاب التوحید
[redacted]	التاسیس فی نسبۃ کتاب سلیم بن قیس
[redacted]	تصحیح اعتقادات امامیہ
[redacted]	رجال الطوسی
[redacted]	صحیحین کا ایک مطالعہ

[redacted]	دلائل الامامۃ
[redacted]	تہذیب الاحکام
[redacted]	مشرعۃ بحار الانوار
[redacted]	نقد الرجال للتفرشی
[redacted]	الغیبۃ

مصنف کی دیگر کتب کی فہرست

- **فتح المبین واتمام الیقین فی المیراث سید المرسلین ﷺ:** جس میں شیعہ کی آٹھ کتب جو فدک پر لکھی گئی ہیں ان کا جواب دیا گیا ہے۔
- **ضرب حیدریہ علی تلبیسات قادریہ:** ارشد القادری صاحب کی کتاب زیر وزبر کتاب کا مسکت جواب۔
- **مقالات حیدری:** پلمبریوں اور نیم رافضیوں کے رد میں تفصیلی مقالات۔
- **مولا علی علیہ السلام کا قاتل کون؟ شیعہ یا صحابہ:** عبد الرحمن ابن ملجم کی نظریاتی وابستگی پر مفصل کلام۔
- **پلمبریوں اور سبائیوں کا بڑا آپریشن:** پلمبری فرقہ اور جملہ سبائیوں کے مطاعن پر سیر حاصل گفتگو۔
- **اتمام حجت:** عبد الکریم مشتاق کی کتاب ہزار تمہاری دس ہماری کا مسکت جواب۔
- **رسول اللہ ﷺ کی حجت قرآن وسنت:** محمد حسین ڈھکو کی کتاب تحقیقات الفریقین کا جواب۔
- **الارتداد والردۃ فی النظرۃ الائمۃ والشیعۃ:** امامیہ مصادر کی روایات ارتداد پر امامیہ تاویلات کا پوسٹ مارٹم۔

مصنف کی دیگر کتب کی فہرست

- **فتح المبین واتمام الیقین فی المیراث سید المرسلین ﷺ:** جس میں شیعہ کی آٹھ کتب جو فدک پر لکھی گئی ہیں ان کا جواب دیا گیا ہے۔
- **ضرب حیدریہ علی تلبیسات قادریہ:** ارشد القادری صاحب کی کتاب زیروزبر کا مسکت جواب۔
- **مقالات حیدری:** پلمبریوں اور نیم رافضیوں کے رد میں تفصیلی مقالات۔
- **مولا علی علیہ السلام کا قاتل کون؟ شیعہ یا صحابہ:** عبد الرحمن ابن ملجم کی نظریاتی وابستگی پر مفصل کلام۔
- **پلمبریوں اور سبائیوں کا بڑا آپریشن:** پلمبری فرقہ اور جملہ سبائیوں کے مطاعن پر سیر حاصل گفتگو۔
- **اتمام حجت:** عبد الکریم مشتاق کی کتاب ہزار تمہاری دس ہماری کا مسکت جواب۔
- **رسول اللہ ﷺ کی حجت قرآن وسنت:** محمد حسین ڈھکو کی کتاب تحقیقات الفریقین کا جواب۔
- **الارتداد والردۃ فی النظرۃ الائمۃ والشیعۃ:** امامیہ مصادر کی روایات ارتداد پر امامیہ تاویلات کا پوسٹ مارٹم۔